U67680. Date. 23.12.09

Title - HAZAR DASTAN TARJUMA URDU ALIF LAILA-NASR.

Creator - Mutarjuma Hamid Ali Khan.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1890

Pages - 185

Subjects - Alif laila - Tarajum; Arabi Adab - Tarajum - Alif laila.

بفضلہ تعالیٰ

یہ چیدہ چیدہ قصّوں کا گنجینہ عمدہ عمدہ داستانوں کا خزینہ زبان بامزہ عبارت پاکیزہ

جسکا تاریخی نام ہے برعایت تجدید اسمار خوش اسلوب اور قدیمی اسم باسمّٰی

# ہزار داستان

یعنی ترجمہ جلد اول

# الف لیلہ

جسکو ابو ناظم مولانا محمد حامد علی خان صاحب مترجم الف لیلہ

خلف حافظ غلام علی خان رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی نے اردو میں

ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء میں بار اول

مطبع نامی منشی نول کشور سی آئی ای واقع کانپور میں بحسن زیبائش چھپا

سابقِ عالی و سکانِ فضل و طباقِ خلائق زمین و آسمان ہی
یہ کتاب تالیف شاعرِ سحربیان مولوی محمد حامد علی خان صاحب شاہ آبادی سلمہ الہادی موسوم ہے
ہزار داستان
یعنی ترجمہ جلدِ اول
الف لیلہ
بحسنِ اہتمام و سعی مالا کلام عمدہ سنجیدہ کارپردازان
مطبعِ نامی منشی نول کشور واقع کانپور میں بحسنِ زیبائش چھاپی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو خالق ہے زمین و آسمان کا
وہی ممدوح ہے سارے جہان کا
درود حق شفیع المذنبین پر
اور انکی آل و اصحاب دین پر

اُسی حامد علی کا یہ بیان ہے
کہ جو آقا کا اپنے مدح خوان ہے
جو ہے اک الف لیلہ کی کہانی
کہ طوطا رام کی ہے وہ نشانی

وہ تھے مشہور طوطا رام شایان
سپہر شاعری کے ماہ تابان
اُنھین کی ہے وہ تصنیفات عالی
سراپا عیب و نقصان سے خالی

وہ مین نے یک قلم سب مختصر کی
کہ تھی یہ ہی مرے آقا کی مرضی
نئی تصویرین بھی کین اُسمین ایجاد
کہ یہ بھی تھا مرے آقا کا ارشاد

مصنف اسکے طوطا رام شایان
مؤلف بندہ حامد علیخان
جب اُس لیلی نے پہنا زیور طبع
بنی ہر ایک کی وہ دلبر طبع

ہوی مجنون صفت اُسکا ہر اک
بکی فضل خدا سے وہ یکایک
ہوی جب ناظرین خوش اسکو پڑھکر
ہوا ارشاد آقا تب مکرر

کوئی ایجاد اسمین کیجیے پھر
نئی صورت سے لینے یہ چھپے پھر
نہ قصون مین مگر کوئی خلل ہو
عبارت مین فقط رد و بدل ہو

ہر اک تصویر بھی اپنی جگہ پر
رہے قائم بصد خوبی برابر
بڑھین کچھ خوبیان بھی اور اسمین
بہر صورت نئی ہون طور اُسمین

جو میدان سخن دیکھا کشادہ
تو یہ دل نے کیا میرے ارادہ
کہ حامد ابکی اسکو غور کر مین
کرون تالیف اپنی طبع سے مین

بحمد اللہ ہوی مشکل مری حل
کہ یہ بھی اب ہوی چھپکر مکمل
جو بیجا ذہن ناقص مین ہین آئین
کئی تصویرین اسمین بھی بڑھائین

بہر صورت نیا اسکو کیا ہے
جہان پر دیکھیے مضمون نیا ہے
طوالت کا جو خطرہ بیشتر ہے
عبارت مختصر مد نظر ہے

طوالت کو سمجھتا ہون مین معیوب
عبارت مختصر ہے دل کو مرغوب
زیادہ کچھ نہین اسمین لکھا ہے
اسے بھی مختصر مین نے کیا ہے

نہ قصہ مین کہین رد و بدل کی
فقط اسکی عبارت سب بدل دی
مری التجا ہے شاعرون سے
فنون شاعری کے ماہرون سے

مرے والد جو ہیں قاسمی قران
مرے استاد ہین نامی سخندان
جو ہین میرے برادر و فرزند
دعا ہے اب مری آقا کی نسبت

انھا نکو آئے کچھ نظر ...
... صحیح میری خطا کو
... تی ہے اکثر آدمی سے
... مدد اسکو ہے میرے اللہ آباد
غلام اول ہیں ہے آخر علیشان
کلیم عصر و فردوسی دوران
خدا رکھے انھیں آباد و خرسند
زیادہ کر الٰہی عمر و دولت

قلم اصلاح کے خاطر اُٹھائین
کہ انسان تو سراسر خطا ہے
بیان کچھ حال احباب کرون مین
نہین ملک ادب مین وہ کچھ دوست
رہین سر پر سدا سایہ فگن وہ
ہین اقلیم سخن کے وہ شہنشاہ
مرے احباب بھی مجلس مین شاد
اب آگے یہان سے قصے کا بیان ہے

جو کچھ سمجھین مناسب وہ بنائین
خطا و سہو سے گویا بھرا ہے
حقیقت مختصر اپنی لکھون مین
کہ ہے وہ ضلع ہردوئی مشہور
کہ ہین اسوقت مین فخر زمن وہ
امیر لکھنوی ابقاہم اللہ
بحق مصطفٰی و آل امجاد
شروع اب یہان سے یعنی داستان ہے

## آغاز داستان

اگلے زمانے مین سلطنت ملک پارس کی بڑی تھی اور بہت جزیرے دور دور تک اُسکے تابع وہان ایک بادشاہ بہت بڑا عادل اور رعایا پرور تھا اور خزانہ بسیار اور لشکر بیشمار رکھتا تھا اور اُسکے دو بیٹے تھے بڑے کا نام شہریار چھوٹے کا شاہزمان دونون بجمیع صفات موصوف تھے جب وہ بادشاہ جان بحق تسلیم ہوا بڑا بیٹا بجاے اُسکے تخت پر بیٹھا اور شاہزمان کو اُسنے بہت کچھ فوج و خزانہ دیکر حکومت ملک تاتار کی دی شاہزمان بڑے بھائی کا شکریہ بجا لاکر رخصت ہوا اور شہر سمرقند کو جو اُسوقت مین سب شہرون سے بڑا تھا دارالملک مقرر کرکے اُسمین رہنے لگا جب باہمی جدائی کو عرصہ دس برس کا گذرا شہریار کو کمال اشتیاق بھائی کے دیکھنے کا ہوا اور اپنے وزیر اعظم کو اُسکے بلانے کے واسطے مقرر کیا چنانچہ وزیر اعظم بڑے تجمل سے روانہ ہوا جب قریب سمرقند کے پہونچا شاہزمان تزک شاہانہ سے دو تین کوس اُسکی پیشوائی کو آیا اور وزیر سے ملکر کمال خوش ہوا اور اپنے بڑے بھائی شہریار کی خیر و عافیت پوچھی وزیر نے بعد بجا لانے آداب و تسلیم کے پیغام شہریار کا پہونچایا شاہزمان نے کہ اپنے بھائی کا نہایت فرمانبردار اور کمال محبت اُسکے ساتھ رکھتا تھا وزیر سے کہا کہ مجکو کمال خوشی ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ دس دن کے بعد تمھارے ساتھ چلونگا دس دن تم یہین مقیم رہو مین نے مہماندار خاص تمھارے اور تمھارے لشکر کے واسطے مقرر کیے ہین چنانچہ فی الفور سب اسباب ضیافت مہیا ہو گیا اس عرصہ مین شاہزمان نے سب سامان سفر ضروری خرید فرماکے ایک سردار معتمد کو جانشین اپنا کیا

...باغ کے غسل کر اپنے اپنے کپڑے پہن اوسی چور دروازے
...دیوار پھاند کر جدھر سے آیا تھا اودھر کو چلا گیا یہ حال شاہزمان
...کہا کہ اگرچہ میری مصیبت عجیب تھی لیکن میرے بھائی کی اوس سے
...ایسا بادشاہ باشوکت و حشمت ہے لیکن اوس سے محافظت اس امر مکروہ کی
نہ ہوسکی اب مجھکو اسقدر ملول اور اندوہگین اس امر میں رہنا بیجا ہے خوب ثابت ہوا کہ اس طرح کے مکروہات
دنیا میں اکثر ہوتے ہیں اوسوقت سے اوسکے دل سے غم جاتا رہا اور خاصے کو منگوا کر کمال رغبت سے نوش
کیا اور گانا بجانا گویون سے سُنا پھر تو سب طرح سے اُسکو صحتِ کُلی حاصل ہوئی اور بادشاہ کی خبر معاودت
سُنکر ملاقات کی نہایت خوشی کے ساتھ آداب و تسلیمات بجا لایا اول نظر میں شہریار نے کچھ تبدل و تغیر کو
شاہزمان کے بشرے سے دریافت نکر کے بہت سے ہرن وغیرہ شکار کیے ہوے دیے اور کہا کہ افسوس تم
ہرنون کے شکار کو نہ چلے وہان بڑی کیفیت تھی شاہزمان نے ہر ایک سوال شہریار کا جواب کمال بشاشت
سے دیا شہریار جانتا تھا کہ اب بھی شاہزمان کو اوسی ہیزگی کے حال میں کہ جیسا چھوڑ گیا تھا ویسا پاونگا
یہان اوسکو بہت خوش حال پایا کہا بھائی شکر خدا کا کہ مین نے تمکو اگر نہایت خوش پایا اب تم سے
ایک امر قسمیہ پوچھتا ہون اوسکے بتانے مین انکار نکرنا جب تم اپنا ملک چھوڑ کر میرے شہر مین آئے
تھے مین نے تم کو نہایت ملول پایا تھا اور بہت تدبیرین کین لیکن تم ملول ہی رہے اب کیا سبب ہے کہ
دفعتہً تمھارا حال بدل گیا شاہزمان یہ باتین سُنکر پہلے تو خاموش رہا لیکن جب شہریار نے نہایت مبالغہ
کیا تب شاہزمان نے کہا کہ آپ میرے بزرگ اور مالک ہین اسکا جواب مین عرض نہین کرسکتا کہ نہایت
گستاخی اور بے ادبی ہے شہریار نے بہت کچھ مبالغہ کیا آخر یہ مجبوری شاہزمان نے پہلے حال بدکاری
اہلِ سمرقند مفصل بیان کیا کہ یہ سبب میری غمگینی کا تھا شہریار نے کہا بھائی تمنے خوب کیا کہ ایسی بدکردار
کو اوسکے یار سمیت قتل کیا کوئی اس امر مین نسبت ظلم کی تمھاری طرف نکریگا اگر تمھاری جگہ مین ہوتا
تو جب تک ہزار عورتون کو قتل نکرتا تب تک میری تسکین نہوتی اب بتاؤ کہ یہ ملال میری غیبت مین
بلد دفع کیونکر ہوا اوسنے کہا مین اگر اسکا سبب بیان کرون تو ڈرتا ہون کہ مبادا تمھاری مصیبت
میری مصیبت سے زیادہ ہو شہریار نے فرمایا بھائی خدا کے واسطے جلد مجھسے اس بات کو مفصل بیان

حبشیون اور ملکہ کے بیان کیا اور کہا کہ اس سب حال سے

خلقت مین فسق و فجور ہی ہرگز اونکی عصمت اور عفت پر کوئی شخص اعتماد

تسلی ہو گئی اور اسوقت سے مین نہایت خوش اور تندرست ہون جیسا

شہریار کو باوجود سننے اس حال کے اپنے بھائی سے یقین نہ آیا اور غصہ مین آ

اس مرتبہ فاحشہ ہے مجکو ہرگز تمہارے کہنے کا یقین نہین جب تک کہ مین آپ

اور شبہہ ملکہ کا ہوا ہو شاہزمان نے عرض کیا کہ بھائی صاحب اگر تم چاہتے ہو کہ اس امر کو اپنی انکھ سے
دیکھو تو دشوار نہین ہے تم پھر واسطے جانے شکار کے حکم کرو اور ہم تم اسی ارادے پر شہر سے لاؤ لشکر سمیت
کوچ کر کے باہر چلین اور دن بھر اپنے خیمون مین رہین رات کے وقت چپکے سے اس مکان مین آکر بیٹھین
یقین ہے کہ اس صورت مین آپ بھی بچشم خود یہ سب حال کہ مین نے دیکھا ہے مشاہدہ فرمائین شہریار نے
یہ تدبیر پسند کر کے اپنے اہلکارون کو فرمایا کہ کل مین پھر شکار کو جاؤن گا یہ خیمہ باہر شہر کے جس جگہ استادہ
ہوتا ہو استادہ ہو دوسرے دن وہ دونون بادشاہ فجر کو اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوے اور وہان
پہونچکر تو وقت کیا رات کو شہریار نے اپنے وزیر کو بلاکر فرمایا کہ مین کسی کام کے واسطے جاتا ہون تو میری جگہ
بیٹھ رہ کسی کو لشکر سے باہر نہ جانے دیجیو پھر دونون گھوڑون پر سوار ہو کر پوشیدہ لشکر سے شہر مین آئے اور
شاہزمان کی فرودگاہ مین جاکر سو رہے اور بہت تڑکے اوس کھڑکی مین جا بیٹھے کہ جہان سے شاہزمان نے
اون حبشیون اور خواصون کو ملکہ سمیت دیکھا تھا ہنوز آفتاب نے طلوع نہ کیا تھا کہ یکایک چور دروازہ محل
کا کھلا اسکے تھوڑی دیر کے بعد ملکہ اونھین اپنی خواصون اور حبشیون کے ہمراہ کہ عورت بنے ہوے تھے

اوس دروازے سے نکلکر باغ مین آئی اور مسعود کو پکارا شہریار نے وہ سب حال دیکھکر دل مین

خدایا یہ کیا غضب ہی کہ اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر کی بی بی ایسی بدکاری کرے پھر شاہزمان

کہ اس دنیاے غدار کو چھوڑ دین اور اپنے ملک اور لشکر سے جدا ہو کر غیر ملکون مین زندگی بسر کرین تا

اسقدر بے عزتی اور رسوائی کو کسی سے نہ کہین شاہزمان نے بھائی کو خلاف جواب دینا مناسب نجانا
کہا مین آپکے فرمانے کو بجان و دل بجالاؤن گا مگر ایک شرط ہے کہ جب تم کسی اور شخص کو اپنے سے
زیادہ اس مصیبت مین مبتلا پاؤ تو اپنے ملک کو پھر آنا شہریار نے فرمایا مجھے یہ شرط قبول ہی لیکن جہان

[illegible] دونون کی قریب پہونچی دونون [illegible]
ن لپٹ ہوکر ایک دوسرے سے دیر تک خیر و عافیت پوچھتے رہے پھر وہان سے
شہر روانہ ہوے سامان شہریار نے اپنے بھائی کو اُس مکان مین کہ جسکو مخصوص
[illegible] سے ہوا اور تیار رکھا تھا اور وہان سے پائین باغ بادشاہی نظر آتا تھا لیجا کر اوتارا اور وہ
بہت وسیع اور عالیشان تھا پھر شہریار نے شاہزمان کو واسطے حمام اور تبدیل کرنے پوشاک
کے فرمایا جب شاہزمان نے فراغت حمام سے پائی دونون بھائی برآمد ہوے مین اُس مکان کے بیٹھ کے دیر
تک باتین پیار اور الفت کی کرتے رہے اور اہل دربار دونون بادشاہون کے صف باندھکر قرینے اور
اپنے اپنے رتبے سے کھڑے ہوے پھر دونون بادشاہ نے خاصہ باہم تناول فرمایا پھر بات چیت مین
مشغول ہوے جب شہریار نے دیکھا کہ رات بہت آئی بھائی کو واسطے آرام کرنے کے تنہا چھوڑکر رخصت ہوا
شاہزمان کمال غم و الم کے ساتھ پلنگ پر روتا ہوا جا لیٹا روبرو شہریار کے اپنے کو ضبط کیے ہوے تھا اُسکے
اُٹھنے کے بعد وُہی بیقراری طاری ہوئی اور دل پر اُسکے ایسا صدمہ گذرتا تھا جیسے کوئی حالت نزع مین ہو
اکثر آہین سرد کھینچا کرتا راتون کو نیند نہ آئی تھی اِسی غم و غصہ مین اُسکی جان گھلی جاتی تھی یہانتک کہ
رفتہ رفتہ وہ سب آثار غم کے اُسکے بشرے سے ظاہر ہونے لگے شہریار نے بمشاہدہ اِس حال کے تصور کیا
کہ کیا سبب ہے جو شاہزمان کو مین باوجود اسقدر خاطرداری اور پیار کے ہر وقت مغموم پاتا ہون کبھی اوسکو
خوش دل نہین دیکھا شاید موجب اِس رنج و ملال کا دوری اُس شہر کی یا فراق ملکہ ہے مین نے اوسکو
ملا کر ناحق ایسے رنج و الم مین ڈالا اب بہتر ہے کہ اُسکو سوغات دے کر جلد یہان سے رخصت کرون القصہ
نے چیزین نفیس قیمتی ہند کی کشتیون مین لگا کر اُسکے پاس بھیجین اور بڑے تکلف سے اُسکی ضیافت کی
در اُسکے خوش کرنے کے لیے طرح طرح کے تماشے اور ناچ اور رنگ کروائے مگر اوسکا رنج بڑھتا گیا ع
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
اور مطلق خاطر اُسکی بشاش نہوئی ایک دن شہریار نے اپنے اہلکارون
سے فرمایا مین نے سُنا ہے کہ ایک جنگل اِس شہر سے دو دن کی راہ پر ہے بہت جانور اُسمین ہر قسم کے ہین
میرا قصد وہان شکار کھیلنے کا ہے جلد تم سفر کی طیاری کرو اور اپنے بھائی کو بھی ترغیب دی کہ میرے
ساتھ چلو تمہارا جی شکار کھیلنے [illegible]

روانہ ہوا شاہزمان نے دروازے اپنے کمرے کے بند کر لیے
نظر آتا تھا جا بیٹھا تھا کہ سر شام ایکایک چور دروازہ بادشاہ شہریار
بیس عورتین کہ جنکے حلقے مین اکیسوین ملکہ تھی اور رو دبے لگئے
باغ مین آئین اُن سب کو یقین تھا کہ بادشاہ شکار کو گئے ہین مکان خالی ہو ن
سے اُس کھڑکی مین بیٹھا تھا کہ وہ سب کو دیکھے اور اوسے کوئی نہ دیکھے کمال مشتاق ہوا کہ سما
بیس عورتون اور ملکہ کا دیکھون کہ کیا کرتی ہین خواصون نے اپنے ورازیرا ہنون کو اوتار ڈالا پھر تو
اونکی شکل صاف معلوم ہونے لگی شاہزمان یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوا کہ اون بیس مین سے کہ جنکو
وہ سب عورتین جانتا تھا دس حبشی تھے ہر ایک نے سمجھا نکرا ایک ایک عورت کا ہاتھ پکڑ لیا فقط وہ

تصویر عورات کی مع تصویر ملکہ کے

ملکہ بے یار رہگئی اوسنے مسعود مسعود کہکر پکارا ایک حبشی نہایت قوی ہیکل اور خنگا کہ آواز پر لگا ہوا تھا درخت
[illegible] اور ہاتھ ملکہ کا پکڑ لیا اب حیا مانع ہے کہ اونکے حال کو مفصل ہم بیان کرین

…باد شاہ راہ غیر مشہور سے ایک سمت کو روانہ ہوے اور
…نہایت خوش فضا اور لب دریاے شور تھا پہونچے دور تک گرد و پیش اوس
…بڑے اور گنجان لگے ہوے تھے وہ ایک درخت کے نیچے واسطے ستانے
…ملہ او شہریار نے اس حال وحشت مین دیکھا تھا کہین آرام و آسایش نکی تھی اوس
وقت ساتھ شاہزمان کے باتین کرنا شروع کین تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایسی ایک آواز مہیب دریا مین
سُنی کہ وہ دونون نہایت ڈرے اور اوس آواز ہولناک سے ایک جا پر دریا کا پانی پھٹا اور وہان سے ایک
سیاہ ستون نے نکلنا شروع کیا اسقدر بلند ہوا کہ جسکا سرا ابر مین جا کر چھپ گیا اوسکو دیکھکر وہ دونون
زیادہ ڈرے اور وہان سے بھاگ کر ایک درخت بلند اور گنجان پر چڑھ گئے اور اوسکے پتون مین چھپ کر
بیٹھے وہان سے کیا دیکھتے ہین کہ وہ کالا ستون دریا کے کنارے پر آیا اور فورًا جن خبیث بن گیا پھر دیو سیاہ
بنا اور سر پر ایک صندوق بہت مضبوط سیسے کا جس مین چار قفل پیتل کے بھاری بھاری لگے ہوے
تھے رکھے ہوے اوسی درخت کے نیچے آیا اور سر سے اوسکو اوتار کر کھولا اوس مین سے ایک بی بی
نہایت خوب صورت عمدہ پوشاک پہنے ہوے باہر آئی پھر اوس جن نے اوس بی بی کو اپنے پاس
بٹھا کر کہا اے بیگم تو اپنے حسن و جمال مین یکتا ہے مین تجکو برات کی شب اوٹھا لایا اور جان و دل سے
تیرا عاشق زار ہوا اور مین تجکو نہایت وفادار اور باعصمت پاتا ہون اسوقت نیند کا بڑا غلبہ ہے چاہتا
ہون کہ ذرا تیرے پاس سو رہون یہ کہہ کر وہ جن اپنے بڑے سر کو اوسکے زانو پر رکھ کر سو رہا پانون اوسکے
اتنے بڑے تھے کہ دریا تک پہونچے اور آواز اوسکے خرّاٹون کی مانند آواز بادل کے سارے دریا مین گونج
رہی تھی ناگہان اوس بی بی نے جو اوپر کو دیکھا نظر اوسکی دونون بادشاہون پر پڑی کہ درخت پر چھپے
ہوے تھے فورًا اونکو اشارے سے بلایا کہ چپکے سے نیچے اوتر آؤ وہ نہایت ڈرے اور اشارے سے کہا
کہ ہمین مُعاف کرو اوسنے آہستہ سے سر اوس دیو کا اپنی گودی سے اوٹھا کر زمین پر رکھدیا اور کہا کہ جلدی
تم دونون درخت سے اوتر کر میرے پاس آؤ ورنہ مین ابھی اس جن کو جگا دونگی وہ تم دونونکو مار ڈالیگا
اس بات کو سُنکر وہ چپکے سے درخت سے اوتر آئے وہ بی بی مسکراتی ہوئی دونون کا ہاتھ پکڑ کر تھوڑی
دور درختون کے نیچے لے گئی اور اوس کام کو چاہا کہ جسکا حیا سے بیان نہین ہوسکتا اون دونون بادشاہون
نے پہلے انکار کیا آخر ڈرانے سے کہنا اوسکا باری باری سے بجا لائے بعد فراغت اوس بی بی نے انگوٹھیان

دونون بادشاہون سے لائی اونچوت
اپنے توشے خانے سے نکالا اور اوس مین سے ایک
ان دونون کو دکھلایا اور کہا کہ تم جانتے ہو یہ کیا ہے اور کس
جانتے اوس بی بی نے کہا یہ انگوٹھیان نشان ہین اون لوگون کی

تصویر جن کی عورت کے زانو پر سر رکھکر سو گیکی اور شاہزمان اور

کام مین سرفراز کیا یہ سب اٹھانوے ہین اب تمہاری انگوٹھیان ملانے سے پوری سو ہو جاوینگی باوجود
اس حفاظت اور نگہبانی جن کے مین نے آج تک سو بار اورون سے اپنا دل خوش کیا یہ کمبخت جن مجھپر
عاشق ہوا اور مجکو اس صندوق مین بند کر درمیان سمندر کے چھپا کر رکھتا ہے باوجود اس ہوشیاری
کے جو میرا جی چاہتا ہے کرتی ہون اوسکی نگہبانی کچھ کام نہین آتی میرے حال سے تم قیاس کرو
جب کوئی عورت بدکار ہووے اوسکو نہ تو اوسکا شوہر اور نہ اوسکا یار بدکاری سے باز رکھ سکتا ہے اسی
اشخاص عورتون کی پارسائی پر اعتقاد رکھتے ہین اور وہ بدکار ہوتی ہین پھر اوس بی بی نے یہ کہکر
اون دونون بادشاہون کی انگوٹھیان کو اوس ڈورے مین پرو لیا اور پھر وہین جاکر بیٹھی اور جن کے

ے کہا اب تم یہان سے چلے جاؤ وہ دونون
ہ بہت دور نکل گئے شاہزمان نے اپنے بڑے بھائی
ہیبت اور حفاظت جن کے کسقدر وہ بی بی چالاک اور بدکار ہو
ن اوسکی پارسائی کا کتنا معتقد ہے اور اوسکی عصمت کی کیسی تعریف
ہے کہ مصیبت اس جن کی ہماری دونون کی مصیبت سے زیادہ ہے یا نہین
ین تھے اوسکو پایا اب ہمکو لازم ہے کہ اپنے ملکون کو پھر جاوین اور کبھی خیال شادی کا
ورت کے ساتھ نکرین اسواسطے کہ عورت صاحب عصمت اس زمانے مین ملنا محال ہے شہریار
وہان سے اپنے شہر کی طرف پھرا تین شب کے بعد وہ دونون بادشاہ اپنے لشکر مین پہونچے بادشاہ کی خبر
پھر آنے کی سنکر سب ارکان دولت اور افسران فوج مجرے کے واسطے حاضر ہوے اوسنے موافق معمول کے
سب کا سلام اور مجرا لیا پھر ایک سے بات چیت کی پھر شہریار نے آگے جانے کا قصد موقوف کیا اپنے بیت السلطنۃ
مین پھر آیا ملکہ کے محل مین گیا اور اوسکو بند ہوا کر وزیر کو فرمایا اسی وقت اسکو تو واسطے قتل کے لیجا
وزیر نے فوراً قتل کیا پھر بادشاہ نے ملکہ کی خواصون کی اپنے ہاتھ سے گردن ماری اور یہ قرار دیا کہ ہر شب کو
ایک عورت کے ساتھ نکاح کریے اور فجر کو اوسکو قتل کروا ڈالیے الغرض بعد تجویز ایسے ظلم کے اوسنے اپنے بھائی
شاہزمان کو رخصت کیا چنانچہ وہ وہان سے بصد احتشام سمرقند کو روانہ ہوا شہریار نے بعد رخصت ہوجانے
شاہزمان کے وزیر اعظم سے ایک سردار کی لڑکی نکاح مین لانے کے واسطے طلب کی وزیر نے ایک امیر کی
لڑکی لا حاضر کی بادشاہ رات بھر اوسکے ساتھ ہمبستر رہا اور صبح کو اوسکو قتل کروا ڈالا الغرض اسی طرح سے
ایک مدت تک صدہا لڑکیان امیرون کی بادشاہ کے ساتھ بیاہی اور مار ڈالی گئین پھر نوبت لڑکیون شہر کی
پہونچی اور یہ خبر ظلم کی تمام عالم مین منتشر ہوئی اوس شہر مین عجب طرح کا کہرام پڑا اور جو لڑکیان کواری جو کہ
ابھی بادشاہ کے ہاتھ سے بچ رہی تھین اونکے مان باپ اور اقربا نے تنگ ہوکر جلاے وطن اختیار کیا
اوس مملکت سے نکل گئے اوس وزیر کی بھی دو بیٹیان تھین نا کتخدا بڑی کا نام شہرزاد اور چھوٹی کا
دنیازاد بڑی لڑکی ذہین اور متین علم حکمت اور طبابت اور تاریخ مین کامل تھی اور ہزارون اشعار استادون
کے اور ضرب الامثلین یاد تھین اشعار فی البدیہہ کہتی اور حسن و جمال مین بھی بے مثل تھی وزیر اوسکو بہت
چاہتا اور پیار کرتا تھا ایک دن اوسنے وزیر سے کہا کہ مین آپکی حضور مین کچھ عرض کیا چاہتی ہون میری

درخواست قبول ہو وزیر نے کہا اگر بات تیری معقول
ہے اس بادشاہ کو اس ظلم سے باز رکھوں اور جو لڑکیاں کہ اوسکے قتل
سے بچیں تو اطمینان بخشوں وزیر نے کہا کیونکر کیا تدبیر تمنے سوچی ہے شہزادی نے
کہا کہ جو میرے ساتھ رکھتے ہو میری شادی بادشاہ کے ساتھ کردو وزیر نے کہا
ہے کہ مجھے ایسی سخت درخواست کرتی ہے کیا تجھے معلوم نہین کہ بادشاہ سواے ایک شب کے اس بی بی
کو جسکے ساتھ عقد کرتا ہے زندہ نہین رکھتا ایسی بات بے تمیزی اور بے عقلی کی نکر لڑکی نے کہا مین
اس خواہش سے باز نہ آؤنگی وزیر نے کہا کسی طرح سے مین تیری درخواست قبول نہین کرسکتا اور تجکو
ایسی مصیبت مین دیدہ و دانستہ نہ ڈالونگا مجھسے ہرگز یہ نہو سکیگا کہ اپنے ہاتھ کو تیرے خون سے آلودہ
کرون شہزادی نے کہا اے پدر بزرگوار جس طرح ہوسکے میری اس درخواست کو منظور فرماو وزیر نے کہا تیرا اصرار
اس امر مین میرے غصے کو بڑھاتا ہے تو کیون درپے اپنی ہلاکت کے ہوتی ہے جو کوئی کسی کام کو بے سمجھے
بوجھے کرتا ہے آخر الامر ندامت کھینچتا ہے مین ڈرتا ہون کہ تیرا حال مثل اوس گدھے کے نہ ہو اور جو صدمہ
کہ اوسکو پہونچا تھا کہین تجکو نہ پہونچے وہ گدھا بآرام و آسایش رہا کرتا تھا از راہ نادانی کے اوسنے
اپنے تئین آپ مصیبت مین ڈالا شہزادی نے پوچھا کہ قصہ گدھے کا کیونکر ہے وزیر نے کہا

## حکایت گدھے اور بیل اور اونکے رکھوالے کی

ایک بڑا سوداگر تھا جلیل القدر اوسکے بہت گھر اور کارخانے گانون مین تھے جن مین طرح طرح کے مویشی
رہتے تھے اتفاقاً واسطے دیکھنے اپنے کارخانون کے ایک روز گانون مین اہل و عیال سمیت گیا اور اصطبل
مین کہ جہان اوسکا گدھا اور بیل بندھا تھا جاکر بیٹھا دیکھا کہ دونون جانور آپس مین باتین کرتے ہین سوداگر
کہ بولی ہر ایک جانور کی سمجھتا تھا متوجہ ہوکر اونکی باتین سننے لگا بیل نے گدھے سے کہا کہ تو بڑا خوش نصیب
ہے ہمیشہ آرام سے رہا کرتا ہے بخلاف میرے کہ کسقدر محنت و مشقت مجھپر پڑتی ہے صبح سے میری پیٹھ
پر رکھکر تمام دن زمین جوتا کرتے ہین اور ہر دم چابک اور آنکس سے مارکر ہانکتا ہے ہر کے بوجھ اور رگڑ سے
میرا کاندھا چھل گیا ہے اور رات کو سوکھا سڑا بھس میرے آگے ڈالدیتے ہین کہ جسکو مین کھا نہین سکتا
اور رات بھر بھوکا پیاسا اپنے مدت گوبر مین پڑا رہتا ہون تیری خوش حالی پر مجھے حسد آتا ہے بیل جب اپنا
درد دل اچھے سے بیان کرچکا گدھا بولا کہ بھائی جو کچھ تو نے کہا سب درست ہے مگر کسی کی خطا نہین ہے

...ان مجکو بسبب رنج کے نیند نہین آتی ہین بہت بیچین ہون اگر
...ین اوسکو تمھاری زبان سے اس اخیر وقت مین سنون اور میری طبیعت

## ...ے بہتر ہونے کی اور دنیازاد کی نیچے پلنگ شاہی کے لیٹنے کی
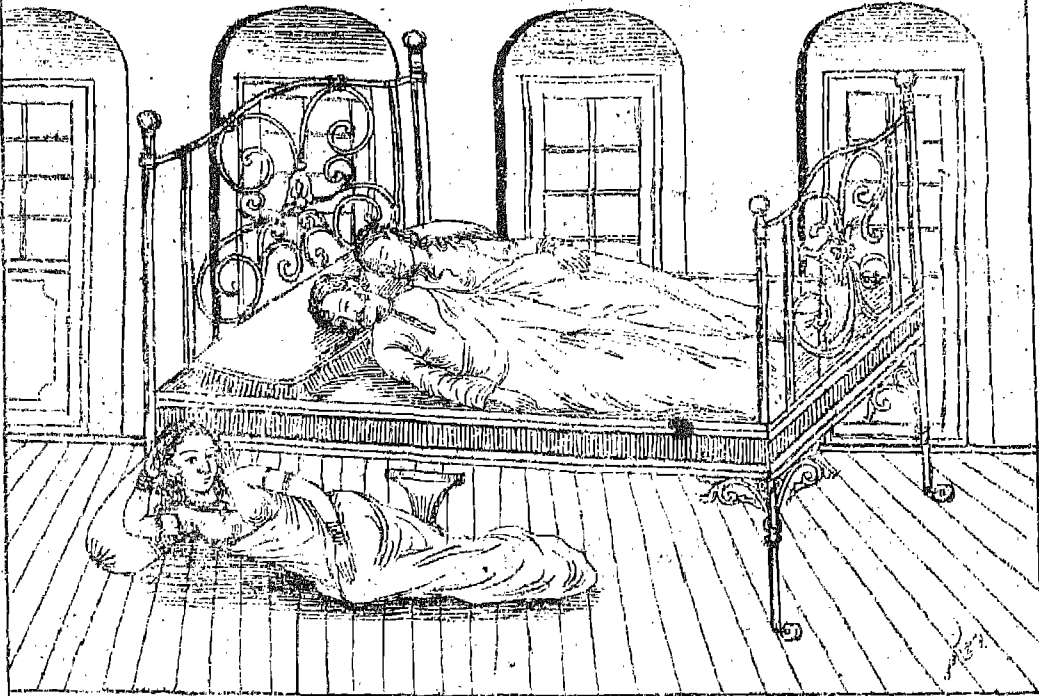
پہلے شہرزاد نے بادشاہ سے اجازت چاہی بادشاہ نے اوسے بخوشی تمام اجازت دی شہرزاد نے اپنی بہن دنیازاد اور بادشاہ کو مخاطب کر کے قصہ سوداگر اور جن کا اس طرح کہنا شروع کیا

## قصہ سوداگر اور جن کا

...شاہ سلامت اگلے زمانے مین ایک سوداگر دولت نقد اور اسباب تجارت کا بے شمار رکھتا تھا چند لونڈے لونڈیان غلام اور گماشتے جابجا مقرر تھے مگر آپ بھی گاہ بیگاہ واسطے تجارت کے سفر کیا کرتا ایکبار اوسکو واسطے کسی مہم کے سفر درپیش ہوا تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر چلا اور ایک خرجی مین کچھ کیک اور چھوہارے بھر لیے پھر منزل مقصود پر پہونچکر بعد سرانجام کام کے مراجعت کی چوتھے روز کہ اس سبب تمازت آفتاب کے چاہا کہ کسی درخت کے سایے مین ٹھہرے دور سے دیکھا کہ ایک چشمہ صاف نیچے درخت چنار مغرب کے جاری ہے وہان پر وہ گھوڑے سے اوترکر بیٹھ گیا اور کیک چھوہارے تھیلی سے نکالکر کھانے لگا

جب خوب کھا چکا سب گٹھلیاں چھوہارے کی ادھر اودھر پھینکیں

پڑھ چکا دوزانو بیٹھ کر دعا مانگنا شروع کیا ناگاہ ایک جن بڑی عمر

ہاتھ مین لیے ہوئے اوسکی طرف جھپٹکر آیا اور نہایت غصے سے للکار

سوداگر غریب اوسکی شکل مہیب دیکھکر ڈر گیا اور کانپ کر اوس سے کہا

جسکے عوض مجھے جان سے مارتے ہو جن نے کہا تو نے میرے لڑکے کو قتل کیا ہے اوسکے قصاص

مین تجکو مارتا ہون سوداگر نے کہا کیونکر مارا مین نے اوسکو دیکھا بھی نہین جن نے کہا تو یہان اپنی راہ

چھوڑکر بیٹھا اپنی جھولی سے خرمے نکال کر کھائے اور اوسکی گٹھلیاں چارون طرف پھینکین سوداگر

نے کہا یہ سب سچ ہے جن نے کہا جب گٹھلیاں چھوہارے کی تو چارون طرف پھینکتا تھا ایک گٹھلی میرے

بیٹے کی آنکھ مین اس زور سے لگی کہ وہ فوراً مر گیا اب تجھے اوسکے عوض مین قتل کرتا ہون سوداگر نے

کہا مین نے اپنی دانست مین نہین مارا اور اگر بالفرض مجھسے سہواً قصور ہوا ہو تو اوسے معاف فرماؤ

تصویر جن کی سوداگر کو قتل کرتے ہوئے

اور میرے حال پر رحم کرو جن نے کہا نہ تو مین عفو کرنا جانتا ہون اور نہ رحم کرنا کیا تمھاری شرع مین خون

کے عوض خون کرنا نہین [illegible] تجکو [illegible] مارونگا [illegible] سوداگر کو زمین پر [illegible]

سوداگر [illegible] لڑکون کو یاد کرکے رونے لگا اور خدا اور رسول کو یاد کر

[illegible] رہا اور چاہا کہ جب فریاد و فغان سے چپ ہو تو اسکو مار لیے تاجر برابر ہا ک

[illegible] ین کسی طرح سے بے قتل کیے نہ چھوڑون گا تاجر نے کہا افسوس تم مجھے سچ مچ

[illegible] نے کہا ہان میرا یہی ارادہ ہے کہ اتنے مین صبح ہو گئی شہرزاد خاموش ہو رہی دنیازاد

نے کہا بہن یہ کیا اچھا قصہ تھا شہرزاد نے کہا اگر آگے سنو گی اس سے زیادہ خوش ہو گی اور تعجب کرو گی

شہریار بھی اس قصہ کو سنکر بہت خوش ہوا تھا اپنے دل مین ارادہ کیا کہ تا تمام ہونے اس قصے کے شہرزاد

کو قتل نکیا چاہیے اوس دن مارنا اوسکا موقوف کیا اور بعد ادائے نماز دربار مین گیا وزیر اعظم کہ رات بھر

اپنی بیٹی کے غم مین سویا نتھا فجر کو منتظر تھا کہ واسطے قتل کرنے شہرزاد کے اب حکم ہوا چاہتا ہے جب بادشاہ

سے یہ حکم نپایا نہایت متحیر اور متعجب ہوا بادشاہ اوس دن انتظام ملک اور فوج مین بدستور مصروف رہا

رات کو پھر شہرزاد کے ساتھ اپنے کمرے مین جاکے آرام فرمایا ایک ساعت آگے فجر ہونے کے دنیازاد نے

پھر بیدار ہو کر کہا باجی جان اوس قصہ کو صبح ہونے تک تمام کرو اور شہریار نے بھی فرمایا کہ قصہ جن اور

سوداگر کا تمام کرین نہایت مشتاق ہون شہرزاد نے فی الفور کہنا اس طرح سے شروع کیا جبکہ سوداگر نے

دیکھا کہ اس جن کے ہاتھ سے کسی طرح رہائی نہین جن سے کہا اگر مین تمھارے نزدیک واجب القتل ہون

اور تم کسی طرح مجکو نچھوڑو گے امیدوار ہون کہ اتنی فرصت دو کہ مین اپنی بی بی اور بچون کو رخصت

کر آون اور مال و دولت اپنے وارثون کو تقسیم کردون تو بعد میرے آپس مین نہ لڑین جھگڑین اور [illegible]

وعدہ کرتا ہون کہ بعد ان سب کامون کے اسی جگہ پھر آکر حضور مین حاضر ہونگا اوسوقت مجکو جو چاہیے

[illegible] ا اگر تو نہ آوے سوداگر نے کہا مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اپنے کامون سے فراغت

[illegible] یان حاضر ہونگا جن نے کہا کتنی مہلت تو مانگتا ہے سوداگر نے کہا ایک سال کی [illegible]

[illegible] نیچے انھین درختون کے حاضر ہونگا جن نے کہا اپنے اس اقرار پر خدا کو گواہ کر سوداگر [illegible]

[illegible] خدا کو گواہ کیا الغرض بعد اس قول و اقرار کے جن غائب ہو گیا سوداگر نے اوس مصیبت سے

نجات پاکر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر کی راہ لی اور اپنے گھر پہونچا اوسکی بی بی اور اقربا کمال خوش ہوئے

اوسکی ملاقات کو دوڑے سوداگر کسیکے گلے نہ ملا اور سخت رونے لگا وہ سمجھے کہ شاید کوئی حادثہ [illegible]

[illegible] سوداگر [illegible] رونے سے [illegible] ہوا تو اوسکے اہل [illegible]

کہا کہ ہم تو تیرے آنے سے خوش ہوئے مگر تو نے اپنے ر[illegible]
سب اپنا اور جن کا حال ظاہر کیا وہ سب اِس قصّہ کو سُنکر بہت روئے خصو[illegible]
بہت واویلا کیا وہ دن تو اونکے رونے پیٹنے مین کٹا دوسرے دن سوداگ[illegible]
مصروف ہوا پہلے اوسنے اپنا سب قرض ادا کیا اور دوستون کو تحفے دیے اور بہت [illegible]
کیا لونڈی غلامون نے بھی آزادی پائی املاک و اموال کو اولاد پر تقسیم کیا وار ثون صغیر کے لیے محافظ
اور امین مقرر کیے بی بی کو بھی بہت سی دولت دی القصہ جب وہ موافق فرائض اللہ کے اپنے مال کو
تقسیم کر چکا اور ایک سال بھی گذر گیا مجبوری آمادہ روانگی کا ہوا اور کفن کو اپنی خرجی مین رکھ لیا اور
وقت رخصت ہونے کے اوسکے گھر مین بڑا ماتم ہوا سب اوسکو لپٹ کر چھوڑتے تھے سوداگر نے کہا
کہ مین راضی برضاے الٰہی ہون صبر اور شکر کرو اور [illegible] کہ آخر ایک دن سب کو مرنا ہے بہرحال سوداگر
اپنے تئین اون سب سے چھوڑا کر روانہ ہوا اور وعدے پر اوس جگہ پہونچا اور گھوڑے سے اوتر کر کنارے
چشمے کے با کمال اندوہ منتظر جن کا بیٹھا وہ اسی حالت مایوسی مین تھا کہ ایک بڈھا ہرنی کو لیے ہوے
وارد ہوا اور بعد سلام علیک کے اوسنے سوداگر سے پوچھا تمہارا آنا ایسے ویرانے مین کہ جنات رہتے ہین
کیونکر ہوا اِس درخت کو دیکھ کر اکثر لوگ دھوکا کھا کر اِسکے سایے مین آبیٹھتے ہین اور جنون کے ہاتھ سے
اذیّت پاتے ہین سوداگر بولا کہ سچ کہتے ہو مین اِسی دھوکے مین پڑ کر جن کے ہاتھ مین مُبتلا ہون پھر اپنی
ساری سرگذشت اوس سے بیان کی بڈھے نے متعجب ہو کر کہا تو نے قسم خدا کی کیا کرایفا کیا آفرین تیری
صداقت پر اب مین بے دیکھے تیرے حال کے یہان سے نہ جاونگا یہ کہہ کر وہ بڈھا نزدیک سوداگر کے
بیٹھ گیا پھر دونون آپس مین باتین کرنے لگے اتنے مین ایک اور بڈھا کہ ساتھ اوسکے دو کتّے سیاہ رسّی
مین بندھے ہوے تھے وہان پر آیا اور بعد صاحب سلامت کے حال اون دونون کا پوچھنے لگا دونون
نے اپنا اپنا حال بیان کیا دوسرا بڈھا بھی اِس امر کو عجیب و غریب تصوّر کرکے اون دونون کے پاس
ٹھہر گیا اور اوسنے ابھی دم نہین لیا تھا کہ تیسرا ایک بڈھا خچر لیے ہوے آیا اور اون دونون بڈھون
سے پوچھا یہ سوداگر کیون اسقدر مغموم بیٹھا ہے اون دونون نے حال اوسکی دلگیری کا بیان کیا تیسرا
بڈھا بھی اون تینون کے پاس بیٹھ گیا تھوڑا دم تیسرے نے دم نہین لیا تھا کہ دفعتاً اُنھون نے
میدان مین ایک بڑا غبار اور دھوان دیکھا کہ مانند ایک ستون کے اوپر کو اوٹھکر ایکبارگی غائب ہو گیا

ول کبھی تیرے حال پر رحم نکرینگے اگر تو محنت کرے گرتے ہانپتے
ے تو بارا دہ رہ سکتا ہے بیل نے پوچھا وہ کون صورت ہے گدھے نے کہا

ری اصطبل کے قریب بیٹھکر بیل اور خچر کی گفتگو سننے کی
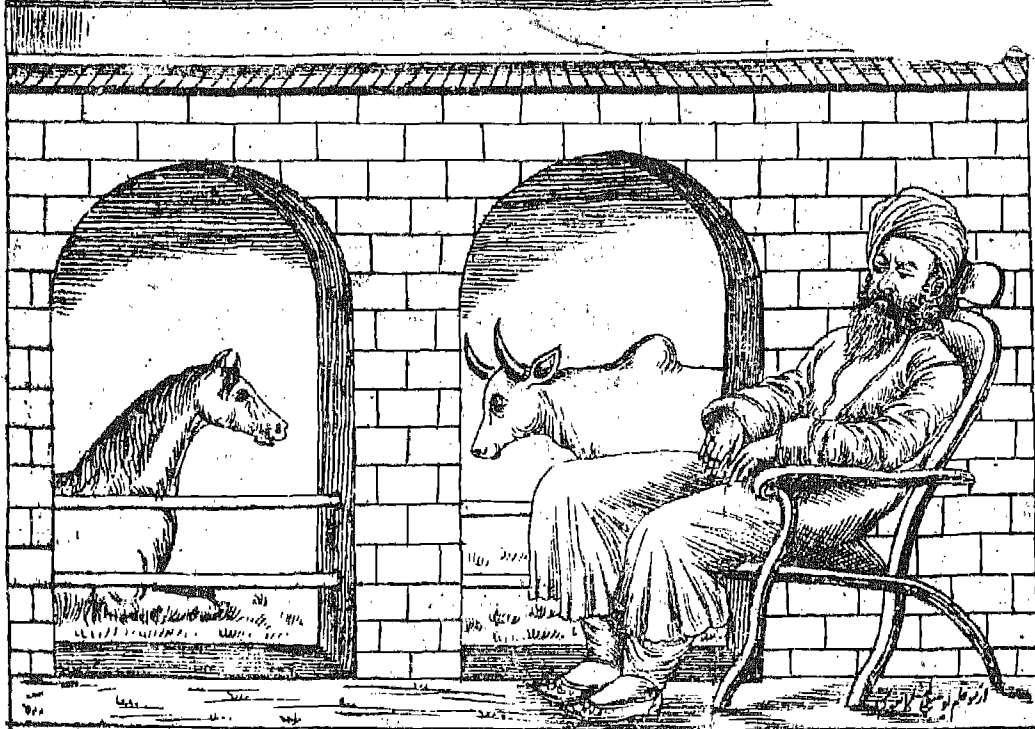
تو اپنے تئین بیمار بنا رات کو دانہ بھوسا نہ کھا تھان پر دم بخود پڑا رہ بیل نے کہا کل ایسا ہی کرونگا تو نے
تدبیر خوب بتائی خدا تجکو سلامت رکھے یہ کہکر دونون جانور خاموش ہو رہے اِن سب باتون کو سوداگر
نے اچھی طرح سے سُنا دوسرے دن فجر کو مزدور نے بیل کے پاس آکر چاہا کہ اوسے موافق معمول کے ہرنیا
جوتنے کے واسطے قلبہ رانی کے کھیت کی طرف لے جائے دیکھا کہ رات کو کھلی اور بھوسا نہین کھایا ہے
زمین پر پڑا ہوا ہانپ رہا ہے آنکھین بند اور پیٹ پھولا ہے ہرواہے نے جاکر سوداگر سے کہا سوداگر نے
کہ حقیقت حال سے خبردار تھا ہرواہے سے کہا کہ آج تو گدھے سے کام لے ہرواہے نے گدھے کو ہرنین
جوتکر تمام دن قلبہ رانی کی گدھا بسبب بے مشقی کے نہایت ماندہ ہوا اور ہاتھہ پانوں شل ہوگئے اوس
سوا محنت کے مار ہرواہے کے ہاتھہ سے اتنی کھائی کہ شام کو چل نہین سکتا تھا اور بیل اوس روز بہت
آرام سے رہا اور جو کچھہ ناند مین تھا خوب مزے سے کھایا گدھے کے حق مین دعاے خیر کی جب گدھا

رہا گدھا کچھ جواب نہ دے سکا آتے ہی اپنے تھان پر گر پڑا اور دل
کمبخت تو بہت آرام سے رہا کرتا تھا تو نے ناحق اپنے تئین مصیبت
بیان کر کے شہزادی سے کہا کہ اے بیٹی ناحق چاہتی ہو کہ اپنے تئین
کہا مین زنہار اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگی اور جب تک تم میری شادی بادشاہ سے ساتھ نہ کر دو گے اسی
طرح عرض کیے جاؤنگی وزیر نے کہا اگر تو اپنی ہٹ سے باز نہ آئیگی تو مین تجکو وُہی سزا دونگا جو اوس سوداگر
نے اپنی بی بی کو دی تھی شہزادی نے کہا مین مشتاق ہون کہ اس نقل کو سنون پھر اوس غریب گدھے پر
کیا گذرا اور بیل سے کیا معاملہ ہوا وزیر نے کہا دوسرے دن پھر وہ سوداگر بعد فراغت طعام شب کو چاندنی
مین اپنی بی بی سمیت نزدیک اون دونون جانورون کے جا بیٹھا اور سنا کہ گدھا بیل سے کہتا ہے کہو
بھائی کل فجر کو جب پھر دانا تمھارے واسطے دانہ گھانس لائے گا تب تم کیا کرو گے بیل نے کہا جیسا تمنے
مجھسے کہہ رکھا ہے ویسا ہی کرونگا گدھے نے کہا خبردار ایسا کام نکیجیو ورنہ فوراً تو جان سے مارا جائیگا
کل شام کو پھرتے وقت مین نے سنا آقا ہمارا اپنے خانساماں سے کہتا تھا کہ کل فجر کو قصاب اور چمار کو
بلا لانا بیل کل سے بیمار ہے اوسکو ذبح کر کے گوشت اور چمڑا اون دونون کے ہاتھ بیچ ڈالنا اب میرے
نزدیک صلاح یہ ہے کہ کل فجر کو جس وقت کہ بھس اور چارا تیرے آگے لا کر ڈالین جلدی سے اوٹھکر اوسکو
کھانا اور چالاک ہو جانا تو آقا تجکو تندرست سمجھکر قصد ذبح کرنے کا نکریگا بیل نے ڈر کر کہا کہ بھائی خدا تیرا
بھلا کرے تو نے میری جان بچائی اب مین وہی کام کرونگا جو تو نے مجھسے کہا سوداگر ان باتون کو سنکر
بے اختیار ٹھٹھا مار کر ہنسا بی بی نے متحیر ہو کر سبب ہنسنے کا پوچھا اوسنے کہا وہ بات بتانے کی نہین اسقدر
البتہ کہہ سکتا ہون کہ گدھے اور بیل کی باتین سنکر ہنسا باقی راز ہے کہ مین اوسکو کہہ نہین سکتا بی بی
کہا یہ راز مجھے بتا کہ مین بھی جانورون کی باتین سمجھا کرون سوداگر نے انکار کیا بی بی نے کہا اوسکے
مین ہرج کیا ہے تاجر نے کہا اس راز کے سکھانے سے مین جیتا نہ ہونگا وہ بولی تو مجکو بہلاتا ہے آخر
اور نے بھی تجکو سکھایا ہوگا کیا وہ مر گیا تھا جو تو بھی مر جائیگا یہ سب تیرا جھوٹ ہے یہ راز تو مجکو اگر نہ بتائیگا
تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگی یہ کہکر وہ عورت گھر مین گئی اور دروازہ کوٹھری کا بند کر کے بیٹھی اور رات بھر
چلایا کی سوداگر رات کو سو رہا تو دوسرے دن بھی اوسکو اسی حال مین دیکھکر سمجھانا شروع کیا کہ اے نادان

ہا کہ تم اس ناوان کو سمجھاؤ ہر چند اون سب نے اوسکو سمجھایا
ضی ہوئی سوداگر کو کوئی تدبیر نہین پڑتی تھی کہ اپنی
ہو کر دل مین سوچا کہ اگر بی بی کو یہ راز بتاؤن تو مین خود مر جاؤن
اور اگر نہ بتاؤن تو وہ مرتی ہے اسی تردد مین اپنے گھر سے نکلکر باہر دروازے کے جا بیٹھا سوداگر کے گھر ایک
مرغ اور پچاس مرغیان تھین اور ایک نمک حلال کتا بھی اوسکا رفیق تھا اوسی حالت تشویش مین سوداگر
نے دیکھا کہ وہ کتا طرف مرغ کے کہ مرغیون مین بدستور مشغول تھا بھونک کر دوڑا اور نہایت غصے ہو کر مرغ
کو ملامت کرنے لگا کہ تو بڑا بے شرم اور نمک حرام ہے جو ایسے وقت مین تو ان حرکات سے باز نہین رہتا
مرغ نے پوچھا کیا سبب ہے جو مین آج اپنے شغل سے باز رہون کتے نے کہا کیا تجکو معلوم نہین کہ آج ہمارا
خاوند بڑے اندیشے اور ضیق مین ہے اوسکی بی بی ناوان اوس سے ایسے راز کو پوچھتی ہے کہ جسکے بتانے
سے وہ فورًا مر جائے اور اگر نہین بتاتا تو وہ اپنے تئین ہلاک کرتی ہے اسی سبب سے اوسکے گھر مین سب
[illegible] ادم در روتے پیٹتے ہین اور ہم سب بھی اندوہگین ہین مرغ نے کہا کہ ہمارا صاحب احمق ہے فقط ایک جورو
نا ہے سو وہ بھی اوسکے قابو مین نہین مین پچاس مرغیان رکھتا ہون اور سب میرے قابو مین ہین
اگر وہ عقلمندی کو کام فرماوے تو ابھی اس غم سے نجات پائے کتے نے پوچھا کیا کام کرے جس سے اسکی
بی بی اس ہٹ سے باز آئے مرغ نے کہا ہمارا آقا اوس حجرے مین جس مین اوسکی بی بی ہے جائے اور
اوسکا دروازہ بند کر ایک لکڑی سے اوسے خوب مارے اس عمل سے فی الفور ہٹ سے باز آکر توبہ کرے گی
سوداگر مرغ سے اس بات کو سنکر اوٹھا اور ایک بڑی لکڑی لے کر اپنی بی بی کے پاس گیا اور مارنا شروع کیا
ن تک کہ بی بی کو سوائے توبہ کرنے اور اپنی ضد سے باز آنے کے کچھ نہ بن آیا گھبرا کر اپنے شوہر کے
ون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ بس اب نہ مارئیے مین نے توبہ کی پھر کبھی اس امر مین سوال نہ کرونگی مار کے آگے
وت بھاگتا ہے وہ عورت خاموش ہو رہی اور سوداگر کی خوشامد کرنے لگی سوداگر نے حجرے کا دروازہ
کھول دیا رشتہ دار طرفین کے اوس عورت کو خاموش پاکر خوش ہوئے اور شکر خدا بجا لائے کہ خدا نے
دونون کی جان بچائی وزیر نے اس حکایت کو تمام کر کے شہرزاد سے کہا کہ اگر تو اس امر سے باز نہ آئیگی تجکو
[illegible] گا جیسے [illegible] سوداگر نے اپنی بی بی کو دی تھی شہرزاد نے جواب دیا مجکو بھی بہت سی حکایتین

اور تمثیلین موافق اپنے مطلب کے معلوم ہین اوسکا ذکر کر ... ہے اگر تم موجب م
عمل مین نہ لاؤگے تو مین خود بے واسطہ تمھارے بادشاہ کے ... ور مین ا
اپنی بیٹی کے اصرار اور مبالغے سے مجبور ہوکر اوسکی درخواست کو منظور کیا اور دل
حضور مین جاکر عرض کیا کہ شہرزاد میری بڑی لڑکی شب آیندہ کو آپکی عروس بنایہ
ہوکر وزیر سے فرمایا کہ تونے کیونکر اپنے فرزند کے حق مین اس امر کو تجویز کیا وزیر نے عرض کیا کہ اوس لڑکی نے
خود مُصر ہوکر درخواست کی ہے اور اوسکی کمال آرزو ہے بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ کچھ یہ خیال کرنا کہ
مین تیری رعایت سے اپنے دستور کو موقوف کرون وزیر نے عرض کیا مین فرمانبردار حکم حضور کا ہون بادشاہ
نے درخواست اوسکی منظور فرمائی اور کہا اسی رات کو محل مین لاکر اوسکا عقد میرے ساتھ کردے وزیر نے
اس خبر کو شہرزاد سے جاکر کہا وہ بہت خوش ہوئی اور اپنے باپ کی بڑی شکرگذاری کرکے تسلی دینے لگی کہ
تم افسوس نکرو انشاءاللہ تعالی یہ امر زندگی بھر موجب تمھاری خوشنودی اور مسرت کا ہوگا پھر اپنے پوشاک
پہنی اور اپنی چھوٹی بہن دُنیازاد کو بلاکے الگ لے جاکر کہا کہ بہن میرا باپ بادشاہ کے ساتھ شادی کرنیکو
مجھے اب لیے جاتا ہے تو رنجیدہ نہو اور جو مین کہون اوسکو عمل مین لا جسوقت مین بادشاہ کے حضور مین
حاضر ہونگی اوس سے درخواست کرونگی کہ تجھے بلواکر میرے پاس شادی کے کمرے مین سلوائے اور تو
خوب یاد رکھ کہ جب فجر ہونے کو ایک ساعت باقی رہے مجھے نیند سے جگاکر کہنا بہن اگر تم جاگتی ہو تو کوئی
حکایت اچھی کہو کہ میرا جی لگے مین اوسی وقت کوئی قصہ کہنا شروع کرونگی مجھے یقین ہے کہ ساتھ اس حیلے
کے مین قتل ہونے سے محفوظ رہون دنیازاد نے منظور کیا غرض رات کو وزیر اعظم شہرزاد کو بادشاہ کے
محل مین لے گیا اور بعد عقد کے اوسے شاہی محل مین چھوڑکر رخصت ہوا خلوت مین بادشاہ نے شہرزاد
سے فرمایا کہ نقاب کو اپنے چہرے سے اوٹھا پھر اوسکے حسن دلفریب کو دیکھکر مفتون ہوا اور پوچھا تو روتی
کیون ہے شہرزاد نے عرض کیا کہ میری ایک چھوٹی بہن ہے جسکو مین بہت چاہتی ہون اور وہ بھی مجھ
نہایت مانوس ہے چاہتی ہون کہ آجکی رات وہ بھی اسی کمرے مین آکر رہے تاکہ فجر کو ہم ایک دوسرے کا
دیدار آخری دیکھین اگر آپکی مرضی ہو تو مین بلوالون اور اوسکو پیار کرکے اپنی تسلی کرون شہریار نے
اجازت دی چنانچہ دُنیازاد بادشاہ کے محل مین حاضر ہوئی شہریار شہرزاد کو لے کر ایک بڑے اونچے
پلنگ پر سویا اور دُنیازاد نیچے پلنگ کے سوئی دُنیازاد ایک گھڑی آگے فجر ہونے کے جاگی اور بہن کو

...لیے ہوے سوداگر کی طرف آیا اور کہا کہ اوٹھ تجھے
...ے بیٹے کو قتل کیا ہے یہ بات جن کی سُنکر سوداگر اور وہ تینون بڈھے
...ہون کی جنکے ساتھ ایک ہرنی اور ایک خچر اور دو سیاہ کتّے تھے

کانپ گئے اور رونے لگے پھر جب اوس بڈھے نے کہ جسکے پاس ہرنی تھی دیکھا کہ جن سوداگر کا ہاتھ
پکڑکر ایک سمت کو لے گیا اور اوسکو کمال بیرحمی سے مارے ڈالتا ہے وہ جن کے قدمون پر گرا اور کمال
عاجزی سے کہا اے بادشاہ جنون کے مین کچھ عرض رکھتا ہون ذرا غصّے کو موقوف کرکے سُنو مین
چاہتا ہون کہ اپنا اور اس ہرنی کا جسے تم دیکھتے ہو قصّہ کہون اگر یہ حال اس سوداگر کے قصّے سے عجیب
ہو تو اُمّید وار ہون کہ تیسرا حصّہ گناہ اس آدمی کا مُعاف ہو جن نے تھوڑی دیر مُتامّل ہو کر کہا
مین نے اس بات کو قبول کیا جلد بیان کر

## قصّہ پہلے بڈھے کا کہ اوسکے ساتھ ہرنی تھی

اس بڈھے نے کہا اے بادشاہ جن کے یہ ہرنی میرے چچا کی بیٹی اور میری زوجہ ہے جب میرا نکاح اُسکے
ساتھ ہوا تھا بارہ برس کی تھی اور میری نہایت فرمانبرداری کرتی تھی جب شادی کو تین برس گذرے

اور پھر اولاد اوس سے ہوئی مین سے واسطے اولاد کے

بعد انتظار بسیار کے ایک لڑکا پیدا ہوا میری بی بی نہایت حسد

کرنے لگی افسوس کہ اوسکے حسد کا حال بعد ایک مدت کے

اتفاقاً مجکو ایک سفر درپیش ہوا مین نے قبل اپنے جانے کے

کے سپرد کرکے بتاکید کہا کہ میری واپسی تک اِن دونون کو خبردار اچھی طرح سے رکھنا بعد ایک سال کے

مین انشاء اللہ تعالیٰ پھر آونگا اور جب سے میری بی بی نے اون پر حسد کرنا شروع کیا تھا جادو بھی

سیکھتی تھی اِس مدت مین وہ جادو کے علم مین خوب ماہر ہوگئی القصہ اوس کمبخت نے بعد میرے جانے

کے لڑکی کو جادو سے بچھڑا بنا ڈالا اور اہیر کو کہ میرا ملازم تھا بلا کر کہا اس بچھڑے کو مین نے مول لیا ہے تو

اپنے گھر لے جاکر رکھ اور اوسکو خوب فربہ کر اور لونڈی کو بھی گاے بناکے اوس اہیر کے گھر بھیجدیا جب

مین سفر سے لوٹا تو بی بی سے بیٹے اور اوسکی مان کا حال پوچھا اوسنے کہا لونڈی تمھاری مر گئی اور

لڑکا دو مہینے سے نہین معلوم کیا ہوا مین یہ حال سنکر لونڈی سے تو بالکل مایوس ہوا اور لڑکے کی نسبت

دل مین امید کی کہ شاید میرے ہاتھ لگے اسکو آٹھ مہینے کا عرصہ گذر گیا کہ مین نے اوس لڑکے کو نپایا

نہ کہین اوسکا پتا لگا یہان تک کہ دن عید قربان کا پہونچا مین نے چاہا کہ موافق سنت حضرت ابراہیم علیہ

خلیل اللہ کے قربانی کرون اہیر کو بلاکے کہا کہ ایک گاے فربہ لے آ وہ ایک گاے لایا کہ وہ درحقیقت

میری لونڈی اور اوس لڑکے کی مان تھی مین جبتک واسطے ذبح کرنے کے ہاتھ پانون اوسکے باندہنے لگا وہ

نہایت عاجزی سے بولنے لگی اور اوسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوے یہ حال اوسکا دیکھکر مجھے

بہت رقت آئی اور مجھسے اوسکے گلے پر چھری نہ چل سکی تب مین نے اپنے نوکر سے کہا کہ ایسا لیجا اوسا

دوسری گاے لا اِس بات سے میری بی بی بہت خفا ہوئی اور مجکو ملامت کرکے کہا کسواسطے

تو ذبح نہین کرتا اس سے بہتر کوئی اور گاے فربہ اور قابل قربانی کے تیرے نوکر کے پاس نہین ا

کہنے سے پھر مین مستعد اوسکے حلال کرنے کو ہوا وہ گاے آگے سے زیادہ رونے اور چلانے لگی او

مجبور ہو مین نے چھری اپنے نوکر کو دے کر کہا کہ تو ہی اِس گاے کو ذبح کر اوسکے رونے اور چلانے سے

میرا ہاتھ اوسپر نہین چلتا نوکر نے کہ تھوڑا سا بیرحم تھا اوس گاے کو ذبح کر ڈالا جب اوسکی کھال ادھیڑی

تو اوس مین سواے ہڈیون کے گوشت مطلق نہ تھا اگرچہ جادو کے سبب سے ظاہر اوہ فربہ معلوم ہوتی

وسے وسے کر کہا کہ اوسکو تو ہی لے جا کر اپنے صرف
بچھڑا فربہ ہو تو جلد بدلے اس گاے کے قربانی کے
ماندہ اور دیکھنے مین خوب صورت تھا لے آیا جگر
دل مین اوسکی طرف سے محبت پیدا ہوئی اور وہ بھی
مجھے دیکھتے ہی رسی توڑا دوڑ کر میرے قدمون مین گرا اس حال سے اور زیادہ محبت اوسکی میرے دل مین
ہوئی اور اسقدر میرے خون نے جوش مارا کہ جیسے کسی کو فرزند کے دیکھنے سے ہو مین اس پیار اور الفت
اپنی سے نہایت حیران ہوا اور اوس بچھڑے کی آنکھون سے آنسو بہنے لگے آخر مین نے اوسکو کہا اس
گوسالے کو لے جا اور عوض اسکے اور جانور قربانی کے واسطے لے آ اور اسکو حفاظت سے رکھ میری
بی بی نے کہا اے شوہر ایسے فربہ تازے بچھڑے کو قربانی نہین کرتا مین نے کہا یہ بچھڑا مجھے اچھا
معلوم ہوتا ہے دل نہین چاہتا کہ اسکو ذبح کرون تو اس امر مین کچھ نہ بول اور تکرار نہ کر اوس شریر عورت
نے بڑا اصرار کیا اور حسد سے نہین چاہتی تھی کہ میرا فرزند رہے اور بار بار اوسی کے حلال کرنے کو کہتی
مجبور مین تیز چھری لے اپنے بیٹے کا گلا کاٹنے چلا پھر اوس جانور نے جب میری طرف دیکھا اوسکی
آنکھون سے آنسو بہتے ہوے دیکھ کر ترس اور پیار سے مین ایسا ازخود رفتہ ہو گیا کہ چھری میرے ہاتھ
سے گر پڑی تب بی بی سے مین نے کہا کہ دوسرا بچھڑا میرے پاس ہے اوسکو ذبح کرتا ہون وہ بدبخت اپنی
ضد اور ہٹ اوسی کے ذبح کرنے مین کیے گئی آخر مین نے اوسکے بکنے پر خیال نکر کے بظاہر اوسکی تسلی
کے واسطے اوس سے اقرار کیا کہ مین اس بچھڑے کو آیندہ عید اضحی مین قربانی کرونگا پھر وہ اہیر اوس
بچھڑے کو اپنے گھر لے گیا اور دوسرے دن فجر کو مجھسے اوس اہیر نے آکر تنہائی مین کہا مین کچھ کہا
ون یقین ہے کہ تم سنکر خوش ہو گے میری ایک لڑکی ہے کہ وہ جادو سے کچھ واقف ہے کل جو مین
بچھڑے کو اپنے گھر پھیر کر لے گیا وہ لڑکی اوسے دیکھ کر مسکرائی اور روئی مینے اوس سے ہنسنے اور
رونے کا سبب پوچھا اوسنے کہا کہ بابا جان یہ بچھڑا ہمارے آقا کا بیٹا ہے مین اوسے زندہ دیکھکر خوش
ہوئی اور مسکرائی اور کل کے دن جو اسکی مان گاے کے قالب مین ذبح ہو گئی اوسے یاد کر کے مین
روئی اور ان دونون مان بیٹون کو ہمارے میان کی بی بی نے بسبب سوتیاڈاہ کے جادو سے
گاے بچھڑے کے قالب مین بنا ڈالا تھا مین نے جو یہ اپنی بیٹی سے سنا تھا آکر ظاہر کیا اے جن

میری اوسوقت کی حالت کو تصور کر کہ اِن باتون کو سُنکر
یہان تک بیان کر کے جن سے کہا پھر مین اوس اہیر کے ساتھ اُس
اوسکے گھر جاکر اصطبل مین جہان میرا بیٹا تھا پہونچا ہنوز مین اوسکے پاس
پایا تھا کہ اوس سے ایسی حرکتین محبت کی عمل مین آئین کہ جس سے مین نے جا
پھر مین نے اوسی حال کو جو سُنا تھا اوسکی بیٹی سے بھی سُنکر پوچھا کہ کسی طرح یہ بچھڑا پھر آدمی بن
سکتی ہے اوسنے کہا البتہ مین اسکو شکل اصلی مین لاسکتی ہون مین نے کہا اگر تو ایسا کرے تو مین
اپنی سب ملک تجھے بخش دون اوس لڑکی نے مُسکرا کر جواب دیا تم ہمارے آقا ہو ہم فرمانبردار دو شرط
سے مین تمھارے بیٹے کو اسکی اصلی صورت مین بنا دیتی ہون ایک تو یہ کہ تم اسکی شادی میرے ساتھ
کر دو دوسرے یہ کہ جو اسکو بچھڑے کے قالب مین لایا ہے اوسکو تھوڑی سی سزا دون مین نے کہا
مجھکو دونون شرطین بجان و دل قبول ہین القصہ لڑکی نے ایک پیالہ مین پانی بھر کر اوسپر کچھ پڑھا
اور اوس بچھڑے کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے مخلوق خدا کے اگر تو جادو کی تاثیر سے بچھڑا بنگیا ہے تو خدا
کے واسطے پھر اپنی اصلی شکل مین آجا یہ کہکے اوسنے اوس پانی کو اوسپر چھڑکا یہ عمل کرتے ہی وہ بچھڑا
آدمی کی شکل بن گیا مین نے کمال الفت سے اوسکو اپنے سینے سے لگایا اور بہت خوش ہو کے کہا حق تعالےٰ
نے بسبب اس لڑکی کے تجکو اس مصیبت سے نجات دی اب تو واسطے شکر کے اسکو اپنی زوجیت مین
قبول کر جیسا کہ مین نے اوسکے ساتھ اس امر کا اقرار کیا ہے میرے بیٹے نے اس امر کو بدل قبول کیا اور
قبل بیاہ ہونے کے لڑکی نے جادو سے میری جورو کو ہرنی بنا ڈالا پھر میرا بیٹا لڑکی کے ساتھ کتخدا ہوا
تھوڑے دنون مین اوسکا قبیلہ مر گیا اوسنے مسافرت اختیار کی بہت برس گذرے ہین کہ مین نے اسکی
کچھ خبر نہین پائی اسواسطے اوسکی تلاش مین پھرتا ہون اور کسی پر مجھے اعتماد نتھا اسلیے اوسے اپنے
ساتھ لیے پھرتا ہون یہ میرا اور اس ہرنی کا قصہ ہے اب اس حکایت کو غور کیجیے کہ عجیب و غریب ہے
انھین [illegible] کہا البتہ عجیب ہے مین نے تیسرا حصہ گناہ اس سوداگر کا معاف کیا اور [illegible]
[illegible] الف لیلہ کے اس قصہ مین بجائے ہرنی کے کُتیا ہے پھر شہرزاد نے شہریار سے عرض کیا کہ خداوند
جب [illegible] قصہ کہہ چکا دوسرے بڈھے نے کہ دو کُتے سیاہ اپنے ہمراہ لیے پھرتا تھا جن سے کہا
اے حضور میری اور [illegible] دونون کُتون کی سرگذشت سُنین اگر اگلے قصے سے زیادہ تر عجیب و غریب ہو تو

...ون کتاب تدمر حصہ ... ت فرمائین جن نے کہا اچھا تو اپنی سرگذشت بیان کر

...ے بعد ... مالک اور اوسکے ساتھ دو کتے تھے

...بادشاہ جنون کے یہ دونون سیاہ کتے میرے سگے بھائی ہین والد نے وقت ...
...ر ریال ہم تینون بھائیون کو دیے تھے ہم تینون نے اونھین ریالون سے ...
...رنا شروع کی اور دکانون پر بیٹھکر اسباب خرید و فروخت کرنے لگے بڑے بھائی نے چاہا
کہ اور شہرون مین جاکے تجارت کرے پس سب اسباب اپنا بیچکر وہ اسباب کہ دوسرے شہرون مین گران
بکتا تھا خریدکر کر روانہ ہوا ایک برس کے بعد ایک شخص فقیر صورت میری دکان پر آکر کھڑا ہوا اور کہا
خدا بھلا کرے مین نے جواب دیا خدا تیرا بھی بھلا کرے وہ بولا کیا تم مجھے نہین جانتے تب مین نے اوسے
بغور دیکھکے پہچانا اور گلے ملکر بڑا افسوس کیا اور معذرت کی کہ بھائی مین کیونکر تجکو اس حال سے پہچانتا
اور حال سفر کا پوچھا اوسنے جواب دیا کہ تمنے مجکو اس حال مین دیکھا اب آگے کیا پوچھتے ہو بسبب
میرے اصرار کرنے سے اپنی سب مصیبتین مجملا کہ سنائین مین اوسکی بربادی کا حال سنکر اپنے سب کامون
کو بھول گیا اور جلدی اوسی حمام مین بھیج نہلا دھلا کر اچھی پوشاک پہنائی بعد اسکے مین نے اپنے حساب
کے روسے دریافت کیا کہ مین اسوقت تک مالک دو ہزار ریال کا ہون پس ایک ہزار ریال اُسکو دیے
اور کہا کہ بھائی اب اس ہزار ریال سے اپنا کاروبار کرو اوسنے بہت خوش ہوکر ریال لے لیے اور از سر نو
کاروبار اپنا شروع کیا القصہ ہم دونون بدستور سابق باہم رہنے لگے پھر میرے دوسرے بھائی نے
بھی چاہا کہ بڑے بھائی کی طرح تجارت اور شہرون مین جاکر کرے ہر چند مین نے منع کیا اوسنے نہ مانا
اور اپنی سب بضاعت بیچکر اسباب تجارت مناسب سفر کے مول لیکر مجھسے رخصت ہوکر ہمراہ ایک
قافلے کے روانہ ہوا بعد ایک سال کے وہ بھی تباہ ہوکر مثل بڑے بھائی کے میرے پاس آیا مین نے
اوسکو بھی ہزار ریال دیے وہ بھی ایک دکان مول لے کے اپنا کاروبار پھر کرنے لگا بعد چندے ان
دونون بھائیون نے ایک دن مجکو ترغیب دی کہ تا مین بھی ہمراہ اونکے واسطے تجارت کے سفر
کرون مین نے بہت انکار کیا لیکن دونون نے یہان تک اصرار اور مبالغہ کیا کہ چار ناچار مین راضی
ہوکر آمادہ سفر ہوا اور خرید و فروخت اسباب تجارت کی کرنے لگا اوسوقت مجھے معلوم ہوا کہ انھون نے
وہ ریال جو مین نے اون دونون کو دیے تھے بالکل ضائع کر ڈالے لیکن مین نے اونھین کچھ ملامت نکی

[illegible] ریال چار ہین سو ہین اور آدھے

نقصان پہونچے تو اوسوقت وہ آدھے ریال ہمارے [illegible]

دیے اور ایک ہزار خود لیے اور تین ہزار ریال گھر کے کونے مین [illegible]

کا مناسب وقت خرید کر جہاز مع اسباب سوار ہوکر ہوا سے [illegible]

مہینے کے بخیر و خوبی ایسے شہر مین پہونچے کہ ہمارا اسباب بہت نفع سے بکا ایک ریال کے [illegible] ریال
ہوے اور اشیاے پیدایشی اوس جا کی مول لین تا کہ اوسے اپنے شہر مین جا کر بیچین جب ہم خرید
اسباب سے فراغت کر چکے ارادہ سوار ہونے جہاز کا کیا ناگہان کنارے دریاے شور کے ایک عورت
حسین سے مین دوچار ہوا اگر وہ نہایت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوے تھی اوسنے سلام کرکے میرے ہاتھ
کو بوسہ دیا اور باصرار کمال مجھسے درخواست کی کہ اوسکے ساتھ اپنی شادی کرون مین اوس کی طرف متوجہ
نہوا آخر جب اوسنے نہایت عاجزی سے کہا اوسوقت مجھے اوسکی بیکسی پر ترس آیا اور اوسکی خواہش کو
منظور کیا اچھی پوشاک سلوا کر اوسکو پہنوائی اور بعد عقد کے اپنے ساتھ جہاز پر سوار کر لیا جب جہاز وہان
سے روانہ ہوا اثناے راہ مین مین نے اوسکو نہایت خوش سلیقہ اور نیک صفات پایا مین اوسکو زیادہ
پیار کرنے لگا میرے یہ دونون بھائی حسد کرنے لگے اور مجھسے پوشیدہ دشمنی کرنا شروع کیا چنانچہ ایک
رات مجھے اور میری بی بی کو سوتا پاکر دریاے شور مین ڈال دیا بی بی کہ درحقیقت پری تھی اوسکو
پانی سے کچھ ضرر نہوا بلکہ مجکو بھی ڈوبنے سے بچایا اور ایک جزیرے خشک مین لے گئی جب دن ہوا
اوس پری نے مجھسے کہا کہ مین نے تیری جان بچائی اور مین جنس پری سے ہون اوس دن کہ تو جہاز
پر سوار ہونے لگا تھا مین نے تجھے جوان خوبصورت دیکھکر پسند کیا اور چاہا کہ تیرے ساتھ شادی کرون
پھر مین تیرے امتحان لینے کی غرض سے میلے کچیلے کپڑے پہنکر تیرے سامنے ہوئی مگر تو نے میرے ساتھ
بڑا احسان کیا مین بہت [illegible] چاہتی ہون کہ اوسکی شکرگزاری مین تیرے ساتھ برا [illegible]
کرون لیکن تیرے بھائیون سے بہت ناخوش ہون دل مین ہے کہ اونھین جان سے مار ڈالون
مین نے اوسکی یہ تقریر سنکر نہایت تعجب کیا اور جہانتک زیادہ شکر اوسکے احسانون کا بجا لایا اور منت
سے کہا بی بی اگرچہ بھائیون نے میری جان پر صدمہ پہونچایا مگر مین ایسی سزا سے سخت اوچ[illegible]

ن اب یہان سے اوڑکر اون مجنون کو جہاز میت
ین ۔۔ ۔۔ سدا کے واسطے بیگم اپنے غصے کو کم کرو سوا مار ڈالنے
ل اوس پری نے مجکو اوس جزیرے سے لے جاکر میرے گھر کی چھت
ین کوٹھے سے اوترکر گھر مین آیا اور کوٹھری کے دروازے کھول اُن
ین ہزار ریال کو زمین سے نکالا اور اپنی دکان پر بیٹھ کر کاروبار کرنے لگا تاجرون نے آکر مجکو مبارکباد
دی جب دکان سے مین اپنے گھر مین آیا تو دو کالے کتون کو اپنے گھر مین دیکھکر نہایت متحیر ہوا وہ
کتے مجکو دیکھکر دم اپنی ہلاکر میری طرف دوڑے اور سر اپنا میرے پاؤن پر گھسنے لگے اوسی حالت مین
وہ پری میرے گھر آئی اور مجسے کہا کہ اے شوہر یہ کتے تیرے دونون بھائی ہین اس بات کو سنکر گھبراکر مین نے
اوس پری سے پوچھا کہ کس طرح سے یہ دونون کتے بن گئے اوسنے کہا کہ میرے کہنے سے ایک میری بہن نے
اوسنے وہ جہاز جسپر تمھارا اسباب تجارت کا تھا غرق کردیا اور تیرے بھائیون کو بعوض نمک حرامی کے
دس برس کے واسطے کتا بنا ڈالا یہ کہکر وہ پری غائب ہوگئی اب دس برس پورے گذر گئے ہین اور
مین اوسکو ڈھونڈھتا پھرتا ہون یہان تک کہ میرا گذر اس طرف ہوا اور اس سوداگر اور پیر مرد کو جسکے
پاس ہرنی ہے یہان دیکھکر مین ٹھہر گیا اے بادشاہ جن کے میرا یہ قصہ عجیب ہے یا نہین جن نے کہا البتہ
تیرا بھی ماجرا نہایت عجیب ہے پھر اوسنے تیسرا حصہ جرم اوس سوداگر کا بخشا جب کہ دوسرا بڈھا بھی اپنا
حال کہہ چکا تیسرے بڈھے نے جن سے کہا کہ اب مین اپنے قصے کو آپ کی حضور مین کہتا ہون اگر اوسکو
بہ نسبت اور قصون کے عجیب تر پاؤ تو امیدوار ہون کہ باقی تیسرا حصہ گناہ اس سوداگر کا بھی معاف فرماؤ
جن نے مان لیا تیسرے بڈھے نے اپنا قصہ کہنا شروع کیا

## قصہ تیسرے بڈھے کا کہ اوسکے ساتھ خچر تھا

نون کہ یہ خچر میری بی بی ہے اتفاقا میرا سفر مین جانا ہوا اور بعد ایک سال کے رات کو
آیا ہوا گھر مین گیا دیکھتا ہون کہ بی بی ایک غلام حبشی سے میٹھی اختلاط کر رہی ہے اور غمزے اور اشارے
معشوقانہ کرکے محبت کا دم بھر رہی ہے مین یہ دیکھکر سخت حیران ہوا چاہا کہ اوسکو کچھ سزا دون اتنے مین
وہ جلد ایک جھجھر پانی بھرا اوٹھا لائی اور کچھ افسون پڑھکر مجپر پانی چھڑکنا شروع کیا یہان تک کہ مین

کتا بن گیا اوسنے مجھے گھر سے نکالدیا مین سے [illegible] ن ہو کر ایک قصائی کی
لیا اور ہڈیان اوس دُکان سے اوٹھا اوٹھا کر کھانے [illegible] دن مین او [illegible] قصا [illegible]
بیٹی مجھے دیکھتے ہی پردے مین جا بیٹھی اور دیر تک نہ نکلی قصائی نے متعجب
آئی ہے اوسنے کہا مین بیگانے مرد کے آگے کیا آؤن قصائی بولا یہان کوئی
کتا جو گھر مین آیا ہے مرد ہے اسکی جورو نے جادو سے اسکو کتا بنایا ہے قصائی نے کہا [illegible]
بیٹی اسکو اس بلا سے رہائی دے بیٹی نے تھوڑا پانی لیا اور اوسپر افسون پڑھکر مجھپر چھڑکا اور یہ کہا یہ
قالب چھوڑ کر اپنے پہلے قالب مین آ یہ کہتے ہی مین آدمی ہوگیا وہ عورت بدستور پردے مین گئی
مین نے بعد شکر گزاری کے کہا اے نیک بخت تجکو دوجہان کی خوشی نصیب ہو مین چاہتا ہون کہ
کچھ میری جورو کے واسطے بھی عنایت ہو کہ وہ نالائق جامہ انسانیت سے باہر ہو جائے اوسنے برتن
مین تھوڑا پانی پڑھ کر ایک برتن مین اپنے باپ کے ہاتھ مجکو بھیجدیا اور کہا اسکو اوسپر چھڑک کر
جس طرح پر صورت اوسکی منظور ہو نام اوسکا زبان پر لانا کہ تو اپنا جامہ چھوڑ کر اس جامے مین آ
انشاءاللہ تعالی اوسکی صورت ویسی ہی ہو جائیگی مین اوس پانی کو لے کر گھر آیا اور بی بی کو سوتا
پاکر اوس پانی کے کئی چھینٹے اوسپر مارے اور خچر کے قالب مین اوسکو لے آیا اے بادشاہ جب تیسرے
بڈھے نے یہ قصہ اپنا سنایا جن نے متعجب ہو کر خچر سے پوچھا یہ بات بڈھے کی صحیح ہے اوسنے سر ہلا کر
بتایا کہ ہان صحیح ہے القصہ جن نے تیسرا حصہ باقی گناہ سوداگر کا معاف کردیا اور بعد رہائی کے سوداگر
سے کہا تجکو ضرور ہے کہ ان تینون بڈھون کا شکر کرا گر یہ سب تیری مدد نکرتے تو بیشک تو جان سے
مارا جاتا یہ کہہ کر وہ جن غائب ہوگیا اور وہ چارون شخص نہایت مسرور ہوے سوداگر نے اون تینون
بڈھون کا حد سے زیادہ شکر ادا کیا وہ تاجر کی جان بخشی سے کمال خوش ہو کر اپنی راہ لگے
اور وہ سوداگر وہان سے اپنے گھر مین آکر بی بی اور بچون سے ملا ایک دوسرے کو دیکھکر [illegible]
ہوے اور تمام عمر اوس سوداگر نے اپنے اہل و عیال مین بسر کی شہرزادے نے یہ قصہ سوداگر اور جن کا
کہکر شہریار سے عرض کیا کہ جو داستان مین آپکی حضور مین عرض کرونگی ماہی گیر کے قصے سے عجیب تر نہین
دینازادے نے بادشاہ کو خاموش پاکر کہا بہن ابھی کچھ رات ہے تو ماہی گیر کا قصہ شروع کر شہریار بھی اسکے
سننے پر راضی ہوا شہرزادے نے اس طرح سے قصہ ماہی گیر کا بیان کرنا شروع کیا

تو اوس سے تجاوز نہین کرتا جسکو دیو بتوسط ... کرتا ہو ... کھائی

تو بہت مناسب ہوتا جن نے کہا خبردار قبل اسکے کہ مین تجھے قتل کرون
نے کہا تو کیون مجھے قتل کریگا مین نے تجکو قید سے چھڑایا جن نے
مانع نہین ہوسکتا مگر ایک احسان تیرے ساتھ کرسکتا ہون ماہی گیر
تجھے اجازت دیتا ہون جس طرح کے قتل پر تو راضی ہو اوسی طرح سے تجکو مارون ماہی گیر بولا الٰہی ناحق
مین نے کونسا گناہ تیرا کیا ہے جسکے سبب سے تو قصد میرے قتل کا رکھتا ہے جن نے کہا سن مین ان
جنون اور دیوون سے ہون جو منکر خدا کی خدائی کے ہین آگے سب تمام جنات کے مقر اور معترف تھے
کہ سلیمان علیہ السلام پیغمبر خدا کا ہے اور سب اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری مین رہا کرتے تھے مگر
مین نے اور ساکر جن نے اوسکی اطاعت نہین کی اوس سے باغی رہے اوس بادشاہ جلیل القدر
نے خفا ہوکے اپنے وزیر اعظم آصف بن برخیا کو حکم کیا کہ مجکو گرفتار کرکے حاضر کرے آصف فوراً مجھے قید
کر اپنے آقا کی حضور مین لے گیا سلیمان علیہ السلام نے مجھسے ایمان اور اتباع شریعت چاہی مین نے بوجہ
غرور کے انکار کیا انھون نے اس پیتل کے لوٹے مین مجکو قید کیا اور اسکے منہ سیسے سے خوب بند کر
ڈہکنے پر اسم اعظم خدا کی مہر کی پھر ایک جن سے فرمایا کہ اس لوٹے کو سمندر مین جا کر ڈالدے چنانچہ اوسنے
مجکو لوٹے سمیت سمندر مین ڈالدیا مین نے اسی قید مین قسم کھائی کہ جو کوئی مجھے سو برس کے اندر پہلے
قید سے نکالیگا مین اوسے ایسا تونگر کردونگا کہ زندگی بھر وہ ثمرہ اوٹھائے اور مرنے کے بعد بھی بہت کچھ
دولت چھوڑ جائے مگر وہ سو برس گذر گئے کسی نے مجکو قید سے نہ نکالا پھر مین نے قسم کھائی کہ اب جو
کوئی اس دوسری صدی مین نکالے اوسکو سارے خزانے روے زمین کے دکھلادونگا تب بھی
مجھے کسی نے نہ نکالا پھر مین نے عہد کیا کہ اس تیسرے سو برس مین چھوڑانے والے کو بہت
اور اوسکے پاس حاضر رہکے ہر روز تین خواہشین اوسکی بجا لایا کرونگا اوس مدت مین
رہائی نہ ہوئی آخر مین نے اس قید سخت سے نہایت جھنجھلا کر عہد کیا کہ اب جو کوئی مجکو اس قید سے چھڑا
اوسکو مین نہایت بیرحمی سے قتل کرونگا مگر اسقدر اوسکے ساتھ رعایت کرونگا کہ جس طرح سے وہ اپنی
موت چاہیگا اوسی طرح مارونگا اتنی مدت کے بعد آج تو نے مجکو نکالا اب بتا کس طرح تجھے قتل کرون
ماہی گیر متحیر ہوکر دل مین سوچنے لگا میرہ عجب بدقسمت ہون کہ باوجود ایسے سلوک اور احسان کے

فت خاص چھوڑ اور میرے اہل و عیال پر رحم کر اور میرے قصور سے
جن نے کہا یہ بتجیز ہے کسی طرح مین تجھے زندہ چھوڑونگا ماہی گیر
پر لایا کہ اے بادشاہ جنات کے لیئے میرے حال پر رحم کر اور میرے
چھوڑ اور ولیلون سے منہ موڑ مین ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آونگا
آخر ماہی گیر نے ایک حیلہ اپنے دل مین سوچکر جن سے کہا کہ اب مین کسی طرح تیرے ہاتھ سے بچ نہین سکتا
اگر خدا کی مرضی یہی ہے تو مین راضی ہون مگر مین جب تک اپنے قتل ہونے کا طریق تجویز کرون تجکو
قسم اوسی اسم اعظم کی ہے کہ جسکو حضرت سلیمانؑ نے اپنی مُہر مین کندہ کیا تھا میرے اس سوال کا جواب
دے اور وہ یہ کہ مجکو بڑا تعجب ہے کہ تو باوجود اتنی بڑی جسامت اور قد و قامت کے کیونکر اتنے چھوٹے
سے لوٹے مین تھا جن بولا مجکو قسم اوسی اسم اعظم کی ہے کہ مین اسی لوٹے مین تھا ماہی گیر نے کہا اس
لوٹے مین تیرا ایک قدم بھی نہین سما سکتا کیونکر اپنے سارے جسم سے اوسکے اندر سمایا ہوگا جن نے
کہا اس قسم پر بھی تجکو یقین نہین آتا ماہی گیر نے کہا مین ہرگز نہ مانونگا جب تک اپنی آنکھون سے
نہ دیکھون گا اس بات کے سنتے ہی سارا جسم جن کا دھوان ہوگیا اور سارے دریا اور کنارے پر پھیل گیا
پھر ایک جا پر مجتمع ہو کے اوس لوٹے کے اندر آہستہ آہستہ سارا دھوان بھر گیا پھر اوس مین سے آواز
آئی کہ اب تجکو اے ماہی گیر یقین ہوا کہ مین بالکل اس لوٹے کے اندر ہون اوسنے بجائے جواب
دینے کے ڈھکنا اوس لوٹے کے منھہ پر رکھدیا اور خوب بند کرکے بولا اے جن اب تیری باری ہے تو
مجھسے عفو مانگ اور تجویز کر کہ تجکو مین کس طرح مارون اب ضرور ہے کہ تجکو پھر اس دریا مین ڈال
دون اور ایک گھر کنارے دریا کے بنا کر رہا کرون تاکہ جو ماہی گیر آوے اوسکو خبردار کرون کہ یہان پر ایک
سکو نہ نکالیو جن اس بات کو سنکر بہت گھبرایا اور چاہا کہ کسی طرح لوٹے سے پھر نکل
ان بن داؤد کی اوسکو نکلنے سے باز رکھتی تھی آخر بہت ملایمت اور غریبی سے بولا
مجھے پھر دریا مین نہ ڈالیو مین تو تجسے ہنستا تھا وہ باتین صرف دل لگی کی راہ سے کرتا
تھا افسوس کہ تو نے سچ سمجھین ماہی گیر نے کہا اے جن آگے تو باہر اس لوٹے کے بہت بڑا سردار جنون
کا معلوم ہوتا تھا اور اب تو اوسکے اندر نہایت ناچیز اپنے کو ظاہر کرتا ہے اب تو ضرور پھر اس دریا مین
پھینکا جائے گا اور قیامت تک [illegible] قید سے نہوگا جن نے کہا اے خدا [illegible] جان پر

حکم کر غرض جب اس نے بہت منت کی لیکن ماہی گیر نے ایک نہ مانا تو اگر مجھے اس قید سے چھوڑ دیگا
تیرے ساتھ بہت بڑا احسان کرونگا ماہی گیر نے کہا تو بڑا مکار ہے تیری بات کا [illegible]
چھوڑ دوں تو دوسری دفعہ تجکو اپنے قتل کرنے پر پھر آمادہ کروں اور تو بھی [illegible]
جیسا کہ بادشاہ گریک نے حکیم دوبان کے حق میں کیا تھا اب تو اس حکایت کو سن

## قصہ بادشاہ گریک اور طبیب دوبان کا

شہر روماں ملک پارس میں ایک بادشاہ گریک نام مرض جذام میں سخت مبتلا تھا وہاں کے حکیموں نے
سب طرح کی تدبیریں کیں مگر کوئی علاج مفید نہ پڑا اتفاقاً ایک بڑا حکیم حاذق دوبان نامے اس شہر میں
وارد ہوا اوسنے بہت علم اور فن ہر ایک قسم کے اوستادوں سے سیکھے تھے اور ہر ایک زبان سے خوب
واقف تھا اور خواص ہر ایک دوا اور جڑی بوٹی کو خوب جانتا تھا بعد پہنچنے اوس شہر کے اوسکو معلوم ہوا
کہ سب حکیم بادشاہ کا علاج کر کے تھک گئے ہیں اور اوسکو صحت نہ ہوئی اوسنے اپنے حال کی بادشاہ کو خبر کی
اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو میں بے کھلائے اور مالش دوا کے خدا کی
عنایت سے آپ کو اچھا کر دونگا بادشاہ نے کہا اگر تو اس طرح مجھے اچھا کر دیگا میں بڑا سلوک تیرے
ساتھ کرونگا دوبان نے عرض کیا کہ انشاء اللہ کل سے وہ تدبیر شروع ہوگی غرض حکیم بادشاہ سے
رخصت ہو کر اپنے مکان میں آیا اور اوسی وقت ایک گیند اور تھپکی لکڑی کی مجوف بنوا سفوف بنایا
دواؤں کا بھر دوسرے دن بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ آپ موافق
اپنے معمول کے گھوڑے پر سوار ہو کر گیند کھیلنے کے گیند گھر میں تشریف لے چلیں جب بادشاہ گیند گھر میں
آیا حکیم نے وہ گیند تھپکی دیکر کہا آپ اس گیند اور تھپکی سے خوب کھیلیں یہاں تک کہ بدن میں آپکے
عرق آجائے اور تھپکی ہاتھ کی گرمی سے وہ دوائیں کہ ان دونوں میں بھری ہیں آپکے سارے بدن
میں سرایت کر جائینگی اور جب بدن میں خوب پسینا آوے تو فوراً گرم حمام میں غسل فرمائیے مالش بدن
خوب ہو چکے پھر دوسرے دن انشاء اللہ آپ بالکل اچھے ہو جاینگے بادشاہ مصاحبوں سمیت گیند
کھیلنے میں مشغول ہوا یہانتک کہ سب بدن سے پسینا ٹپکنے لگا اور حرارت دوا نے جسم میں اثر کیا
پھر بادشاہ حمام میں [illegible] دل [illegible] اٹھایا اور جو کچھ حکیم نے کہا تھا عمل میں لایا دوسرے روز بالکل جذام سے
[illegible]

... ارکان دولت مبارکباد دے ... حکیم دوبان بھی حضور شاہ مین حاضر ہوا ادہر
... شاہ نے اوسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر اوس مجمع مین کہ سب اعیان سلطنت
... فرمائی اور وقت کھانے کے اپنے ساتھ سرفراز فرمایا اور شام کو ایک بیش
... قبا اور دو ہزار ریال نقد اوسکو مرحمت فرمائے اور ہر روز اوسکی عزت زیادہ کرتا تھا اور
باوجود اس قدردانی کے بادشاہ کو خیال آتا کہ عوض ایسی خدمت کے حکیم کو مین نے کچھ نہین دیا
اور نہ عزت و توقیر لائق اوسکے کمال کے ہوسکی غرض ہر روز بادشاہ خلعت و انعام شاہانہ سے افزائش
اوسکے رتبے کی فرمایا کرتا وزیر اعظم بادشاہ کا نہایت بد اور حسد پیشہ تھا اسقدر عنایت بادشاہی کے
نسبت حکیم کے دیکھ کر بہت جلا اور حسد سے چاہا کہ کسی طرح حکیم کو بادشاہ کی نظر سے گرا دے اور بادشاہ
کا دل اوس سے بیزار کرے ایک دن وزیر نے خلوت مین بادشاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ کو ایسے شخص
اجنبی پر جسکا حال مطلق معلوم نہوا اعتماد کرنا خالی خوف و خطرے سے نہین اسقدر عنایات شاہی حکیم
دوبان کے حال پر ہرگز قرین صلاح نہتی آپکو معلوم نہین وہ بڑا مکار ہے چاہتا ہے کہ دشمنونکو آپکے
قتل کرے بادشاہ نے جواب دیا کہ وزیر تجھکو خبر ہے تو ایسی بات اوسکے حق مین کہتا ہے اور اوسکو
ایسے برے امر مین متہم کرتا ہے وزیر نے عرض کیا خداوند مین نے اس امر کو خوب تحقیق کر کے حضور
مین عرض کیا آپ ہر طرح ہوشیاری کو کام فرماتے مین مگر غلام عرض کرتا ہے کہ حکیم دوبان اپنی ولایت
گریس سے یہان اوسی ارادے پر آیا ہے جو مین نے حضور مین عرض کیا بادشاہ نے کہا دوبان ایسا
شخص نہین جیسا کہ تو کہتا ہے مین نے اوسکو بہت عقیل اور صاحب کمال باپاشل اوسکے دوسرا
شخص نہین اگر اوسکا ارادہ میرے مارنے کا ہوتا تو وہ مجھکو ایسی بیماری سخت سے کیون اچھا کرتا
اوسکے حق مین ایسی بدگمانی نہ کیا چاہیے اب مین ایک ہزار ریال مہینا اوسکا مقرر کرتا ہون اگر
... ب دولت اور ملک مین اوسکو شریک کرون تو بھی ادائے شکر اوسکا نہو سکیگا تو
اتنے اعزاز و اکرام پر کیون حسد کرتا ہے یہ خیال نکر کہ تیری بدگوئی سے مین کچھ اوسکے ساتھ بدسلوکی کرونگا
مجھکو وہ بات خوب یاد ہے جو بادشاہ سندباد کو اوسکے وزیر نے قتل کرنے فرزند سے باز رکھا وزیر نے
مشتاق ہوکر پوچھا وہ کیا بات تھی غلام امیدوار ہے کہ سنے بادشاہ گریک نے فرمایا کہ خوشدامن بادشاہ
سندباد کی شہزادے پر کچھ تہمت رکھ کے باعث ہوئی کہ بادشاہ اپنے بیٹے کو مروا ڈالے اور بادشاہ

دیدیا تھا اوسکے وزیر نے عرض کیا کہ اس حکم کے دینے مین جلدی نہ فرمائیے
اور ناعاقبت اندیشی کے آپ کو افسوس ہو جو اوس نیکمرد کو ہوا تھا بادشاہ نے پوچھا
وزیر نے قصہ اوس نیکمرد کا اس طرح بیان کیا

## قصہ نیکمرد اور طوطے کا

اگلے زمانے مین ایک بڑا نیکمرد اپنے قبیلے کو کہ نہایت حسین تھی بہت پیار کرتا تھا اور ایک گھڑی اسکو
اپنے پاس سے جدا نکرتا تھا ایک بار کسی کام کے لیے ایک شہر کو گیا وہان طرح طرح کی چڑیان بکتی تھین اوسنے
ایک طوطا بولتا ہوا مول لیا کہ ہر ایک سوال کا جواب دیتا اور اوس مین ایک وصف اور بھی تھا کہ پیچھے
اوس شخص کے جو واردات اوسکے گھر مین گذرتی اوس سب کو اپنے آقا سے کہہ دیا کرتا تھوڑے دنون
کے بعد پھر اوسکو سفر درپیش ہوا اوس مرد نے پنجڑا اوسکا اپنی بی بی کے حجرے مین رکھ کر تاکید کی کہ
جب تک مین سفر سے نہ آؤن تو اوسکی خبرگیری کیجیو یہ کہہ کے وہ روانہ ہوا اور جب سفر سے گھر مین آیا
تنہائی مین طوطے سے پوچھا کہ بعد میرے جانے کے گھر مین کیا احوال گذرا طوطے نے سب احوال جو
اوسکے پیچھے گذرا تھا ظاہر کر دیا مرد نے بسبب بعض امرون کے بی بی کو چشم نمائی کی بی بی نے اس
خیال سے کہ شاید میرے اس راز کو کسی لونڈی نے میان سے کہا اونکو تنبیہ کرنے لگی اونھون نے
قسم کھائی آخر بی بی نے قرینے سے معلوم کیا کہ اس طوطے نے میری غمازی کی پھر وہ بی بی درپے
اس امر کے ہوئی کہ کسی طرح طوطے کو جھوٹا کیا چاہیے تا میرا شوہر آئندہ اوسپر اعتماد نہ کرے اور وہ
شک بھی کہ اوسکے دل مین میری طرف سے پڑا ہے رفع ہو منتظر وقت کی تھی
پھر ایک روز کسی کے واسطے باہر گیا اوسنے اپنی لونڈیون کو حکم کیا کہ ایک تم
پنجڑے کے تلے تمام رات چکی پیسے اور ایک اوسکے اوپر پانی ڈالے جیسے
لونڈی آئینہ کو ہاتھ مین لے شمع کی روشنی مین اوس طوطے کے منہ کے آگے
بی بی کے ان سب کامون کو بجا لائین دوسرے دن جب اوسکا شوہر اپنے گھر آیا طوطے سے تنہائی
مین پوچھا آجکی رات کیا معاملہ گذرا طوطے نے کہا رات بھر مین بڑی مصیبت مین رہا تمام رات مجھپر
مینھہ برستا رہا بجلی چمکا کی بادل گرجا شوہر نے خیال کیا کہ رات کو نہ ابر تھا نہ بارش جھوٹ کہتا ہے اور

... پیر تا بی پاس تھی مین تھا وہ بھی سبب بصورت تھا
وسے ہیکا بعد کتنے دنون کے اپنے ہمسایے کے لوگون سے اپنی بی بی
طابق کلام طوطے کے پاکر اوسکے مار ڈالنے سے نہایت نادم ہوا ماہی گیر نے
ں حکایت کو تمام کرکے اپنے وزیر سے کہا تو حسد سے چاہتا ہی کہ حکیم دوبان
میرے ہاتھ سے بے قصور قتل ہو سو مین مثل اوس مرد کے نادان اور جلد باز نہین کہ طوطے کو ناحق
مار کے پچھتایا وزیر نے کہا خداوندا اگر حضور کی سلامتی کے واسطے ایک شخص بے گناہ مارا جاوے تو کچھ
افسوس نہین اور سب بالاتفاق کہتے ہین کہ وہ جاسوس ہے حضور کے قتل کرنے کے واسطے آیا ہے
مجھے کچھ حسد اور عداوت نہین مین نے محض خیر خواہی اور نمک حلالی سے عرض کیا اگر یہ امر جھوٹ
ہو تو غلام وہی سزا پاوے جیسے اوس وزیر نے سزا پائی اور جان سے مارا گیا بادشاہ گریک نے پوچھا
کیونکر وزیر نے عرض کیا حضور متوجہ ہو کر سنین

## قصہ وزیر کا کہ بسبب غفلت کے مارا گیا

اگلے زمانے مین ایک بادشاہ کے بیٹے کو کمال شوق شکار کھیلنے سے تھا اور بادشاہ اوس شہزادے
کی کمال خاطرداری اور نازبرداری کیا کرتا اور وزیراعظم کو تاکید کی کہ شکار کھیلنے کے وقت کبھی اوس سے
جدا نہو جیو ایک دن شہزادہ شکار کھیلنے گیا شکار کھلانے والون نے ایک بارہ سنگھا جنگل سے نکالا اوس
شہزادہ نے پیچھے اوسکے گھوڑا دوڑایا کئی کوس تک اوسکا پیچھا کیا آخر تھک کر ارادہ کیا کہ وہانسے شکارگاہ
کو پھر آئے اور وزیر سے کہ اوسنے اوسکو تنہا چھوڑ دیا تھا آگے لیکن بسبب بھول جانے راہ کے پھر
نہ آسکا ناگاہ اوسنے جنگل مین ایک خوبصورت بی بی کو دیکھا کہ رو رہی ہے اوسنے گھوڑے کو روک کر
پوچھا کہ تو کون ہے اور کیون روتی ہے عورت نے کہا مین بیٹی بادشاہ ہند کی ہون مین سوار
گھوڑے کی پیٹھ پر غافل سو گئی اور اِس جا پر گر پڑی گھوڑا میرا بھاگ گیا مجھے معلوم نہین کہ
کدھر چلا گیا شہزادے نے اوسکے حال پر ترس کھا کے اوسکو اپنے آگے گھوڑے پر سوار کر لیا اور وہان سے
روانہ ہو کر قریب ایک ویرانے کے پہونچا اوس عورت نے قصد اوترنے کا کیا شہزادے نے اوسکو
اوتار دیا اور آپ بھی اوس ویرانے کی طرف چلا مگر اوس عورت کے اِس کلام کو نہایت متعجب ہوا
کہ اندر چار دیواری اوس مکان کے پہونچکر پکاری کہ اے بچو خوش ہو مین تمھارے لیے ایک نہایت

فربہ جوان شکار کرکے لائی ہون در جواب اوسکے ایک آ[illegible]ائی کہ امان وہ جوان کہان ہے
نہین دستے ہم بہت بھوکے ہین شہزادہ ڈر گیا اور سمجھا کہ یہ عورت غول بیابانی ہے کہ ویرانے مین بسا ہو
کو مکر و فریب سے ہلاک کرکے کھایا جایا کرتی ہے جلد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پھر شکار کو
دیکھا کہ شکار ہاتھ سے جاتا رہا شہزادے سے کہا تو ڈر نہین مجھے بتا تو کون ہے اور کسکا ڈھونڈتا ہے
شہزادے نے کہا مین اپنی راہ ڈھونڈھتا ہون عورت نے کہا تو توکل خدا پر کر وہ تیری مشکل آسان کریگا
شہزادے کو یقین ہوا کہ شاید اس مین بھی کچھ فریب ہو پھر اوسنے اپنے دونون ہاتھ اوٹھا کر مناجات کی کہ
خداوندا [illegible] رحم کر اور مجھکو اس دشمن سے نجات دے اس دعا کے کرتے ہی وہ دیونی آدم خوار
ویرانے کی طرف پھر گئی اور شہزادہ خوش نصیب کو راہ نظر پڑی جس سے وہ جلد اپنے گھر کو صحیح و سالم
پہونچا اور اپنے باپ سے سب حال اوس خوف و خطر کا بیان کیا بادشاہ سنکر وزیر سے نہایت ناخوش
ہوا اور اوسکو جان سے ہلاک کیا شہزادے نے کہا خداوند وزیر اس حکایت کو تمام کرکے پھر حکیم دوبان
کے حال کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ گریک سے کہا مین نے بہ تحقیق سنا ہے کہ وہ جاسوس ہے کسی ایسے
دشمن نے بھیجا ہے اگرچہ اوسنے بالفعل آپکو اچھا کیا ہے مگر آخر کو تاثیر سے اون دواؤن کی آپکو ایسا
ضرر پہونچیگا کہ آپکی جان پر آبنیگی بادشاہ گریک کہ کم عقل تھا بغیر تامل اندیشی وزیر کے بہکانے سے
حکیم دوبان کی طرف سے پھر گیا اور کہنے لگا وزیر تو سچ کہتا ہے یہ حکیم میرے مارنے کے لیے آیا
ہے کسی وقت کوئی دوا ایسی مجھے سونگھا دیگا کہ جسکی تاثیر سے مر جاونگا وزیر نے جب دیکھا کہ میرے
افسون نے تاثیر کی بادشاہ سے کہا آپ جلد حکیم دوبان کو بلوا کر حکم قتل کا دیجیے بادشاہ نے کہا اچھا
مین ابھی عمل کرتا ہون یہ کہکے ایک سردار کو فرمایا کہ جلد حکیم دوبان کو بلوا بھیج اوسنے جلد ہی سے
بلوا بھیجا جب دوبان حاضر ہوا بادشاہ نے کہا تو جانتا ہے کہ مین نے تجھکو کیون بلوایا اوسنے عرض کیا
غلام کو کچھ معلوم نہین حضور ارشاد کرین بادشاہ نے کہا مین نے اس لیے بلوایا ہے کہ تجکو قتل
دوبان نے نہایت متحیر ہوکر عرض کیا حضور سبب میرے قتل کا کیا ہے بادشاہ نے کہا تو جاسوس ہے
میرے مارنے کے واسطے آیا ہے یہ کہکر بادشاہ نے اوسی افسر کو فرمایا کہ اسکی ابھی گردن مار دوبان
سوچا کہ لوگون نے حسد سے بادشاہ کو بہکا کر میرا دشمن کیا دل مین پچھتانے لگا کہ افسوس مین نے کیون
بادشاہ کو بیماری سے اچھا کیا اور دیر تک اپنی بے قصوری کا حال حضور مین بادشاہ سے بیان کرتا رہا

ہ نے اوسکے کہنے پر کچھ توجہ نفرمائی اور حکم اوسکے قتل کرنیکے لیے فرمایا ماہی گیر نے جن
کہا جو سنا ماہی گیر بیان بادشاہ گریک اور حکیم دوبان کے گذرا تھی سنا مابعد ہے کہ اوسکے
مین ہی غرض جسوقت کہ جلاد نے حکیم کی گردن مارنیکا قصد کیا اہل دربار نے اوسکو
سب سوز بجھکر شفاعت کی بادشاہ نے اون سب کو جھڑک دیا دوبان نے جب دیکھا کہ مین بے قصور
مارا ہی جاتا ہون بادشاہ سے عرض کیا خداوند امیدوار ہون کہ غلام کو اتنی فرصت ملے کہ اپنے گھر
جاکر وصیت کر آؤن اور کتابین ایسے شخص کو جو لائق اونکا ہو حوالے کردون منجملہ اون کتابون کے
ایک کتاب عجیب وغریب ہی وہ حضور کے کتبخانے مین رہے بادشاہ نے فرمایا وہ کیسی کتاب ہے
حکیم نے کہا اوسمین بہت راز کی باتین ہین ازانجملہ ایک یہ ہے کہ جب میرا سر کاٹا جائیگا اور حضور اوس
کتاب کو کھول کر چھٹے ورق کے بائین صفحے کی تیسری سطر کو پڑھکر جو سوال کرینگے فی الفور میرا سر جواب
اوسکا دیگا بادشاہ نے نہایت متعجب ہوکر دل مین کہا ایسے عجیب وغریب امر کو دیکھنا ضرور ہے
اوس روز قتل کرنا حکیم کا موقوف کرکے حکم کیا کہ آج اسکو اسکے گھر لیجاؤ جب حکیم کو اوسکے گھر
لے گئے اوسنے ایک ہی روز مین سب کامون کو انجام دیا اور ایک بہت بڑی کتاب لیکر حضور شاہ
مین حاضر ہوا اور اوس کتاب کو جزودان سمیت بادشاہ کو دیکر عرض کیا کہ جب میرا سر کاٹا جاوے اوسکو
طشت مین رکھکر اس کتاب کے جزودان پر رکھنا بمجرد اس عمل کے خون بند ہوجائیگا بعد اسکے جو کچھ
سر سے پوچھوگے جواب ٹھیک پاؤگے حکیم نے پھر اسوقت بادشاہ سے کہا خداوند مین محض بے قصور
مارا جاتا ہون میرا خون معاف کیجیے بادشاہ نے کہا اب مین تیری بات نہین سنتا بعد تیرے مارے جانے
کے تیرے سر سے سنونگا یہ کہکر بادشاہ نے کتاب لے لی اور جلاد نے اوسکی گردن ماری اور اوسکا سر
طشت مین رکھا اور جب سر کو اوس کتاب کے غلاف پر دھرا خون بہنا سر سے بند ہوگیا بادشاہ
اور سب حاضرین نے دیکھکر نہایت تعجب کیا پھر اوس سر نے آنکھین کھولکر بادشاہ سے کہا آپ اس
کتاب کو کھولو بادشاہ نے کتاب کھولکر چاہا کہ چھٹے ورق کو گن کے اولٹے اور دوسرے صفحہ کی تیسری
سطر کو پڑھے مگر وہ ورق ایک دوسرے سے اسقدر چسپان تھے کہ اولٹ نسکا تب اونگلی مین لعاب
دہن لگا کر ورق اولٹنے لگا جب نوبت چھٹے ورق کی پہونچی بادشاہ نے کچھ لکھا نپایا تب حکیم کے سر
سے کہا وہان تو کچھ لکھا نہین سر نے جواب دیا کہ اور ورقون کو اولٹو بادشاہ ہر دفعہ اونگلی کو زبان سے

ہو کے تخت سے نیچے گرا تب حکیم کے سر نے پکار کر کہا اے ظالم نتیجہ ہے گناہون کے قتل
خون ناحق رائگان نہین جاتا سنتے ہی اس کلام کے بادشاہ تمام ہو گیا اور اپنی سزا
نے شہریار سے عرض کیا کہ خداوند یہ قصہ بادشاہ گریک اور حکیم دوبان کا تھا اب
طرف حال اوس ماہی گیر اور جن کے جب ماہی گیر نے اپنا قصہ تمام کیا جن سے جو لوٹے مین بند
تھا کہا اے جن بادشاہ گریک نے حکیم دوبان کی نیکی اور کرم کے بدلے اوسکے ظلم کی حق تعالی نے اسکو
ویسی ہی سزا دی اے جن تو بھی اگر ارادہ میرے قتل کا نکرتا تو ہرگز اس قید مین نہ پڑتا اب ضرور ہے کہ
تو قیامت تک اسی قید مین پڑا رہے یہ انتقام مین نے تجھسے لیا جن نے کہا اے میرے دوست
پھر مجھسے ایسا قصور نہ ہوگا تجھکو قسم ہے عوض بدی کے نیکی کرنا اچھی بات ہے تو ایسا میرے ساتھ سلوک
اور احسان کر کہ جیسا امامہ نے عاتکہ کے ساتھ کیا ماہی گیر نے پوچھا اسکا قصہ کیونکر ہے جن نے کہا اگر
تم مجکو چھوڑ دو مین اس زندان تنگ مین کلام نہین کر سکتا تو اس ایک قصے پر کیا موقوف ہے مین بہت
اچھی اچھی داستانین تمکو سناونگا جنکو تم سنکر بہت خوش ہوگے ماہی گیر نے کہا مجھے تیرا اعتبار نہین جن
نے کہا تو مجھے چھوڑ دے مین تجھے ایسی ایک بات بتاونگا کہ تو بہت مالدار ہو جائیگا ماہی گیر نے کہا
اگر تو قسم اسم اعظم کی کھائے کہ میرے ساتھ کچھ دغا نکرے تو البتہ چھوڑ دون جن نے قسم اسم اعظم کی
کھائی ماہی گیر نے اوسکو چھوڑ دیا وہ لوٹے سے نکلا اور لوٹے کو دریا مین پھینکدیا اور ماہی گیر سے کہا
اب تو اپنا جال لے کر پیچھے میرے چلا آ پھر وہ دونون چل کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے ا
اوتر کر ایک بڑے میدان مین گئے جس مین اونکو ایک تالاب درمیان چار ٹیکرون کے جو
اوسکے تھے نظر پڑا جب کنارے تالاب کے پہونچے جن نے ماہی گیر سے کہا اس تالاب
ڈال کر مچھلیان پکڑ وہ تالاب مین بہت مچھلیان دیکھ کر خوش ہوا اور اون مچھلیون کو رنگ
دیکھ کر نہایت متحیر ہوا اور جال اوس مین ڈال کے کھینچا تو چار مچھلیان چار رنگ کی اوس مین آئین
سفید سرخ زرد سیاہ جن نے کہا انکو لے جا کر بادشاہ کی نذر کر وہ تجھے اتنا کچھ دیگا کہ کبھی تجکو اس قدر
نصیب نہ ہوگا اور اس تالاب مین ایک بار جال ڈالا کیجیو دوبارہ مین خطا پائیگا یہ کہہ کے جن نے ایک ٹھوکر

لیا تالاب مین ڈالا اور ہلو بادشاہ کے حضور مین لے گیا بادشاہ اون مچھلیون کو دیکھکر نہایت
حیران ہوا وزیر سے کہا ان مچھلیون کو لیجا کر اوس باورچن کو جسے بادشاہ گریک نے میرے واسطے
بھیجا تھا جا کر دے غالبًا وہ انکو اچھی طرح سے پکاوے گی وزیر نے چارون مچھلیان
پیشکار کو دین اور کہا انکو اچھی طرح بادشاہ کے واسطے تیار کر جب وزیر بادشاہ کی حضور مین
واپس آیا چار سو اشرفیان ماہی گیر کو انعام دلوائین ماہی گیر اشرفیون کو پا کر ازحد خوش ہوا اور لیجا کر
بسر کرنے لگا پھر شہرزاد کہتی ہے اے شہریار اوس باورچن نے جب اون مچھلیون کو بنا کر روغن مین
واسطے بھننے کے چھوڑا اور ایک طرف سے وہ خوب بھنکر سرخ ہو گئین تب اوسنے چاہا کہ اونکو دوسری
طرف سے اولٹے بمجرد اِس عمل کے فورًا باورچیخانے کی دیوار شق ہو گئی اور اوس مین سے ایک بی بی
نہایت حسین با تمکین نکل آئی لباس فاخرہ اور زیور قیمتی سے آراستہ اور ایک چھڑی اوسکے ہاتھ مین
ماہی توے کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور ایک مچھلی کو چھڑی سے مار کے بولی مچھلی مچھلی تو اپنے قول و پیمان پر ہے

تصویر زنِ حسینہ کا دیوار شق ہو کر برآمد ہونا اور مچھلیان پکانیوالی کی حیرت

وہ کچھ نہ بولی اوس بی بی نے پھر اوسی کلام کو مکرر کہا تب [illegible] مچھلیاں اوٹھکر بالاتفاق بولیں
سچ ہے اگر تم ہمیں مانوگی تو ہم تمہیں مانینگے اگر تم اپنا قرض دو تو ہم اپنا دینگے یہ سنتے ہی وہ بی بی
توا اولٹ کر اوسی دیوار کے شگاف میں چلی گئی اور وہ شگاف بند ہو گیا اور دیوار جیسی تھی [illegible]
باورچن اس حال عجیب کو دیکھکر بیہوش ہو گئی جب ہوش میں آئی تو اون مچھلیوں کو [illegible]
گئی اونکو جلے کوئلے کی طرح سیاہ پایا وہ لگی رونے اور یہ خیال کیا کہ اگر اس واردات کو بادشاہ کے
حضور میں عرض کروں تو وہ کاہے کو باور کریگا ناگاہ وزیر نے آکر پوچھا مچھلیاں تیار ہیں باورچن نے
سب حال مفصل ظاہر کیا وزیر سنکر نہایت متعجب ہوا اور اس حال کو بادشاہ سے ظاہر نہ کیا اور جلد کسی
اوس ماہی گیر کو بلوا کر اوس سے کہا جلد اوسی طرح کی چار مچھلیاں حاضر کر ماہی گیر نے کچھ حیلہ کرکے کہا آج
نہیں کل ضرور لاؤنگا دوسرے روز ماہی گیر اوس تالاب پر گیا اور جال ڈالتے ہی چار مچھلیاں اوسی جا
[illegible] کی پکڑیں اور جلد وزیر اعظم کے روبرو لے گیا وزیر نے وہ مچھلیاں دروازے کو بند کرکے باورچن کو
دیکر فرمایا میرے سامنے انکو تیار کر اوسنے اونکو صاف کرکے مانند پہلے دن کے روغن میں ڈالا وقت
اولٹنے کے پھر دیوار باورچیخانے کی شق ہو گئی اور وہی بی بی چھڑی ہاتھ میں لیے ظاہر ہوئی اور
اوس ماہی توے کے نزدیک آکر ایک مچھلی کو اوس چھڑی سے چھو کے وہی بات کہی جسکو آگے کہا تھا
اون مچھلیوں نے بھی اوسی طرح وہی جواب دیا پھر وہ عورت بدستور شگاف میں جا کر غایب ہو گئی وزیر
نے یہ حال بچشم خود دیکھکر دل میں کہا یہ عجیب امر بادشاہ سے ظاہر کرنا ضرور ہے چنانچہ حاضر ہو کے اوس
حال کو بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے متعجب ہو کر کمال اشتیاق سے چاہا کہ خود بھی معاینہ کرے
ماہی گیر کو بلوا کر چار مچھلیاں چار رنگ کی اور اوس سے طلب فرمائیں اوسنے تین دن کی مہلت مانگی
شاہ نے عطا کی پھر وہ تیسرے دن اوس تالاب پر گیا اور چار مچھلیاں چار رنگ کی پکڑ کر [illegible] حضور
میں لے گیا بادشاہ نے خوش ہو کر چار سو اشرفیاں پھر اوس کو دلوا دیں اور اپنے خلوت خانہ میں سب
سب اسباب پکانے کا منگوا کر وزیر سے فرمایا تو ان مچھلیوں کو اپنے ہاتھ سے بھون وزیر نے دروازہ
اوس مکان کا بند کرکے خود اون مچھلیوں کو پکانا شروع کیا جب اونکو صاف کر ماہی توے میں ڈالا اور
وہ ایک جانب سے سرخ ہو گئیں اوسنے دوسری طرف اولٹا ناگاہ دیوار خلوت خانہ شاہی کی شق
ہو گئی اور اوس میں سے بجائے خوبصورت بی بی کے ایک حبشی غلاموں کی وضع بھاری چھڑا ہاتھ

لیے دیوار سے نکلا اور ماہی توے کے پاس آکر اوس چھڑی سے ایک مچھلی کو چھوکر بڑی ہیبت ناک
آواز سے کہا اے مچھلیو مچھلیو تم اپنی بات پر قایم ہو مچھلیوں نے کہا ہاں ہیں پھر وہ اس کلام کے کہتے ہی
الٹ کر مچھلیوں کو خراب کر دیا اور اوسی شگاف میں جا کر غائب ہو گیا بادشاہ نے وزیر سے
فرمایا لا یہ حال عجیب بھید سے خالی نہیں میں چاہتا ہوں کہ اس راز سے واقف ہوں پھر اُس ماہی گیر
کو بلوا کر پوچھا کہ اون مچھلیوں کو تو کہاں سے پکڑ لایا تھا اوسنے اوس تالاب کا پتا بتایا بادشاہ نے وزیر
سے پوچھا تو نے اوس تالاب کو دیکھا ہے وزیر نے عرض کیا میں نے سنا بھی نہیں دیکھنے کا کیا ذکر ہے
میں اوس پہاڑ کے چاروں طرف جسکا پتا ماہی گیر بتاتا ہے ساٹھ برس سے شکار کھیلنے کو جایا کرتا
ہوں لیکن میں نے وہاں کوئی تالاب نہیں دیکھا پھر بادشاہ نے ماہی گیر سے پوچھا وہ تالاب یہاں
سے کتنی دور ہے اوسنے کہا تین گھڑی کی راہ ہے پھر بادشاہ نے اوسی وقت اپنے عملے کو فرمایا جلد تیار
ہو پھر وہ سوار ہو کر ماہی گیر کی رہبری سے اوس پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب دوسری طرف اوس پہاڑ کے
اوترا تو ایک بہت بڑا میدان نظر پڑا کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا تھا آخر بادشاہ نے فوج سمیت دوسری
طرف اوس میدان کے جا کر ایک تالاب درمیان چار پہاڑیوں کے جیسا ماہی گیر نے بیان کیا تھا
دیکھا نہایت شفاف اور اوس میں چار رنگ کی مچھلیاں بہت سی دیکھیں بادشاہ کنارے اوسی
تالاب کے اوترا اور متعجب ہو کر اپنے اہل دربار سے پوچھا تمنے کبھی اس تالاب کو کہ اسقدر نزدیک شہر
کے ہے دیکھا تھا اونھوں نے عرض کیا ہمنے کبھی نہیں دیکھا آخر بادشاہ نے فرمایا سب لوگ گرد
اس تالاب کے اوتریں اور اوسکا خیمہ کنارے تالاب کے استادہ ہوا جب شام ہوئی بادشاہ اپنے
خیمے میں آیا اور وزیر سے بلا کر فرمایا میں نہایت متحیر ہوں کہ دفعتہً تالاب کیونکر اس جا پر نمود ہوا اور اُس
شہر سے خلوت خانے میں آنا اور مچھلیوں کا بولنا کس واسطے تھا دل میرا واسطے دریافت کرنے ان
سب امروں کے نہایت بیقرار ہے اس لیے میں نے یہ سوچا ہے کہ میں تنہا جاؤں اور تو خیمے میں اکیلا رہ کر
میرے جانے کا حال کسی سے ظاہر نکرنا کل جب اہل دربار میرے مجرے کو حاضر ہوں تو اون سے
میری علالت بیان کر کے سب کو رخصت کر دیجیو اور جب تک میں پھر نہ آؤں خبردار تنہا یہاں رہ کے
میرے کہنے پر عمل کیجیو وزیر نے ہر چند بادشاہ کو بہت کچھ منع کیا مگر بادشاہ نے ایک نہ سنی اور شکار
کے کپڑے پہنکر شمشیر ہاتھ میں لے شب کو تنہا خیمے سے نکلکر طرف ایک پہاڑی کے روانہ ہوا اور دم بدم

... اور چلا بعد ایک بڑے میدان ... تھا آدو ... روانہ ہوا تب
بادشاہ نے دور سے ایک عمارت عالیشان دیکھی بہت خوش ہوا کہ وہان سے البتہ کچھ پتا
لگیگا جب نزدیک اوس عمارت کے پہونچا تو ایک بڑا عالیشان محل اور قلعہ سنگ سیاہ
کے پتھر سے اوپر تک اوسکے پتھر فولادی بہت شفاف جڑے ہوے مانند آئینے کے چمکتے تھے
بادشاہ کو تسلی ہوئی کہ یہان مطلب بقدر حاصل ہوگا پھر اوسکو دیر تک دیکھکر اوسکے دروازے کے
پاس جاکر کھڑا ہوا اور اگرچہ دروازہ کھلا ہوا تھا لیکن اچھا نجانا اوسنے وقت کسیدم اور انتظار کیا کہ شاید
کوئی باہر آوے جب کوئی باہر نہ نکلا تب اوسنے دروازے کو زور سے کھٹکھٹایا تو بھی کسی نے جواب نہ دیا

تصویر قلعے اور اوسکے مکان عالیشان اور وہانکے عجائبات کی
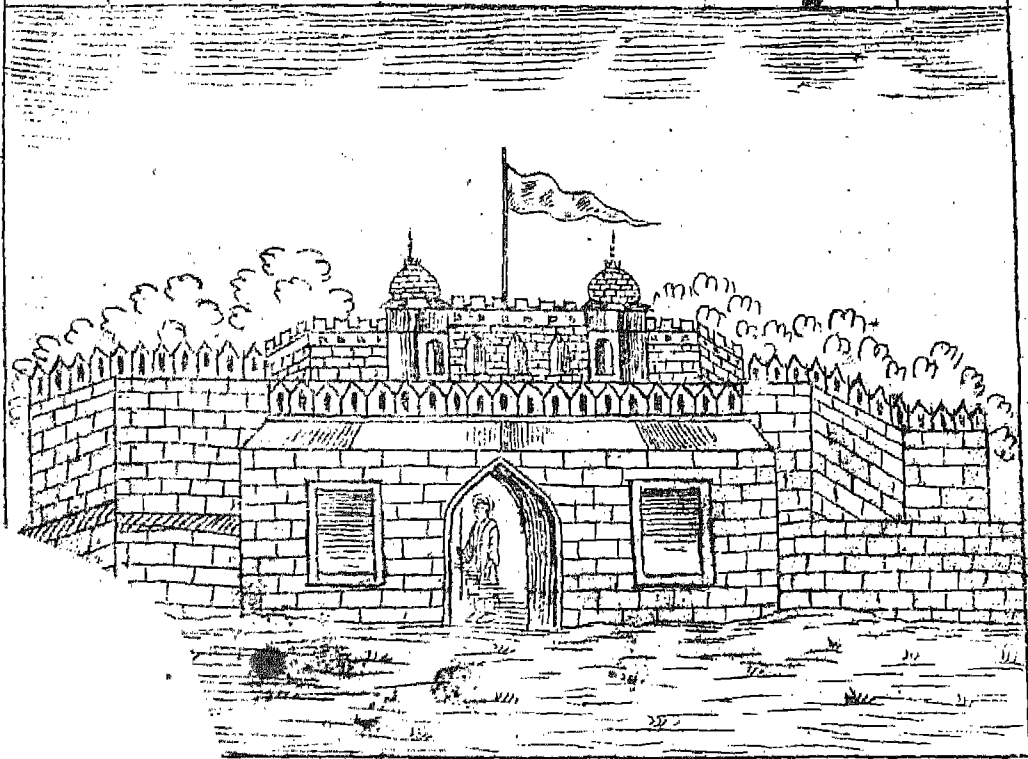
تب متحیر ہوا کہ ایسا اچھا قلعہ ویران رہے اور کوئی اوس مین نہین پھر وہ اندر اوس
ڈیوڑھی مین کھڑا ہوکے آواز بلند کہا اندر کوئی ہے کسی نے جواب نہ دیا اور بھی متعجب ہوا اور اندر جاکر دیکھا کہ
بہت بڑا مکان ہے لیکن ویران کوئی آدم نہ آدمزاد پھر وہ ایک بڑے دالان مین گیا جسمین قالین ریشمی
بچھا ہوا تھا اور چارون طرف سے سب مکان پارچۂ سیاہ کلا ہے منڈھے ہوے تھے اور آگے

رمی تھی جنمین سنہرے روپہلے بوٹے چکن کے کڑھے ہوئے لٹکتے تھے اور اوسکی بارہ دری
کا چارون کونون مین جسکے چار شیر سونے کے تھے ہر ایک کے منھ سے فوارے جاری
رشش سنگ مرمر پر گرتا تھا تو ہزارون ٹکڑے ہیرے اور موتیون کے دکھائی دیتے اور
وسط کے ایک فوارہ اتنا بلند اوٹھتا تھا کہ قبے تک اوس بارہ دری کے پہونچتا تھا
اور اندر سے وہ قبہ بحروف عبارت عربی کندہ اور منبت کیا ہوا تھا اور تین طرف اوس قلعے کے
باغ تھا کہ جس مین طرح طرح کے پھول شگفتہ اور میوون کے درخت اور جا بجا فوارے تھے اور طرح طرح
کی عمدہ عمدہ چیزین اپنے اپنے موقع سے اوس مین رکھی ہوئی تھین اور اون درختون پر چارون
طرف سے جال پڑے ہوے تھے کوئی چڑیا باہر نہین جا سکتی تھی اور نہایت خوش الحانی سے اوہین
بول رہی تھین اور چہچہے کرتی تھین بادشاہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے مین جاتا اور سیر کرتا اور
ہر ایک چیز کو دیکھکر خوش ہوتا اتنا اون مکانون مین پھر اکہ تھک گیا آخر کو ایک مکان مین بیٹھکے باغ
کی سیر کرنے لگا ناگہان ایک آواز دردناک اوسکے کان مین پڑی بادشاہ نے پردہ حجرے کا اوٹھاکر
دیکھا تو ایک جوان حسین لباس شاہانہ پہنے ہوے ایک بلند چیز پر کہ مثل تخت کے ہے بیٹھا ہوا زار زار رو
رہا ہے اور شکایت اپنے مقسوم کی کر رہا ہے بادشاہ نے نزدیک جاکر صاحب سلامت کی اوسنے عذر کیا
کہ مجھے معاف رکھنا کہ مین نے تمھاری تعظیم نہ کی ہین مجبور ہون بادشاہ نے کہا تمھارے اس حسن اخلاق
سے مین کمال خوش ہوا فی الواقع کچھ ایسا ہی سبب ہوگا جس سبب سے تم اوٹھہ نہ سکے مین نے تمھارا
. . . دل قبول کیا لیکن مجکو تمھاری مصیبت دیکھکر کمال رنج ہوا مین فقط تمھاری مدد کرنے کو آیا
[illegible] مجھے سے آگاہ کرو تا مین حتی الامکان اوس مین کوشش کرون پہلے تم حال اوس
کے نزدیک ہے اور اوس مین مچھلیان چار رنگ کی ہین بیان کرو اور بعد اسکے
کا کہو اور تم تنہا اس حال سے کیون ہو وہ جوان رو کر کہنے لگا صاحب مین اپنا
[illegible] ہون [illegible] قبا کا اوٹھایا بادشاہ نے دیکھا کہ سر سے ناف تک آدمی ہے اور کمر سے پاؤن
تک سنگ سیاہ بنا ہوا ہے یہ حال دیکھکر بادشاہ نے کہا مین تو کل چیزین یہان کی دیکھکر متفکر ہوا
تھا لیکن تمھارے حال نے سب سے زیادہ مجکو حیران کر دیا خدا کے واسطے جلد اپنی سرگذشت بیان
[illegible] حکایت غم اندوز کہ بیان کرنیکی طاقت نہین لیکن بموجب فرمانے آپکے کہتا ہون سنیے

## قصہ زبانی اوس جوان کے جو جزیرہ سیاہ کا بادشاہ تھا

جوان نے کہا باپ میرا محمود شاہ بادشاہ جزائر سیاہ کا تھا جو مشہور چہار کوہ ہین اور دار السلطنت اوس کا
تھی جس جگہ اب وہ تالاب ہے اسے بادشاہ جب میرے باپ نے قضا کی مین تخت نشین ہوا
شادی چچا کی بیٹی سے ہوئی وہ مجھے نہایت پیار کرتی تھی اور مین بھی اوسے بہت چاہتا تھا پانچ برس
تک میرے اوسکے درمیان کمال محبت رہی پھر مجکو اوس پیار اور الفت مین بہت فرق معلوم ہونے لگا
ایک دن بعد تناول چاشت کے وہ حمام مین غسل کرنے کے لیے گئی مین قیلولہ ایک کمرے مین لیٹا تھا
دو خواصین اوس ملکہ کی پنکھا ہلانے کے لیے آکر ایک سرہانے اور دوسری پائینتی بیٹھ گئی اور واسطے
میری آسایش کے مگس رانی کرنے لگین اور مجھے سوتا جانکے آپس مین باتین کرنے لگین مین بھی
اپنے تئین سوتا بناکر اونکی باتین سننے لگا ایک نے دوسری سے کہا ہماری ملکہ بڑی بیرحم ہے کہ ہمارے
ایسے نازنین اور حسین بادشاہ کو پیار نہین کرتی دوسری بولی تو سچ کہتی ہے معلوم نہین کہ ملکہ
اسے اکیلا چھوڑکر ہمیشہ رات کو کہان جایا کرتی ہے اور اسکو ذرا خبر نہین پہلی خواص نے کہا اس
غریب کو کیونکر خبر ہو ملکہ ہر شب اسکو بنجری شربت مین ملاکے پلایا کرتی ہے اوسکے نشے مین اسکو
مطلق خبر نہین رہتی اور وہ جہان دل چاہتا ہے جاتی ہے اور فجر کو اس کی ناک مین کوئی خوشبو
سونگھاکر بیدار کرتی ہے اس کلام کے سننے سے مجکو بے حد رنج ہوا مگر مین نے اوسوقت ضبط کیا اور
بہانہ کرکے بیدار ہوا پھر ملکہ حمام سے آئی اور جب کھانا شب کا باہم کھاکے مین نے ارادہ آرام کا کیا
وہ ایک پیالہ شربت کا موافق معمول کے میرے پلانے کو لائی مین نے پیالے کو اوسکے ہاتھ سے
لیکر اوسکی نظر بچاکر پھینک دیا پھر ہم دونون نے آرام کیا ملکہ مجھے سوتا جانکر پلنگ پر سے اوٹھی
اور اوسنے منتر کو آواز بلند پڑھا اور میری طرف منھ کرکے کہا کہ ایسا غافل سو کہ پھر
نہ جاگیو پھر وہ جلدی سے کپڑے پہنکر کمرے سے باہر آئی مین بھی ساتھ ہی اوسکے اوٹھا اور جلدی کپڑے
پہن تلوار ہاتھ مین لیکے پیچھے اوسکے روانہ ہوا اتنا اوس سے الگ جاتا تھا کہ اوسکے پاؤن کی آواز
مجھے سنائی دیتی تھی اور مین اوسکے پیچھے دبے پاؤن جاتا تھا وہ کئی دروازے مقفل طے کرکے
نکلی اور وہ دروازے اوسکے جادو سے خود بخود کھلتے جاتے تھے جب وہ اخیر دروازے پر کہ اودھر
باغ تھا پہونچی اور اندر کو چلی مین اوس دروازے مین لگکے کھڑا ہو رہا اور وہان سے اوسے دیکھتا تھا

کہ ایک چمن سے ہو کر جانے ... بڑے سے جنگل مین سبھی راہ چارون طرف گھری ور گنجان
پیڑون سے بند تھی در آئی مین بھی وہان پہونچا اور ایک جھاڑی مین چھپ کر کھڑا ہوا اور دیکھا اوسنے
ایک مرد کے ساتھ ٹہلتی ہوئی باتین کرتی جاتی ہے مین نے بغور سُنا کہتی تھی کہ مین باوجود اسکے کہ
دل سے تمھاری عاشق زار ہون اور تمپر ہزار جان سے مرتی ہون لیکن تم مجھے ملامت
کیا کرتے ہو اسکا سبب کیا ہے اگر تمھین میرا امتحان منظور ہو تو بھی حاضر ہون اور تمھین میرا زور اور
طاقت بھی خوب معلوم ہے کہ مین کیا کیا کام کر سکتی ہون اگر تمھاری مرضی ہو تو مین قبل طلوع آفتاب
کے اس بڑے شہر کو ایسا ویرانہ بنا ڈالون کہ جس مین بھیڑیے اُلو رہنے لگین اور پتھرون کو اوکھاڑ کر
پھینکدون فقط تمھارا اشارہ درکار ہے یہ کہتی ہوئی اپنے یار کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے ٹہلتی
اوس جا پر کہ مین جھاڑی مین چھپا کھڑا تھا آئی اور دونون نے لوٹنا چاہا اور یار اوسکا میرے برابر
ہو کر نکلا مین نے تلوار کو میان سے نکال کر ایک ہاتھ اوسکی گردن پر ایسا مارا کہ وہ زخمی ہو کر گرا
مین سمجھا کہ کام اوسکا تمام ہو گیا اور ملکہ میرے چچا کی بیٹی تھی اس لیے مین نے اوسکو چھوڑ دیا اور
جلد ہی وہان سے دبے پاون پھر آیا ملکہ کو ذرا خبر نہ ہوئی اوسکے یار نے اگرچہ بہت بڑا زخم کاری
کھایا تھا مگر ملکہ نے جادو کے زور سے سنبھالا مگر تب بھی حال اوسکا زخم سے ایسا ہو گیا کہ وہ نہ زندون
مین رہا اور نہ مُردون مین غرض مراجعت کے وقت مین نے سُنا کہ ملکہ اپنے یار کے زخمی ہونے سے
رونے اور پیٹنے لگی مین اوسے تنہا وہین چھوڑ کر اپنے محل مین آیا اور کمرے مین جا کر مطمئن سو رہا اور
صبح اوٹھکر ملکہ کو اپنی بغل مین سوتا دیکھا لیکن یہہ معلوم نہوا کہ وہ سوتی ہے یا جاگتی تھی غرض
مین نے اوٹھکر اپنے کمرے مین جا کر پوشاک پہنی اور دربار مین جا کر اجلاس کیا جب دربار سے
پھر محل مین آیا ملکہ کو لباس ماتمی پہنے پایا اوسنے بال سر کے نوچ کھسوٹ کر مجھسے کہا صاحب مجکو مین
سرگوشی زدہ ہوئی ہین اس سبب سے میرا یہ حال ہے مین نے پوچھا خبرین کیا ہین اوسنے
کہا ایک تو یہ کہ میری پیاری مان نے قضا کی دوسری یہ کہ میرا باپ لڑائی مین مارا گیا تیسری یہ کہ میرا
بھائی بلندی پر سے گر کر ہلاک ہوا مینے یہ سب خبرین سُن کر کچھ غم نہ کھایا اسواسطے کہ مین سب راز
اوسکا جانتا تھا اور یہ بھی مجھے ثابت ہوا کہ اوسکو خبر نہین کہ مین نے اوسکے یار کو زخمی کیا ہے کیف
مین نے اوس سے کہا بی بی اس غم کے کرنے سے آثار تمھاری سعادتمندی اور رحم دلی کے سمجھے

رو سے چپ ہوئی اور ایک برس تک اسی طرح اپنے یار کے غم مین روتی پیٹتی رہی
مجھسے درخواست کی کہ وہ ایک مقبرہ اس محل کے اندر بنوا کر اوس مین رہا کرے مین نے کچھ
پھر اوسنے ایک بڑا عالیشان مکان گنبد دار بنوایا جو یہان سے دکھلائی دیتا ہے اور اوس کا نام ماتم سرا
رکھا جب وہ مکان تعمیر ہو چکا تب اوسنے اپنے یار کو اوس مین لا کر رکھا اور کچھ ایسی دوا اوس جوان کو
اوسکو کھلائی کہ باوجود ایسے زخم کاری کے مرا نہیں اور ایک مدت مین دوا لگانیکے لیے
اوس ماتم سرا مین جاتی یار اوسکا بسبب زخم کے محض بے حس و حرکت تھا اور کوئی آثار زندگانی کے
نتھے اور ملکہ کو اوسکے دیکھنے سے تسلی ہوتی اور اوس سے پیار کی باتین کرکے تشفی اپنی کیا کرتی دن
مین دو بار اوسکے پاس جاتی اور بہت دیر تک وہان رہتی گو یہ سب مجکو معلوم تھا مگر مین نے اپنے تئین
انجان بنا رکھا اور ہر ایک امر مین تجاہل کیا کرتا ایک روز مین اوس ماتم سرا مین جاکے چھپ کر بیٹھا
سننے مین آیا کہ ملکہ اپنے یار سے کہتی تھی بڑا غضب ہے کہ مین تجکو اس جان کنی مین دیکھون اے میری
جان مین روز آکر گھڑیون تجسے باتین کرتی ہون کبھی تو نے میری ایک بات کا جواب نہ دیا اے عشق
مین مرتی ہون کبھی تو تجسے بولو کہ میری تسلی ہو اے میرے پیارے ایکبار دیکھنا تیرا افضل ہے
ہفت اقلیم کی بادشاہی سے مین یہ بیقراری اوسکی دیکھکر زیادہ صبر نکرسکا جب وہ وہان سے اپنے
قدیمی محل مین آئی مین نے کہا بی بی اب تم ماتم موقوف کرو اور صابر ہو کر خاموش ہو رہو اوسنے
کہا تم اس امر مین کچھ نبولو مجکو اسی حال مین رہنے دو ہر چند مین نے سمجھایا مگر اوسنے نمانا بلکہ زیادہ
غم کیا آخر مین نے اوسکو اوسی حال پر چھوڑ دیا یہان تک کہ دو برس گذرے پھر مین دوسری دفعہ
اوس ماتم سرا مین گیا اور چھپ کر سنا کہ وہ اپنے یار کے پاس بیٹھی کہہ رہی تھی اب تیسرا برس
کہ تو نے مجھسے ایک بات نہ کی اور میری گریہ وزاری کا تجکو ذرا خیال نہ آیا اے دوست
کہ میری محبت نے ذرا تاثیر نہ کی للہ ذرا آنکھین کھول اور منہ سے بول ان باتون کو
نہایت ناخوش ہوا اور غصہ مین آکر اوس جگہ سے باہر نکل آیا اور پکار کر گنبد کی طرف
واسطے تو اس عورت کو مع دیو کے جو آدمزاد کے بھیس مین ہے نکل نہین جاتا بجرد میرے اس کہنے کے
ملکہ وہان سے غصے مین دیوانے کی طرح جھپٹ کر میری طرف آئی اور کہنے لگی اے کمبخت تو ہی باعث

بہت خا ہوا اور میرے ... میرے پیارے معشوق کا یہ حال ہوا میں نے کہا ہان

تو کو مارا ہی اور وہ مردود اسی لائق تھا اور تو بھی لائق اسی سزا کے ہے کہ تو نے میری

یہ کہ کر مین نے تلوار نکال کر چاہا کہ اوسے وصل جہنم کرون مگر اوسکے جادو کی تاثیر

چل سکا اوسنے فی الفور کچھ پڑھنا شروع کیا کہ مین اوسکو ذرا نہ سمجھا جب وہ افسون

پڑھ چلی تب اوسنے کہا مین اپنے جادو کی تاثیر سے حکم کرتی ہون کہ تو نیچے کے دھڑ سے پتھر ہو جا اور

اوپر کے دھڑ سے آدمی بنا رہ اِسکے کہتے ہی مین آدھا پتھر کا بنگیا جب سے نہ زندون مین ہون اور نہ

مردون مین پھر اوس ساحرہ نے مجھے اوس ماتم سرا سے اوٹھا کر اس مکان مین رکھا اور میرے شہر کو

جھیل اور تالاب بنا ڈالا اور ویرانہ محض کر دیا جیسا تم نے ملاحظہ فرمایا سب میرے نوکرون اور اہل شہر

کو مچھلیان چار رنگ کی بنا کر اوس تالاب مین قید کر رکھا ہو سفید مچھلیان مسلمان ہین سرخ مجوس

کالی نصارا زرد یہود اور چار برجے جزیرے آباد کہ متعلق میری سلطنت کے تھے اونکو چار پہاڑیان بنا کر

چار طرف تالاب کے رکھا ہے اور ہنوز اوس ملعونہ کا غصہ کم نہیں ہوا روز آکر ایک سو تسمے میرے شانون

اور پیٹھ پر مارتی ہی کہ ہر ایک ضرب سے خون جاری ہوتا ہے اور بعد زد و کوب کے ایک موٹی کملی بکری کے

بالون سے بنی ہوئی میرے اوپر ڈال کر اوپر اوسکے اوپر ایک بہت بھاری زر کی قبا پہناتی ہی اور کہتی ہی

کہ یہ مظلوم جو بہت بڑا بادشاہ جزائر سیاہ کا ہے اپنے تئین اس ذلت سے بچا نہیں سکتا پھر اوس جوان

بادشاہ نے جناب کبریائی مین چلا کر مناجات کی کہ خداوندا مین امیدوار تیرے ہی انصاف کا ہون

اگر تیری رضا اسی مین ہی کہ مجھپر اِس طرح کا ظلم ہوا کرے تو مین راضی اور شاکر ہون سلطان یہ حال

... نہایت ملول ہوا اور چاہا کہ اِس بادشاہ مظلوم کا انتقام ملکہ سے لے پوچھا کہ وہ بے حیا

... ہے اور وہ بدبخت اوسکا یار کہان ہے بادشاہ نے کہا وہ ماتم سرا کے اندر قبر مین

ماتم سرا کا اس قلعے سے لگا ہوا ہے اور اوس ساحرہ کا مسکن مجھے معلوم نہین

ہر روز بعد سزا دینے میرے کے اپنے یار کے پاس جا کر کوئی عرق پلاتی ہی جس سے

اب تک وہ زندہ رہا سلطان نے کہا کوئی شخص تجسے زیادہ واجب الرحم نہ ہوگا اور یہ قصہ عجیب و غریب

اس قابل ہی کہ مثل وقائع کے لکھا جائے پھر اوس سلطان نے بادشاہ ستم رسیدہ کو اپنے ارادے سے

آگاہ کر کے نہایت تشفی کی اور اوس روز وہین سو رہا بادشاہ بیچارہ موافق اپنے معمول کے بیٹھا جاگا کیا

اسواسطے کہ وہ تاثیر جادو سے ہو نہ سکتا تھا دس[...]ح کو سلطان چھپ کر اوس ماتم[...]
گیا جہان سیکڑون شمعین روشن تھین اور اوس مکان کو نہایت سجا ہوا دیکھ کر متحیر ہوا پھر
وہ حبشی پڑا ہوا تھا ایک ہاتھ تلوار کا مار کر اوس نیمجان کو قتل کیا اور لاش اوسکی کنوئین مین کھینچ لا
ڈال دی اور آپ اُس قبر مین جہان وہ حبشی پڑا رہتا تھا تلوار بغل مین لیکر لیٹ رہا جب وہ
اوس قلعے مین آئی پہلے وہان جہان بادشاہ جزائر سیاہ کا تھا گئی اور اوس بیکس کو مارنا شروع
کیا اوسکے چلانے سے سارا مکان لرزنے لگا ہر چند وہ اوسے قسمین دیکر کہتا تھا کہ للہ مجکو نہ مار
مگر اوس بدبخت نے نمانا پھر ماتم سرا مین گئی اور اپنا سوز و گداز بیان کرکے نزدیک قبر کے جسمین
اوسکا یار پڑا رہتا تھا جاکر کہنے لگی کیا ستم ہے کہ اے میرے پیارے تو نے مجکو اپنی بے التفاتیون سے
قتل کر رکھا ہے ذرا بھی میری طرف متوجہ نہین ہوتا ہے للہ ایک بات تو مجھسے کر کہ میری تسلی ہو
سلطان نے لہجہ حبشیون مین ملکہ کو بڑے ناز سے جواب دیا کہ غضب پر غالب ہے ساحرہ نہایت
خوش ہوئی اور بولی کہ اے جانی یہ تم نے جواب دیا یا مجکو دھوکا ہے سلطان نے کہا نالائق رنڈی
تو اس قابل ہے کہ تیری بات کا کوئی جواب دے ملکہ نے کہا جانی مجھسے کیا تقصیر ہوئی جعلی حبشی
نے کہا کہ چلانے سے تیرے خصم کے جسکو تو روز مارا کرتی ہے میرا سونا حرام ہو گیا مین تو بہت دنون
سے اچھا ہو جاتا اور طاقت بخوبی مجھمین آجاتی مگر تو نے اوسپر جادو کر رکھا ہے اور اوسے روز مارا
کرتی ہے تیرے اس ظلم سے میرا جی نہین چاہتا کہ تجھسے بولون ساحرہ نے کہا اگر تمھاری رضا ہی مین
ہے کہ مین اوسے سزا نہ دون اور بصورت اصلی بنا دون تو مین ابھی ایسا کر سکتی ہون سلطان نے
کہا ہان مین یہی چاہتا ہون ملکہ نے اوسی وقت ایک پیالے مین پانی بھر کر کچھ پڑھا اوسکی تاثیر
سے وہ پانی اوبلنے لگا پھر اوس دالان مین جہان شوہر تھا گئی اور اوسپر اوس پانی کو ڈال کر کہا
اگر تیرا خلقی یہ حال نہین تو میرے جادو کے اثر سے جیسا آگے تھا ویسا ہی ہو جاو،
اپنی شکل اصلی مین آگیا اور نہایت خوشی سے اوٹھکر شکر خدا بجا لایا ساحرہ نے کہا یہان
سے نکل جا خبردار پھر کبھی یہان نہ آئیو ورنہ جان سے مارا جائیگا وہ چپکے وہان سے چل دیا اور کسی
مکان مین چھپ کر بیٹھ رہا اور خدا کو یاد کرنے لگا پھر ساحرہ ماتم سرا مین آئی اور سلطان سے
جسکو حبشی سمجھتی تھی کہا مین نے بموجب تمھارے فرمانے کے اوسکو اچھا کر دیا اب امیدوار ہون

میری تسکین فرماؤ سلطان نے تعجب [illegible] مین کہا کہ یہ جو تو نے کیا ہے سے آرام کو کافی نہین سُننے
سے میرے نازنین تمھاری کیا مُراد ہے جبلی حبشی نے کہا تو نے سارے شہر اور رہنے والون کو چار
جزیرون سمیت جادو سے ویران کر دیا ہر روز آدھی رات کو سب مچھلیان تالاب مین ہم دونون کو
بد دعا کرتی ہین اسی سبب سے مجھے صحت نہین ہوتی جلدی جا اور سب کو اونکی حالت اصلی پر بنا
ملکہ نے اوسی ساعت کنارے تالاب کے آکر تھوڑے پانی پر افسون پڑھکر تالاب پر چھڑکا وہ سب
مچھلیان کہ حقیقت مین مُسلمان و مجوسی اور نصاریٰ اور یہودی تھے اپنی شکل اصلی مین آگئے اور
سب حویلیان اور دُکانین بھی آدمیون سے بدستور آباد ہوگئین اور سب نے اپنی جزیرون کو جہان
چھوڑا تھا بجنسہ وہین پایا لشکر اور سردار سلطان کے کہ قریب اپنے شہر کے اوترے تھے آب و ہان
سے بہت دور ہوگئے اور ویرانے سے اپنے تئین درمیان آبادی کے دیکھکر نہایت متعجب ہوے
پھر ساحرہ جلد ماتم سرا مین گئی اور باواز بلند کہنے لگی کہ اے میری جان مین نے تیری صحت کے
واسطے سب کو شکل اصلی کر دیا اب اوٹھو اور اپنا ہاتھ مجکو دو سلطان نے لہجہ حبشیون مین کہا کہ آگے
وہ آگے گئی پھر اوس سے کہا کہ اور آگے آ ملکہ اور آگے گئی سلطان نے دفعۃً ایک ہاتھ شمشیر کا اوسکو
ایسا مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر گرپڑی سلطان نے لاش اوسکی اوسی کنوئین مین ڈال دی اور واسطے
تلاش کرنے بادشاہ جزائر سیاہ کے گیا اور اوس سے مُعانقہ کرکے کہا اب کچھ جگہ اندیشہ کی نہین ہے
شاہ جزائر نے اوسکی بہت شکر گذاری کی اور ہزارون دُعائین دین بادشاہ نے کہا کیا اب تم اپنے
شہر کو تشریف لے جاؤگے سلطان نے کہا ہان تم بھی ہمارے ساتھ چلو کھانا تناول کرکے پھر اپنے
شہر مین چلے آنا بادشاہ جزائر نے کہا شاید تم اپنے شہر کو یہان سے بہت نزدیک سمجھے ہو سلطان نے
کہا ہان شاہ جزائر نے کہا آپ کا ملک یہان سے پورے ایک برس کی راہ پر ہے اوس ساحرہ نے
ہی مملکت کے متصل کر دیا تھا اور دور و نزدیک پر کچھ موقوف نہین مین آپ کے ہمراہ
رکاب ہون تم میرے بڑے محسن ہو تم نے بڑا سلوک میرے ساتھ کیا ہے سلطان نے کہا اگر دونون
ولایتون مین اسی قدر فاصلہ ہے تو آپ کو تکلیف کرنا ضرور نہین لیکن مین لاولد ہون اس لیے
تمکو مین نے اپنا فرزند اور وارث مقرر کیا تاکہ بعد میرے تخت نشین ہو پھر دونون نے اس امر پہ
آپس مین مُعانقہ کیا پھر بادشاہ جزائر بہ تزک شاہانہ بعد تین ہفتے کے ہمراہ سلطان کے ہوا اور

مقرر

سلطان نے پہلے سے ہرکارون کو اپنی ولایت مین بھیجکر اپنی روانگی اور اپنے توقف
سے اطلاع دی پھر وہ نزدیک اپنے شہر کے پہونچا سب سردار واسطے استقبال کے حاضر
اور سلطان سے عرض کیا کہ فضل خدا اور اقبال شاہ سے مملکت مین سب طرح خیریت
رعایا اچھی طرح ہے پھر جب شہر مین پہونچا سب اہل شہر اوسکے سلام اور مجرے کو حاضر ہوے
اور باواز بلند سب نے مبارکباد کہی سلطان نے دوسرے دن سب اپنے اعیان دولت کو جمع کر کے
حال عجیب و غریب بادشاہ جزائر سیاہ کا بتفصیل بیان کیا پھر بادشاہ جزائر سیاہ کو اپنا بیٹا کیا اور
چند روز کے بعد اوسکو اپنا ولیعہد مقرر کر کے سب ملک اوسکو سپرد کر دیا اہالی دولت اوس سلطنت
نے بادشاہ جزائر سیاہ کو نذرین دین اور خدمت مین حاضر رہنے لگے پھر سلطان نے اوس ماہی گیر کو
جو سبب بادشاہ جزائر سیاہ کی مخلصی کا ہوا تھا بلا کر اوسکو انعام اور اکرام سے مالامال کر دیا

## قصہ تین شہزادے قلندر صورت اور پانچ بیبیون کا

ہارون رشید کے عہد خلافت مین ایک فردور بغداد کا رہنے والا لطیفہ گو اور خوش طبع تھا ایک دن
صبح کو بازار مین اس اُمید پر کھڑا تھا کہ کوئی اوسکو فردوری کے لیے بلائے ناگہان ایک بی بی نہایت
خوب صورت برقع منھ پر ڈالے آئی اور اوس سے کہا اپنا ٹوکرا اوٹھا اور میرے ساتھ چل وہ فردور
ٹوکرا سر پر رکھ کر پیچھے اوسکے ہولیا اور دل مین یہ کہتا چلا آج کا دن کیا اچھا ہے کہ ایسی اچھی بی بی سے
سابقہ پڑا بی بی نے آگے بڑھکر ایک بند دروازے پر دستک دی ایک بڈھا نصرانی باہر آیا اوس
بی بی نے کچھ روپے اوسکے ہاتھ مین رکھ دیے نصرانی نے ایک بڑی تھلیا
حوالے کی بی بی نے فردور سے کہا اِسے لے کر اپنے ٹوکرے مین رکھ اور اوسنے
فردور کے ساتھ بازار مین آئی اور طرح طرح کے میوے لطیف اور کل اشیا
ضرورت ہر ایک دوکان سے اس قدر مول لین کہ فردور کے ٹوکرے مین جگہ باقی نرہی فردور نے
کہا اگر مجکو آگے سے اس قدر اسباب معلوم ہوتا تو مین گھوڑا اونٹ اپنے ساتھ لاتا الغرض فردور
ٹوکرا اوٹھا کر ہمراہ اوسکے ہو جاتے جاتے بہت ایک عالی شان حویلی کے دروازے پر کہ جسکا

ن پیلپایون سے آراستہ تھی اور بی بی بات بھی وابستہ جڑے ہوئے تھے دونون پھوپ
لے وہان ٹھہر کر دستک دی جب تک دروازہ کھلے مزدور کے دل مین بہت سے خیال
ے کہ آیا یہ بی بی سودا سلف لینے والی کنیز ہے یا گھر کی بی بی مگر اس شان و شوکت سے لونڈی
معلوم ہوتی چاہتا تھا کہ کچھہ اوسکے حال سے سوال کرے اتنے مین ایک عورت اور جسنے
دروازہ کھولا نظر پڑی وہ اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر بے خود ہوگیا قریب تھا کہ بوجھہ اوسکے سر سے
گر پڑے جو بی بی اوسکو ہمراہ لائی تھی اوسکی بیہوشی کا تماشا دیکھنے لگی دوسری بی بی نے کہا کہ
غریب مزدور بوجھہ سے دبا جاتا ہے جلد گھر مین سے جاکے اوتروا لے غرض پہلی بی بی نے دروازہ
اندر سے بند کرلیا پھر وہ دونون عورتین مع مزدور کے بہت بڑے مکان مین گئین جسکے چارون
طرف برآمدے پیلپایون کے بنے ہوے تھے اور اندر اوسکے بڑا وسیع دالان اور اوسکے ایک جانب
کو دیوان خاص اسباب اور ظروف نفیس سے سجا ہوا اوس مین ایک تخت صندل یا عود کی لکڑی
کا خوب صورت بنا ہوا بچھا اور فرش بڑے تکلف کا جسکے گرد بڑے بڑے موتی ٹکے ہوے تھے

تصویر امینہ کی مع تصویر صافی اور مزدور کے

صحن مین ایک حوض سنگ مرمر کا جسمین فوارے ... تھے فرد ور اگرچہ بوجھہ اوٹھانے سے
تھک گیا تھا لیکن مکان عالی شان اور اوسکے بناو سجاو کو دیکھہ کر کمال خوش ہوا خصوصًا اوس
بی بی کو کہ اوس تخت پر کمال شان و شوکت سے بیٹھی تھی دیکھہ کر اپنی سب ماندگی بھول گیا پھر اوسکو
معلوم ہوا کہ اس تیسری بی بی کا نام زبیدہ ہے اور مالک گھر کی یہی ہے اور دوسری بی بی کا نام
صافی اور اوس بی بی کا جو سب اسباب خرید کر لائی امینہ نام ہے زبیدہ نے کہا بہنو جلد اس غریب
فردور کے سر سے بوجھہ اوتار دو کہ وہ دم لے اوسکے کہنے سے صافی اور امینہ نے ٹوکرے کو جلد
اوسکے سر سے اوتارا اور زبیدہ نے ایک درہم کہ اوسکی فردوری سے کہین زائد تھا فردور کو دیا
اوسنے خوش ہوکر قصد جانے کا کیا مگر اون خوبصورت بیبیون کے دیکھنے سے اوسکی سیری نہین
ہوتی تھی ہنوز وہان سے چلا نتھا کہ امینہ نے اپنے چہرے سے برقع اوتارا فردور اوسکی خوش قامتی
پر بیخود ہوکر وہین کھڑا رہگیا اور متحیر تھا کہ اس گھر مین سوا تین بیبیون کے جوتھا نہین لیکن اسباب
کھانے پینے کا اتنا خرید کر آیا ہے کہ تیس آدمی کو کافی ہو زبیدہ سمجھی کہ فردور شاید تھک گیا ہے جو
ستانے کے واسطے ٹھہر گیا جب وہ دیر تک کھڑا رہا اوس سے کہا کیا تو کچھہ اور چاہتا ہے
پھر امینہ سے کہا بی بی اسکو کچھہ اور دے کر رخصت کرو فردور نے کہا بیگم صاحب مین نے فردوری
سے زیادہ پایا ہے مگر کچھہ عرض کیا چاہتا ہون اگرچہ کمال گستاخی ہے مگر امیدوار ہون کہ معاف
فرماؤ مین کسی مرد کو درمیان تمھارے کہ اس مرتبے مین حسین اور خوب صورت ہو نہین پاتا اور
درمیان عورتون کے مرد کا نہونا موجب کمال حیرت کا ہے جیسا درمیان مردون کے عورت کا
نہونا اور اس ضمن مین فردور نے بہت لطیفے پسندیدہ اور نکتے سنجیدہ کہے اور وہ مثل جو شہر
بغداد مین مشہور تھی زبان پر لایا یعنی جب تک چار شخص دستر خوان پر نہو ... ن تو وہ ... دستر خوان
بے لطف ہے غرض اوسکی یہ تھی کہ وہ بیبیان تین ہین چوتھے کا ہونا اونکے د...
ہے زبیدہ فردور کی باتون پر بہت ہنسی اور کہا اے دوست تو اپنی بیوقوفی کی باتون ...
پاس رکھہ ہم فقط تین بہنین ہین اپنے کاروبار سے دوسرے کو آگاہ نہین کرتے ہم احتیاط کرتے
ہین کہ کسی پر ہمارا راز نہ کھلے دانشمندون نے کہا ہے اپنے راز کو کسی سے ظاہر نکر کسی کو تو راز دار
نپائیگا فردور نے کہا بی بی تم بہت دانشمند ہو مجکو بھی بہت کچھہ یاد ہے مگر اپنے نصیب سے مجبور ہون

کہ ہمیشہ مزدوری کا کام کرتا ہون گو میرا پیشہ یہی ہے لیکن ہشیار ہون مین نے بہت کتابین تواریخ کی
دیکھی ہین اگر اجازت ہو اپنے تجربے کی بات عرض کرون وہ یہ ہے کہ دانشمند اپنے راز کو عاقل
سے پوشیدہ نہ کرے اس واسطے کہ وہ خوب طریق رازداری سے واقف ہے الغرض مجھسے راز کہنا
گویا کسی چیز کو تجرے مین بند کر دینا ہے زبیدہ کو معلوم ہوا کہ مزدور بڑا فہمیدہ تجربہ کار قابل صحبت کے
ہے اسکو شریک دسترخوان کے کیا چاہیے لیکن از راہ خوش طبعی کے کہا تو جانتا ہی کہ ہمنے اپنے
ہاتھون سے اس کھانے کو بہت محنت اور صرف زر سے طیار کیا ہے بے کچھ خرچ کیے تو شریک
نہین ہو سکتا صافی نے بھی مزدور سے کہا کیا تو نے یہ مثل نہین سنی چھوچھا کن لوچھیا مزدور نے
مایوس ہو کر قصد چلے جانے کا کیا امینہ نے اپنی بہنون سے کہا کہ اسکو یہان رہنے دو ہمکو ہنسا
کہ خوش طبع آدمی ہے تمام راہ اپنی خوش گوئی سے مجھے ہنساتا آیا ہے مزدور نے امینہ کی سعی سے
بہت خوش ہو کر باادب تینون بہنون سے عرض کیا مین ایسا آدمی نہین کہ تمہارے احسان
بھول کر کچھ خلاف تمہاری مرضی کے کرون یہ کہکر وہی درہم جو مزدوری مین پایا تھا انکے حوالے
کیا زبیدہ نے ہنسکر درہم پھیر دیا اور فرمایا ایک شرط سے تو ہمارے ساتھ رہ سکتا کہ ہم جو امر
تیرے روبرو کرین اوسکو نہ پوچھنا پھر امینہ نے طرح طرح کے کھانے اور شیشے گلاس شراب کے لا کر
قرینے سے دسترخوان پر چن دیے وہ بہنیان گرد دسترخوان کے بیٹھین اور حمال کو بھی اشارہ کیا
مزد ور ادب سے ایک طرف بیٹھ گیا اور مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا کچھ اونھون نے تھوڑا سا
کھایا تھا کہ امینہ نے ایک گلاس شراب کا موافق دستور عرب کے پہلے آپ پیا پھر اپنی بہنون کو
پلایا چوتھا گلاس مزدور کو دیا اوسنے اوسکے ہاتھ چوم کر ایک گیت ایسا گایا کہ اوسکو سنکر وہ سب
بہت خوش ہوئین اور نشے مین باری باری سے گیت گانے اس مین رات ہو گئی تب
اپنی بہنون سے کہا اب مزدور سے کہو اپنے گھر جائے مزدور نے بہزار لجاجت عرض کیا
افسوس ایسے وقت مین مجکو گھر سے نکالتی ہو بہین کسی کونے مین پڑ رہنے دو امینہ نے پھر سعی
کر کے کہا سچ کہتا ہے اندھیرے مین کہان ٹھوکرین کھائیگا مناسب ہے کہ اسکو رہنے دو زبیدہ
نے کہا تو ایک شرط سے یہان رہ سکتا ہے کہ ہم کچھ تیرے سامنے اچھا برا کرین پوچھیو نہین مزدور نے
منظور کیا پھر زبیدہ نے کہا یہ امر کچھ نیا نہین دیکھ کیا لکھا ہے دروازے کے اندر مزدور نے

... اوس امر مین بس مین اوسکو دخل نہین
سُنے گا وہ کلام ایسے کہ رنجیدہ ہوگا غرض زبیدہ نے کہا مین کبھی کسی امر مین نہ بولونگا پھر امینہ نے شمعین
وہان روشن کین جنسے تمام مکان منور او معطر ہوگیا پھر وہ بی بی انہی مہمانون اور فردوس ... دسترخوان
پر بیٹھی اور سب نے کچھ کھایا پیا اور اشعار پڑھنا شروع کیے کہ اتنے مین کسی نے دروازہ کھلوانے کو آواز
دی صافی دروازہ کھولنے گئی آئی اور زبیدہ سے کہا بی بی دروازے پر تین قلندر ایک وضع اور صورت
کے ہین اور تینون داہنی آنکھ سے کانے ہین اونکو دیکھکر بہت ہنسو گی اور اسی وقت بغداد مین
وارد ہوئے چاہتے ہین کہ ایک رات کے واسطے کسی جگہ پڑ کر سو رہین بی بی اونکو آنے دو وہ ہمکو
تمام رات خوش کرینگے اور ہمکو کچھ تکلیف نہین دینگے زبیدہ نے کہا آنے دو ہمارے امور مین کچھ دخل
نہین اور دروازے کے نوشتے کو پڑھ لین صافی دوڑی گئی اور جلد اون تینون قلندرون کو اپنے
ساتھ لے آئی قلندرون نے آتے ہی زبیدہ اور امینہ کو جھک کر سلام کیا اونھون نے جواب دیکر
خیر و عافیت پوچھی اور کھانے مین شریک کیا وہ قلندر قبل اسکے کہ دسترخوان پر بیٹھین فردوس کو دیکھکر
کہنے لگے کہ یہ شخص بظاہر عرب معلوم ہوتا ہے لیکن خلاف شرع شراب نوشی کرتا ہے فردوس ناخوش
ہوکر بولا کہ تم خود داڑھی مونچھ مونڈوا کر اور ون پر طعن کرتے ہو غرض بیبیون نے رفع تکرار کرکے قلندرون
کو کھانا کھلوایا اور صافی نے شراب پلوائی جب وہ مست ہوئے اونھون نے اشارہ کیا کہ اگر کوئی
ساز ہوتا تو ہم بجاتے صافی نے طبلہ اور طنبور وغیرہ لاکر دیے قلندر لگے بجانے تینون بیبیون نے
گانا شروع کیا قلندر کبھی آپس مین ہنستے اور کبھی واہ واہ کرتے اوسوقت گانے بجانے سے بڑا
ہنگامہ اوس مکان مین برپا ہوا ناگاہ دروازے سے دستک کی آواز آئی صافی ... گئی
نے شہریار سے کہا کہ جس شخص نے اونکے دروازے پر آکر دستک دی وہ خلیفہ ...
ہمیشہ سے معمول تھا کہ رات کو بھیس بدل کر شہر مین واسطے دریافت کرنے ...
پھرا کرتا چنانچہ اوس شب کو ساتھ اپنے وزیر اعظم جعفر اور مسرور داروغہ خواجہ سرا ...
پھرنے کو نکلا تھا وہ تینون سوداگرون کے بھیس مین اپنے تئین بنائے ہوئے یکایک اُس کوچے
کی طرف جہان وہ تینون بیبیان رہتی تھین ہوکر نکلے خلیفہ نے گانے بجانے کی آواز اور ہنسی
ٹھٹھون کا غل سنکر جعفر سے کہا اس گھر کا دروازہ کھلوا کہ مین اندر جاکر ... ... ...

ہارون وزیر نے عرض کیا آواز عورتون سے گانے کی آتی ہے شاید اونھون نے بعد کھانے کے کچھ شراب
پی ہے اوسکے نشے مین گا بجا رہی ہین حضور تعرض نہ فرمائین مبادا اونسے کچھ کلام بے ادبی کا
نشے مین سرزد ہو خلیفہ نے یہ بات قبول نکی وزیر نے دروازے پر دستک دی صافی نے دروازہ
کھولا وزیر صافی کی صورت دیکھکر متحیر ہوا اور باتین شایستہ ظاہر کیا کہ بی بی ہم تین سوداگر شہر
موصل کے ہین تین دن گذرے کہ اسباب قیمتی تجارت کا لیکر اس شہر مین وارد ہوے اور
ایک سرا مین فرودکش ہین آجکی رات ایک سوداگر نے اس شہر کے ہماری دعوت کی تھی چنانچہ ہم
شام سے اوسکے گھر گئے تھے اوسنے بڑے تکلف کا کھانا کھلا کے شراب پلائی جب ہم خوب نشہ
مین ہوے تب اوسنے جلسہ رقص و سرود مرتب کیا اس شغل مین رات بہت گذر گئی محفل مین آواز
ساز اور رقاصون سے شور و غل بڑا ہونے لگا ناگہان کوتوال کے لوگ کہ وہان موجود
ہوا اور دروازہ اوس گھر کا بزور کھلوایا اور اکثر لوگون کو اوس مجلس کے قید کر لیا ہم خوش نصیبی سے
بچ رہے دیوار پر چڑھ کر باہر کود پڑے اور چونکہ ہم اجنبی تھے اور اندازے سے زیادہ شراب پی گئے تھے

تصویر زبیدہ و امینہ و صافی اور تین قلندرون اور خلیفہ و جعفر وزیر و مسرور خواجہ سرای
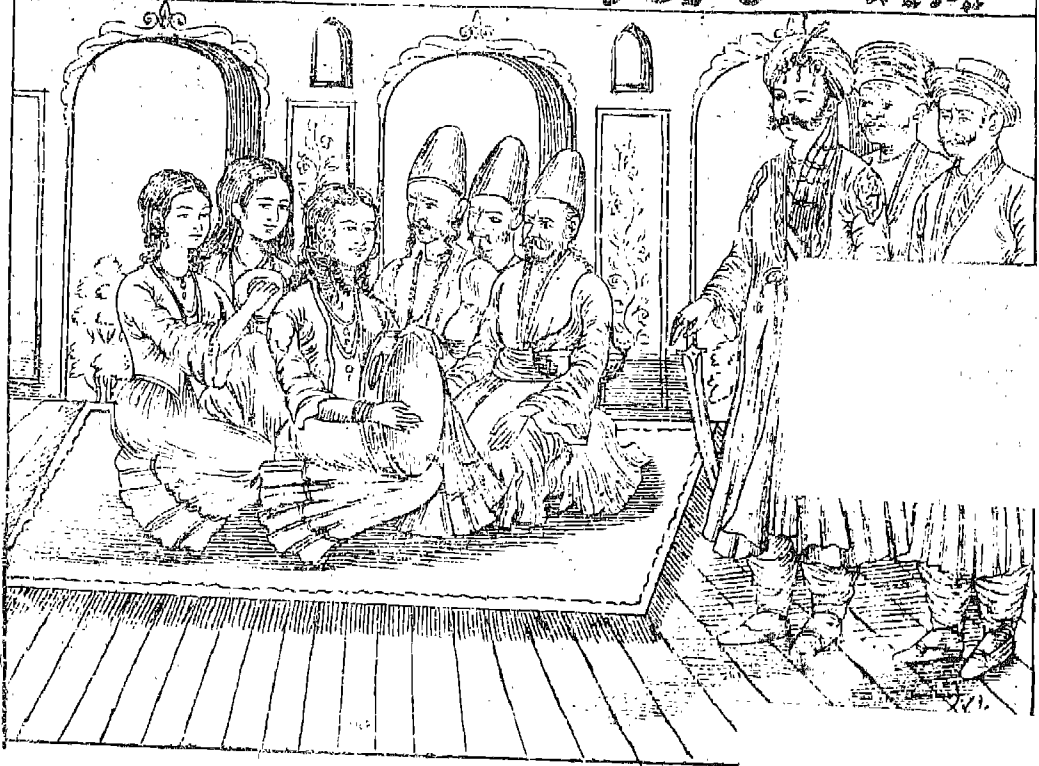
ڈرے کہ مبادا پھر کہین راہ مین گرفتار ہوجائین اور ہمسن سہرا تک جس مین اوترے ہین پہونچنے
نپائین اسواسطے بی بی یہان ہم آواز گانے بجانے کی سنکر آئے اب امیدوار ہین کہ کوئی جگہہ ہم کو
بتادو تو وہان پڑ رہین اور اگر قابل اپنی صحبت کے جانو تو اس تماشے مین بھی ہمین شریک کرو
اسواسطے کہ تم سب بہت خوب گاتی بجاتی ہو صافی نے بغور دیکھکر تجویز کیا کہ یہ سوداگر خواص
لوگون سے ہین پھر صافی نے یہ ساری سرگذشت اپنی بہنون سے جاکر کہی اونھون نے پہلے کچھ
تامل کیا پھر از راہ غریب نوازی اون تینون سوداگرون کو بھی بذریعہ صافی کے بلوا لیا خلیفہ وزیر جعفر
اور مسرور نے اندر آکر بڑے لحاظ وادب سے اون تینون بیبیون اور قلندرون سے صاحب سلامت
کی اونھون نے بھی اوسی طرح جواب دیا زبیدہ نے اونکی خیر وعافیت پوچھی اور کہا گستاخی معاف
اگر تم کسی امر کو دیکھنا تو اوس مین کچھ دخل نہ دینا ورنہ موجب تمھارے ملال کا ہوگا وزیر نے کہا
بی بی ہمین کیا ضرور ہے کہ ہم کسی امر مین تمھارے دخل دین اس عہد وپیمان کے بعد ہر ایک شخص
نے کھانا کھایا اور شراب پی خلیفہ اون بیبیون کے حسن وجمال اور عقل ودانش کو دیکھکر متعجب ہوا
خصوصاً قلندرون کو دیکھکے کہ تینون داہنی آنکھ سے کانے ہین ہر چند چاہتا تھا کہ اس امر عجیب کو
اون سے پوچھے مگر اوسکے ہمراہیون نے پوچھنے نہ دیا سوا اسکے مکان کی سجاوٹ اور زیبایش نے
خلیفہ کو دوچند متحیر کر رکھا تھا اتنے مین ایک قلندر نے اپنے ملک کی وضع پر رقص کرنا شروع کیا
بیبیون کو نہایت پسند آیا اور سب قلندرون سے زیادہ راضی اور خوش ہوئین خلیفہ کے گروہ نے
بھی بہت سی تحسین کی جب رقص قلندرون کا تمام ہوچکا زبیدہ اپنی جگہ سے اوٹھی اور امینہ کا
ہاتھ پکڑکے کہا بہن جب اہل محفل ہمارے تابع ہین اب کیون ہم اپنے معمول کو نکرین امینہ تو
سنتے ہی سمجھہ گئی اور جلد بوتلین گلاس شراب ظروف کھانے کے اور ساز گانے
صافی نے بھی کمرے کو صاف کیا اور ہر ایک چیز کو درست کرکے رکھا اور تینون
ایک طرف دوسرے دالان کے اور خلیفہ وغیرہ کو اونکے مقابل بٹھلایا اور فردوس سے کہا [illegible]
کام کرو فردوس اوٹھہ کھڑا ہوا اور دامن کمر سے لپیٹ کر کہا کیا ارشاد ہوتا ہے صافی نے کہا آستینین
اپنی اوپر چڑھالے پھر امینہ نے ایک چوکی درمیان دالان کے بچھائی اور فردوس کو اپنے ساتھ لیجا کر
ایک کوٹھری سے دو سیاہ کتیان نکال لائی ہر ایک کے گلے مین پٹے زنجیر سے بندھے ہوے فردوس

کھینچ کے اون دونون کو دالان کے بیچ مین [illegible]یا زبیدہ اوٹھکر فرّدور سے نزدیک گئی اور ایک
ٹھنڈی سانس بھر کر آستینین اوپر کو چڑھائین اور چابک کو صافی کے ہاتھ سے لے کر فرّدور کو کہا
ایک کُتیا امینہ کو دے اور دوسری میرے پاس لا فرّدور موافق اوسکے فرمانے کے بجا لایا کُتیا
لاتے ہی چلانے اور زبیدہ کی طرف دیکھنے اور اوسکے قدمون پر اپنے منھ کو رکھ کر ملنے لگی زبیدہ
نے بیدردی سے چابک مارنا شروع کیا یہان تک کہ مارتے مارتے اوسکا دم چڑھ گیا پھر اوسنے
زنجیر فرّدور کے ہاتھ سے لے کر اوسکے اگلے پنجے پکڑ کے کھڑا کیا اور بنظر تاسّف ایک دوسرے کو
دیکھکر رو دی پھر رومال سے آنسو اوس کُتیا کے پونچھکر اوسے پیار کیا اور منھ اوسکا چوما اور فرّدور سے
کہا اسکو لے جا اور دوسری کو لا فرّدور نے اوس کو حجرے مین لے جا کر باندھا اور دوسری امینہ سے
لیکر زبیدہ کے پاس لایا زبیدہ نے پھر چابک لیکر اوسکو بھی اوسی طرح سے مارا پھر اوسکے آنسوؤنکو پونچھکر
اوسکے منھ پر بوسہ دیا اور حوالے فرّدور کے کیا فرّدور اوسکو بھی حجرے مین لے جا کر باندھ آیا وہ تینون
قلندر اور خلیفہ اور اوسکے ساتھی اس حال کو دیکھ کر نہایت متحیر ہوے اور اپنے دلون مین کہنے
لگے زبیدہ کیون سنگدلی سے اون کتیون کو مار کر شریک ہوکے روئی اور یہ جانور ناپاک ہے اُنکے آنسو
پونچھے اور اونکے منھ کو چوما آہستہ آہستہ وہ سب آپس مین اسکا چرچا کرتے تھے خصوصًا خلیفہ اِس
حال کے دریافت کرنے کو نہایت مشتاق اور بیقرار تھا وزیر سے اشارہ کیا وزیر طرح دیکر اور طرف
دیکھنے لگا بادشاہ نے پھر اشارے سے پوچھا اوسنے اشارے سے عرض کیا کہ یہ وقت پوچھنے کا
نہین پھر زبیدہ دالان مین تھوڑی دیر تک بیٹھی صافی نے کہا اے میری پیاری بہن تم اپنی جگہ پر
آبیٹھو تو ہم اپنا شغل کرین زبیدہ نے کہا اچھا پھر وہ اس وضع سے بیٹھی کہ خلیفہ اور اوسکے ہمراہی
داہنے ہاتھ اور تینون قلندر اور فرّدور بائین طرف بیٹھے پھر صافی اوس چوکی پر جو بیچ دالان کے
بیٹھی اور امینہ سے کہا بہن اوٹھو تم ہمارا مطلب خوب جانتی ہو امینہ اوٹھکر ایک
حجرے مین گئی اور وہان سے ایک خانہ اوٹھا لائی کہ جو زردوزی اطلس سے منڈھا ہوا اور
غلاف اوسکا سبز کارچوبی تھا اوسنے اوسے کھول کر ایک ستار نکالی اور اپنی بہن کو دی صافی
نے فراقیہ گانا شروع کیا جسکو خلیفہ اور سب اہل محفل سنکر وجد کرنے لگے پھر اوسنے بانسلی امینہ
کو دے کر کہا بہن میری آواز تھک گئی ہے اب تم اسے لے کر بجاؤ اور مجلس کو اپنے گانے سے خوش

کہ وہ خود شوق کی حالت مین آکر راگ کو تمام نکر سکی زبیدہ نے اوسکے گانے بجانیکی بہت تعریف
کی اور کہا اب تمھاری حالت متغیر معلوم ہوتی ہے امینہ کی بیخودی سے ایسی حالت ہوگئی کہ قریب
تھا کہ زمین پر غش کھا کر گر پڑے اور اوسنے اوسی حالت مین اپنا پیراہن اوتار کر پھینک دیا تو
اوسکے سینے داغون سے سیاہ سب کو نظر پڑے سب متعجب ہوے کہ ایسی معشوقۂ نازنین کو
کس سنگدل نے مارا ہے جب امینہ غش مین قریب گر پڑنے کے ہوئی زبیدہ اور صافی نے
دوڑکر تھامنا تب ایک قلندر نے کہا اگر ہم میدان مین رات کو بسر کرتے بہتر تھا اس سے کہ یہ
حال دیکھتے ہین اور سبب پوچھ نہین سکتے خلیفہ نے پاس آکر پوچھا کہ تم اس بی بی اور ان کنیزون
کے حال سے آگاہ ہو قلندر بولا ہم مطلق آگاہ ہی نہین اور کبھی اس گھر مین نہین آئے خلیفہ
کا تعجب اور بھی زیادہ ہوا اور مزدور کو اشارتًا بلا کر پوچھا تو کچھ جانتا ہے مزدور نے کہا واللہ
مجکو کچھ نہین خبر ہے مین آپکے سوا کبھی اس گھر مین نہین آیا جب معلوم ہوا کہ مزدور بھی بیگانہ ہے

تصویر صافی و امینہ کی بانسلی بجاتے ہوئے اور خلیفہ و قلندرون کا وجد مین آنا
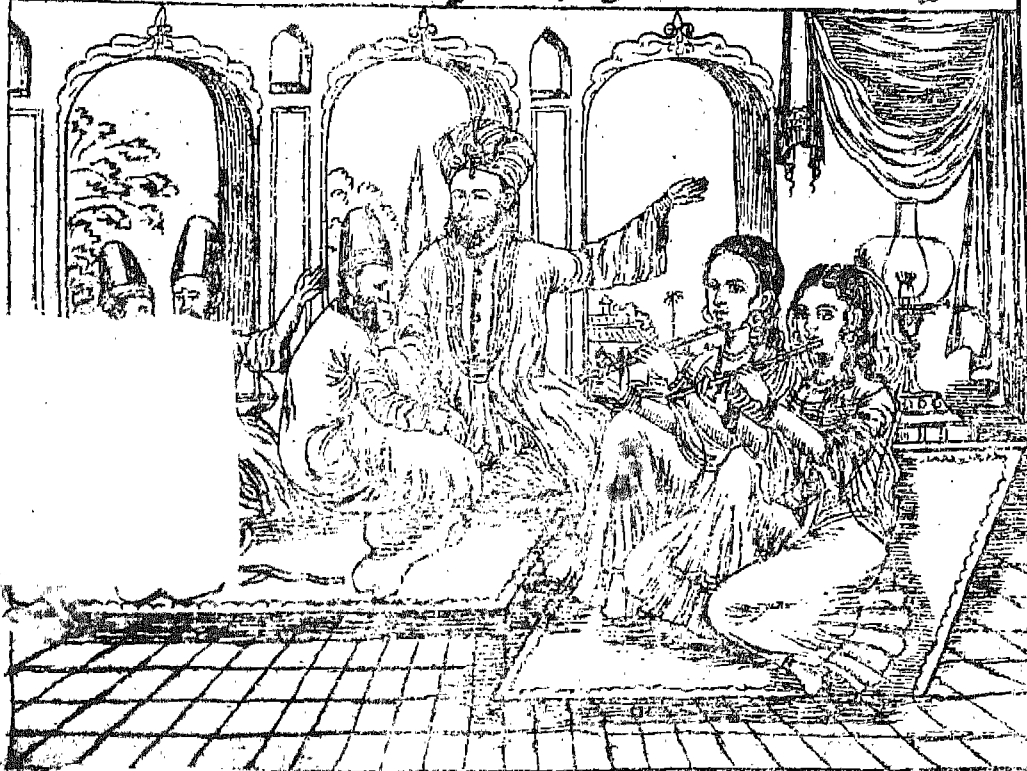
... ہین اور یہ ہین اہلین سب باصرار اس راز کو پوچھین اگر اونھون نے سچ سچ بتا یا تو بہتر ورنہ بزور استفسار کرین وزیر جعفر نے اس مصلحت کو سنکر خلیفہ سے عرض کیا حضور آپ عہد شکنی کو کام نہ فرمایئن جعفر نے یہان تک خلیفہ سے کہا کہ رات تھوڑی ہے حضور اس وقت صبر فرمایئن فجر کو مین ان تینون بیبیون کو آپکی حضور مین حاضر کرونگا اوسوقت جو کچھ آپکو پوچھنا ہو پوچھ لیجیے گا خلیفہ نے اوسے نمانا اور قلندرون سے کہا کہ تم جاکر اونسے استفسار کرو اونھون نے انکار کیا پھر سب نے فزدور کو آمادہ کیا وہ راضی ہوا زبیدہ نے اوس جماعت کو بات چیت کرتے سنکر پوچھا کہ تم سب آپس مین کیا گفتگو کر رہے ہو فزدور نے عرض کیا کہ بی بی یہ سب بھلے آدمی چاہتے ہین کہ مہربانی سے آپ اونکو اس امر سے آگاہ کرین کہ اس بیرحمی سے کتیون کو مار کر کیون روتی ہین اور شانون پر اوس بی بی کے جسے غش آگیا تھا سیاہ داغ کیسے ہین زبیدہ یہ بات سنکر نہایت افروختہ ہوئی خلیفہ وغیرہ سے پوچھا کیا یہ بات سچ ہے سب نے کہا ہان ہمین سب نے اس شخص سے کہا تھا کہ تو سب کی طرف سے پوچھ سوا وزیر جعفر کے کہ وہ چپ ہے زبیدہ نے برہم ہوکر کہا کیون جی تم سب نے اپنے قول کو خوب نباہا ہمنے تم سب کو اپنے گھر مین جگہ دی اور سب طرح سے تمھاری خاطر داری اور دلجوئی کی تمھارا استقبال کر کے ماحضر جو ہمین میسّر تھا تمسے دریغ نکیا مگر افسوس تمنے عہد شکنی کی اب تمھاری بزرگی ہماری نظرون مین کچھ نرہی اور نہ اب تمھین کوئی جگہ عذر کی ہے یہ کہکر زبیدہ نے اپنے پانون کو زمین پر مارا اور تین دفعہ دستک دیکر کہا جلد آؤ بمجرد اس کہنے کے ایک دروازہ کھل گیا اور اوس مین سے سات غلام حبشی نہایت زورآور ننگی تلوارین ہاتھ مین لیے ہوئے نکلے اور ہر ایک نے ہر ایک کو او[illegible] [illegible]ہ سے زمین پر پچھاڑ کر چاہا کہ سر اونکے کاٹ ڈالین خلیفہ کو ازحد بیقراری اور وزیر کا [illegible] [illegible]نے سے سخت پشیمانی ہوئی ہوگی غرض قبل اسکے کہ وہ حبشی اون سبکو قتل [illegible]ر اوسکی بہنون کے حضور مین عرض کیا اے بکرم بیبیو تم حکم دیتی ہو کہ ہم ان [illegible]یدہ نے کہا ذرا ٹھہر جاؤ ہم پہلے ان سب کے حال کو پوچھ لین پھر ہر ایک سے [illegible] چھنا شروع کیا پہلے سبکے خوف زدہ فزدور نے کہا للہ مجھے نہ مارو مین محض بے گناہ ہون افسوس مین کس چین و آرام مین تھا ان کانے قلندرون کے سبب سے مین اس مصیبت مین [illegible] انکے قدم [illegible] کی شامت [illegible] سے بہت شہر ویران اور لوگ برباد ہوئے ہون گے

میرے حال پر رحم کیجیے جس غریب کو عنایت سے سرفراز فرمایا ہو اوسکی گردن مارنا انصاف اور خداوندی
سے بہت بعید ہے زبیدہ فردوز کی زار نالی سنکر باوجود غصے کے ہنس پڑی اور سب سے کہا ہر ایک
شخص تم مین سے اپنا حال جو سچ سچ ہو بیان کرے کہ کون کہان کا رہنے والا اور کیا فضل و کمال
رکھتا اور یہان آنیکا اوسکے کیا سبب ہو اگر ذرا جھوٹ بولے گا تو بیشک اوسکی گردن ماری جائیگی

تصویر سات حبشیون کی ننگی تلوار ہاتھ مین لے کر نکلنے کی
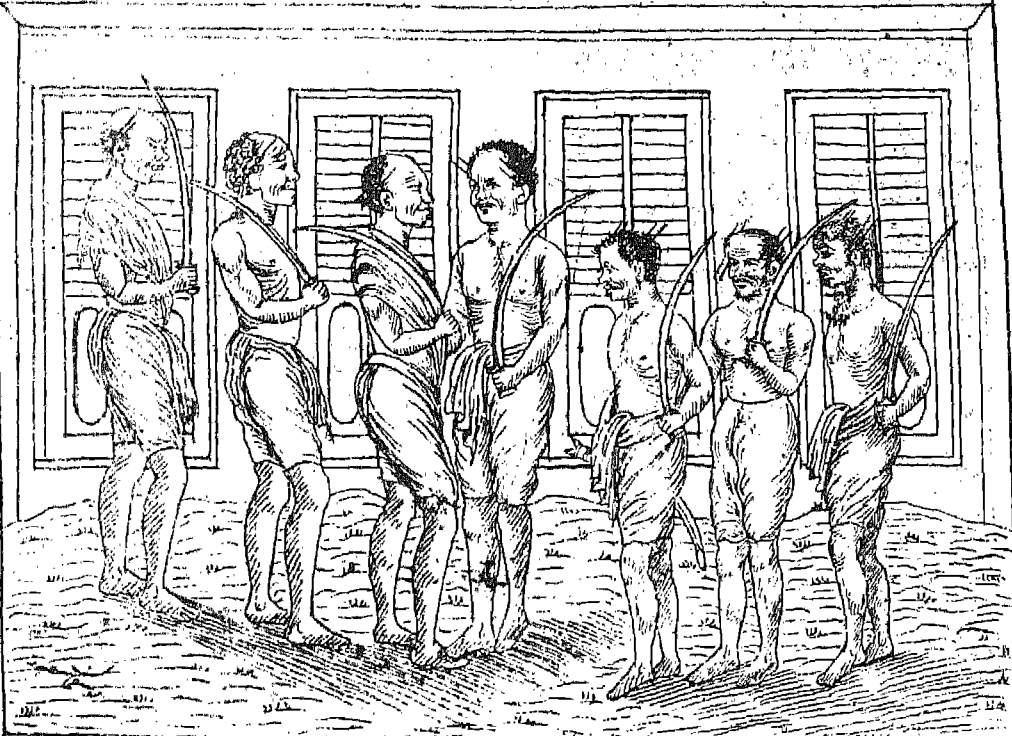
خلیفہ نہایت بیقرار ہوا کہ اس عورت غضبناک کے ہاتھ سے بچنا بہت دشوار ہے اسی تشویش مین سوچا
کہ اگر میرے رتبے سے مطلع ہووے تو یقینی وہ مجھے چھوڑ دیگی پھر اوسنے وزیر سے ا… کہا
مگر وزیر دانا نے چاہا کہ اپنے آقا کی بزرگی کو ہاتھ سے نہ دے کچھ تقریر کرے اتنے مین ز…
قلندرون سے پوچھا کیا تم تینون آپس مین بھائی ہو اون مین سے ایک نے کہا نہین ملے ہو…
ہین اور ایک ہی وضع سے اپنی زندگانی بسر کرتے ہین پھر اوسنے پوچھا کیا تم مان کے پیٹ سے کانے
پیدا ہوئے تھے ایک نے کہا نہین بسبب ایک حادثے عجیب کے ہماری آنکھین ضائع ہوئین کہ وہ
قابل لکھنے کے ہے اور اوس سے ہر شخص عبرت کرے بعد اس مصیبت کے ہم اپنی داڑھی مونچھین

کہوں منہ والے کے قلندرون سے کہ زبیدہ نے [illegible] قلندر سے استفسار کیا اوسنے بھی یہی جواب دیا اور
اسی طرح سے تیسرے نے بلکہ اوسنے کچھ حال اپنا زیادہ بیان کیا کہ بی بی ہم تینون بادشاہزادے ہین
آج ہی شام کو ہمین ایکدوسرے کی ملاقات حاصل ہوئی ورنہ ہم آپس مین اجنبی ہین اور وہ سلاطین
جنکے ہم تینون فرزند ہین نہایت بڑے نامی بادشاہ اس دنیا کے ہین اور ہر ایک ہم مین سے اپنی اپنی
سرگذشت مفصل بیان کریگا زبیدہ کا غصہ یہ سنکر کچھ ٹھنڈا ہوا اور اون حبشی غلامون سے کہا کہ انکے
ہاتھ پیر چھوڑ دو تاکہ وہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھکر اپنا حال بیان کرین جو اپنا حال بیان کر چکے اوسکو چھوڑ دو وہ
جلد گھر کو چلا جاے اور جو اپنا حال نہ کہے اوسکی گردن مار دو پھر وہ تینون قلندر اور
خلیفہ وزیر جعفر مسرور خواجہ سرا اور مزدور دالان کے اندر قالین پر بیٹھے اور ہر ایک کے سر پر ایک
ایک حبشی ننگی تلوار لیکر کھڑا ہوا پہلے سب کے مزدور نے عرض کیا

## قصہ مزدور کا کہ اوسنے مختصر بیان کیا

اے بی بی میرے آنے کا سبب تمہارے گھر مین یہ ہوا کہ آج صبح کے وقت مین بازار مین اپنا ٹوکرا
لیے ہوے اس امید پر کھڑا تھا کہ کوئی مزدوری کے لیے بلاے اتنے مین تمہاری بہن نے مجکو بلایا
اور اپنے ساتھ لیے ہوے کلوار کی دکان پر گئی اور وہان سے سبزی فروش اور ترنج فروش کی
دکان پر گئی اور ہر ایک چیز خرید کر ٹوکرے مین بھری اور [illegible] اس گھر مین لے آئی اور تمنے براہ
غریب نوازی مجکو اپنا مہمان رہنے دیا اس احسان کو تمہارے مین کبھی فراموش نکرونگا میرا
حال یہی ہے جسکو مین نے عرض کیا زبیدہ نے اوسکا حال سنکر کہا اپنے گھر چلا جا اب کبھی نہ آیو مزدور
نے عرض کیا کہ اے شاہزادی [illegible] ان لوگون کا بھی قصہ سنون جیسا کہ انھون نے میرا حال
سنا ہے [illegible] ایک گوشے مین دالان کے کھڑا ہو رہا پھر زبیدہ نے ان
[illegible] کہا اب تم اپنا حال بیان کرو چنانچہ پہلے ایک نے اپنا حال اس طرح کہنا شروع کیا

## قصہ پہلے قلندر کا

اے بی بی مین بیٹا ایک بڑے بادشاہ جلیل القدر کا تھا اور اوسکا ایک بھائی بھی تھا مثل اوسکے بادشاہ
عظیم الشان قرب و جوار مین اوسکی ولایت کے تھا اور اوسکے دو فرزند تھے ایک شاہزادہ جسمین
تھا اور دوسری شہزادی مین باپ سے اجازت لیکر سال مین ایکبار واسطے ملاقات چچا کے جاتا

[illegible] ایک روز مین سے اوسے نہایت خوش پایا اور
اوسنے بہ نسبت آگے کے مجھسے زیادہ محبت کی اور سامان میری دعوت کا کیا اور عجیب و غریب تماشے
دکھلائے پھر مین نے اور اوسنے خاصہ کھایا بعد اسکے اوسنے مجھسے کہا مین نے کیا خوب تمہارے
جانیکے بعد ایک مکان بنوایا ہے چنانچہ اب وہ محل بالکل تیار ہو چکا اب میرا ارادہ اوس مین
شب خوابی کا ہے تم اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوگے مگر پہلے قسم کھاؤ کہ اس راز کو کسی سے ظاہر نکرو
مین نے تامل قسم کھائی بعد اسکے اوسنے مجھسے کہا ذرا تم ٹھہرو مین ابھی آتا ہون پھر وہ تھوڑی
دیر کے بعد ایک بی بی نہایت حسین اپنے ساتھ لے کر آیا نہ تو اوسنے مجھکو بتایا اور نہ مین نے بی بی
کا حال پوچھنا مناسب جانا پھر ہم دونون بھائی اور وہ بی بی بیٹھکر دیر تک ادھر ادھر کی باتین
کرتے اور شراب پیتے رہے یہان تک کہ شہزادے نے کہا اب زیادہ توقف یہان نہ کیا چاہیے
یہ کہہ کے اوٹھا اور مجھسے ایک راہ کا نام بتا کر کہا تم اس بی بی کو اپنے ساتھ لیکر فلان قبرستان
مین جاؤ اور جہان کہین نئی قبر گنبد کی طرح بنی ہوئی دیکھنا تو جاننا کہ وہی دروازہ اوس مکان کا
ہے جسکا ذکر ابھی مین نے تمسے کیا تھا تم دونون اندر اوس مکان کے جا کر میرے آنیکے منتظر رہنا
مین بھی جلد آؤنگا لیکن بھائی تمہیں اس بھید کو کسی سے ظاہر نکرنا مین اوس بی بی کو ہمراہ لے کر
اوسی پتے پر روانہ ہوا اور چاندنی مین بآرام وہان پہونچا دیکھا کہ وہ شہزادہ بھی لوٹا پانی کا بھرا ہوا
اور چونے کی ٹوکری لیے وہان آگے سے پہونچا ہے اور پھاوڑے سے مٹی قبر کی نکالی اور پتھرون کو
اوٹھا کر کنارے لگایا جب سب پتھر نکال چکا ایک سوراخ زمین مین کیا وہان ایک [illegible]
نظر پڑا اوسنے اوسے کھولا اوس مین ایک زینہ چوبی لگا ہوا تھا اوسوقت میرے
اوس بی بی سے کہا کہ یہی راہ اوس مکان کے جانیکی ہے جسکا مین نے تمسے
زینے کی راہ سے نیچے اوتر گئی اور شہزادہ بھی پیچھے اوسکے چلا گیا اور مجھسے کہا میرے
ہوا اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون خدا حافظ ہر چند مین نے پوچھا کہ تم کہان
اموور کیا ہین اوسنے کچھ نہ بتایا مگر اسقدر کہا کہ دروازے پر مٹی ڈال کر برابر کر دینا اور جس راہ سے
تم آئے تھے اوسی راہ سے چلے جاؤ مین مجبور ہو کر رخصت ہوا اور اوس کام کو انجام دے کر اپنے

استعجاباً تصور کیا کہ خواب مین دیکھا تھا پھر مین نے ایک خدمتگار کو کہا جلد جا کر خبر لا کہ میرا بھائی شہزادہ
بیدار ہوا یا ابھی آرام مین ہی اوسنے پھر آکر کہا کہ رات کو وہ اپنے مکان مین نتھے اور کوئی مطلع نہین
کہ وہ کہان گئے سب اونکے نوکر چاکر اور محل کے لوگ رات سے حیران پریشان ہین تب مین نے
قیاس کیا کہ وہ مقرر اوسی تہ خانے مین ہوگا مجکو کمال رنج گذرا پھر چھپ کر اوسی گورستان مین گیا
اور تمام دن اوس مکان کی تلاش مین گذر گیا مگر کچھ نشان نپایا اسی طرح چار روز تک اوسکی تلاش
مین سرگردان رہا لیکن کہین ٹھکانا نپایا اور سکا نہ لگا اسے بیچ میرا عمو اون دنون شکار کھیلنے کئی
دن سے باہر گیا ہوا تھا اور مین اوسکے انتظار مین نہایت ملول ہوا آخر مین وزیر سے یہ کہکر رخصت
ہوا کہ مین اپنے معمول سے ابکی بار بہت رہا میرا باپ نہایت متردد ہوگا جب چچا جان شکار سے لوٹ
آئین میری طرف سے بعد آداب وتسلیمات عذر جانے کا بے رخصت کے کرنا مگر مین نے وزیر کو بوجہ
گم ہونے شہزادے کے کمال غمگین پایا اور مین بسبب قسم دینے شہزادے کے اوس سے شہزادے
کا حال کہ نسکتا تھا بہر کیف مین وہان سے اپنے باپ کی دار السلطنۃ مین آیا وہان مین نے خلاف
معمول دیوانخانے کے بڑے دروازے پر بہت سپاہیون کا پہرا دیکھا اونھون نے دیکھتے ہی مجکو قید
کر لیا مین نے سبب پوچھا ایک افسر نے جواب دیا اے شہزادے یہ فوج وزیر اعظم سے موافق ہے
کہ اسنے بعد فوت ہونے تمھارے باپ کے اوس وزیر کو بادشاہ کیا ہے اب اوسی نے ہمین حکم
کیا کہ جہان کہین پاو شہزادے کو پکڑ لاو تمکو ڈھونڈھنے چار دن طرف فوج گئی ہے آج تم ہاتھ لگے
سالدار مجکو اوس ظالم کے پاس لے گیا اوسوقت کے غم کا حال کچھ نپوچھو اور وہ وزیر
میرا دشمن تھا اور اوسکی دشمنی کا سبب یہ تھا کہ مجکو اپنے لڑکپن مین کمال شوق
تھا ایک دن مین غلیل لیے اپنے محل کی چھت پر کھڑا تھا کہ ایک چڑیا اوڑتی
نے غلہ چلایا اتفاقاً وہ غلہ اوس وزیر کی آنکھ مین جو اپنی حویلی کے کوٹھے پر ٹہلتا
آنکھ پھوٹ گئی مین نے اوسکے پاس جا کر بہت کچھ معذرت کی مگر اوسکے دل سے
کینہ نہ نکلا اور چاہتا تھا کہ قابو پا کر اسکا انتقام مجسے لے اب کہ اوسنے مجکو بیکس و بے یار پایا دیکھتے
ہی دوڑا اور نہایت غصے سے اپنی اونگلی ڈال کر میری داہنی آنکھ نکال ڈالی بسبب میری

داہنی آنکھ جانے کا ہوا اور وس حاکم نے ایک پنجرے ... کے قید کرکے جلاد کو حکم کیا کہ اسکو
شہر سے دور لے جا کر قتل کر اور اسکا گوشت شکاری جانوروں کو کھلا جلاد بہت سے آدمی اپنے

تصویر شہزادے کی غلہ لگانے اور وزیر اعظم کی آنکھ پھوٹ جانے کی
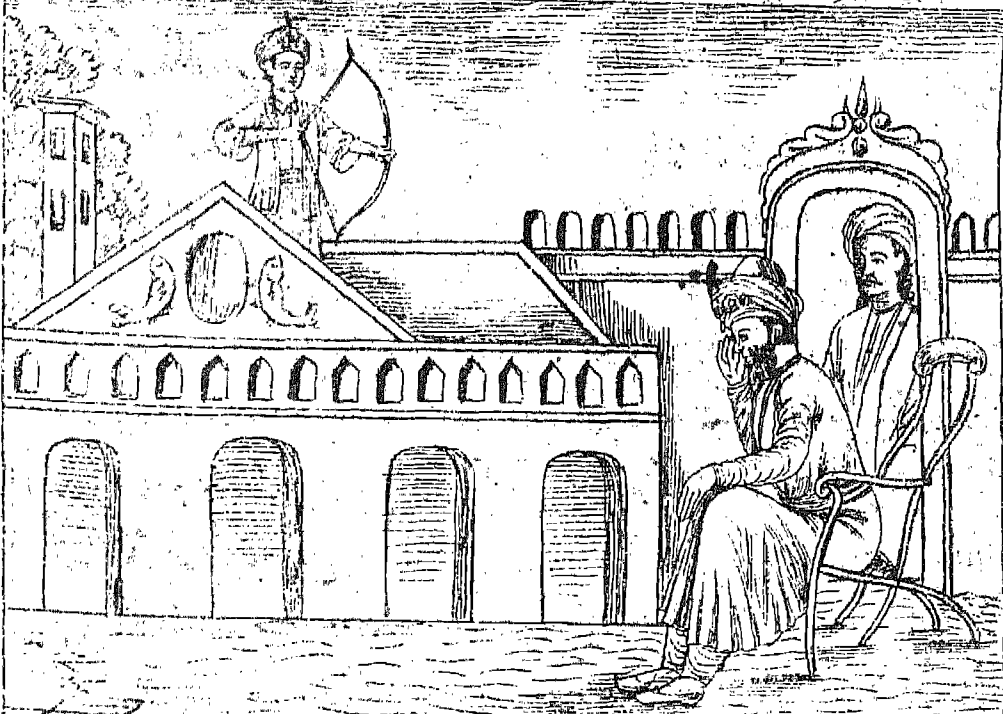
ہمراہ لے کر مجھے شہر کے باہر لے جا کر میرے قتل کا ارادہ کیا میں نے بہت منت و زاری کی یہانتک
کہ اوسکو رحم آیا مجکو چھوڑ دیا اور کہا اس ملک سے نکل جا اور خبردار پھر کبھی اس طرف نہ آنا میں نے
بہت شکر گزاری کی اور پوشیدہ راہوں سے تھوڑی تھوڑی راہ طے کرکے چچا کی ولایت میں پہونچا
اور اوسکے حضور میں سارا احوال ظاہر کیا چچا نے آہ کھینچ کر کہا افسوس زمانے نے میرے فرزند کے
کھو جانے پر اکتفا نہ کرکے مجکو بھائی کے مرنے کی خبر سنائی اور تجکو اس مصیبت میں
شہزادے کی بہت تلاش میں رہا مگر کہیں اوسکا نشان نہ پایا اکثر بیٹے کو یاد کرکے ر
اوسکی گریہ و زاری پر بہت جلا زیادہ تاب مجھے ضبط کی نرہی آخر میں نے وہ سب حال چچا سے
کیا اوسنے سنکر کہا بیٹے تو نے سچ کہا مجھے بھی معلوم ہے کہ اوسنے ایک مقبرہ بنوایا ہے شاید وہ وہیں
ہوگا پھر میں اور چچا دونوں بھیس بدل کر باغ کے دروازے سے نکل کر تھوڑی دور گئے

قبر بن گئی مین نے اوس جگہہ کو پہچان ... اندر اوس گنبد کے تو اوس آہنی دروازہ کو جسکے
ساتھ زینہ لگا ہوا تھا بند پایا بڑی مشکل سے ہمنے اوس دروازے کو کھولا اسواسطے کہ شہزادے نے
اوسکو اندر کی طرف سے چونہ لگا کر بند کیا تھا غرض جبکہ دروازہ کھلا تو پہلے چچا اوس مکان مین اوترے
اونکے بعد مین گیا دیکھا کہ اوس مکان کی ڈیوڑھی بدبو سے بھری ہے وہان سے شہ نشین مین گئے
کہ پیپا نون پر استادہ اور شمعون کی روشنی سے روشن تھا اور ایک حوض دکھلائی دیا کہ چاروں طرف
کھانے پینے کی چیزین با فراط رکھی تھین پھر سامنے اپنے ایک بلند شہ نشین اور دیکھی جسکے دروازون
مین پردے پڑے ہوے تھے چچا اوس زینے سے چڑھ گئے اور پردہ اوٹھا کر بیٹے اور اوس بی بی کو
ایک پلنگ پر باہم دیکھا مگر دونون خدا کے غضب کی آگ سے جلکر سیاہ ہو گئے تھے مین یہ حال
دیکھ کر نہایت ڈرا اور افسوس کیا مگر میرے چچا کو کچھ افسوس نہوا بلکہ اوسنے شہزادے جلے ہوے
کے منہ پر تھوک دیا اور غصہ ہو کر کہا دیکھ دنیا ہی مین تو نے کیسی سزا پائی اور عقبی مین اس سے زیادہ
پائیگا اس تھوکنے اور کہنے سے بھی اوسکی تسلی نہ ہوئی پھر اوسنے کئی جوتیان اوسکے منہ پر مارین
مجھکو کمال ملال اور تحیر ہوا کہ اوسنے موے ہوے بیٹے کے ساتھ ایسی حرکت کی مین نے جل بھنکر
کہا چچا جان کیا اس شہزادے سے ایسا بڑا گناہ ہوا کہ جسکے بدلے مین اوسکی لاش مستحق آپکے ایسے
عتاب کی ہوئی چچا نے کہا یہ سزا اور اس سے زیادہ سزا کا ہے اسواسطے کہ یہ لڑکپن سے اپنی ہمشیرہ کو
پیار کرتا تھا مین نے بوجہ کم سنی دونون کے کچھ خیال نکیا جب دونون بڑے ہوے محبت بھی بڑھتی
تب مین نے بہت احتیاط اور تاکید کی کہ دونون بھائی بہن ایک دوسرے کے سامنے نہووین
مگر وہ کمبخت لڑکی بھی بھائی سے محبت رکھتی تھی یہان تک کہ میرے بیٹے نے مقبرہ بنوانے کے
بہانے اس تہ خانہ مجھسے پوشیدہ اس لیے تعمیر کیا کہ وقت فرصت کے اوسکو اس تہ خانے مین
انچہ جب مین شکار کو گیا وہ اوسکو اس مکان مین لے آیا اور آگے سے اوسنے
ورری یہان لا کر ذخیرہ کیے تھے کہ ایک مدت دراز اوسکے ساتھ یہان رہے مگر
نے بہت جلد دونون کو سزا دی بادشاہ اس حال کو بیان کر کے بہت رویا اور مین بھی اوسکا
شریک ماتم ہوا پھر اوسنے مجھے گلے لگا کر کہا خدا تجکو سلامت رکھے اب تو ہی بجائے اوسکے میرا
فرزند اور وارث ہے بعد اسکے مین اور وہ شہزادے اور شہزادی کو یاد کر کے خوب روئے اور وہان

[illegible] وزیر جو میرے باپ کا ملک

چھین کے تخت پر بیٹھا تھا اب بارادہ تسخیر ملک چچا کے بڑی فوج لیکر آیا ہے میرا چچا تھوڑی فوج
رکھتا تھا مقابلہ اوسکا نکرسکا غنیم نے شہر مین اپنا عمل کر لیا اور فوج اوسکی مکانات بادشاہی مین چلی آئی
چچا تھوڑی دیر تک نہایت جوانمردی سے لڑا کیا آخر مارا گیا پھر ایک دو ساعت مین نے سامنا کیا
آخر شکست کھا کر مین بھی وہان سے بھاگا خوش قسمتی سے ایک سردار نے اوس وزیر کے میرے
حال پر رحم کھا کر مجکو اوس شہر سے صحیح و سالم باہر نکال دیا مین حفظ جان کی خاطر چار ابرو کا صفایا کر
قلندر بن گیا اور بڑی دقت سے پوشیدہ راستون مین ہو کر بہت شہرون مین سرگردان پھرا اب
خوش نصیبی سے قلمرو بادشاہ عالی جاہ سلطان السلاطین خلیفہ ہارون رشید مین پہونچکر مطمئن ہوا
اور ارادہ کیا کہ بغداد مین جا کر قدمون پر اوس بادشاہ کے جسکی سخاوت شہرہ آفاق ہے گرون وہ
مجپر مقرر رحم کریگا چنانچہ کئی مہینے مین اس شہر کے دروازے پر پہونچا تھا کہ شام ہو گئی چاہا کہ کسی جگہ
شب باش ہون چند قدم چلا تھا کہ یہ دوسرا قلندر جو میرے پاس بیٹھا ہے آیا اور مجھے صاحب سلامت
کی مین نے جواب سلام دیکر کہا تم بھی میری طرح اجنبی معلوم ہوتے ہو اسنے کہا سچ ہے ہنوز اس
قلندر نے اپنا کلام تمام نہین کیا کہ تیسرا قلندر ہم دونون کے پاس آیا اور سلام علیک کرکے
کہا مین بھی اجنبی ہون اسی دم بغداد مین آیا ہون پھر ہم تینون نے بسبب مشابہت وضع
اور طریق کے مانند بھائیون کے آپس مین ملکر ارادہ جدا ہونے کا نکیا ہم سب حیران تھے کہ شب کو
کہان رہین آخر خوش نصیبی سے تمہارے دروازے پر آ نکلے تمنے براہ غریب نوازی
دیا کہ اوسکا شکر ہم ادا نہین کر سکتے بی بی یہ میرا حال ہے زبیدہ نے کہا تیرا قصہ
کیا جدھر تیرا جی چاہے چلا جا اوس قلندر نے کہا مجکو اجازت ہو کہ یہان ٹھہر
اپنے ہمراہیون اور ان تینون شخصون کا سخن زبیدہ نے اجازت دی وہ آداب
بیٹھ گیا قصہ پہلے قلندر کا خلیفہ اور سب کو نہایت عجیب و غریب معلوم ہوا پھر
باری آئی اوس نے بھی پہلے قلندر کی طرح دست بستہ ادب سے کھڑے ہو کر اپنا حال [illegible]
کے حضور مین اس طرح بیان کرنا شروع کیا

بی بی لڑکپن سے میرے باپ نے سب دینی اور دنیاوی علم کا پڑھنا دور دور ملکون سے عالم فاضل
اور اوستاد ہر فن کے میری تعلیم کے لیے جمع کیے مین نے تھوڑے دنون مین کلام مجید حفظ کیا پھر
علم تفسیر اور حدیث وغیرہ کو اوستادون سے حاصل کیا پھر فن تاریخ اور لغز اور نظم و نثر رنگین مین
تکمیل بہم پہونچائی بعدہ علم حکمت علم ہیئات ہندسہ وحساب وغیرہ پڑھکے یکتاے روزگار ہوا پھر
آئین ریاست اور فن سپہ گری کے حاصل کیے اور خوشنویسی مین بھی مین عدیم المثل ہوا لیکن کاتب
تقدیر نے میرا خط قسمت ایسا بُرا لکھا تھا کہ کچھ کام نہ آیا اور اِس نوبت کو پہونچا یا شہرہ میرے کمال کا
والد کی تمام قلمرو مین اور دور دور ملکون مین پہونچا سلطان ہند کہ بڑا بادشاہ تھا مشتاق میرے
دیکھنے کا ہوا اور ایک ایلچی کو مع تحائف گران بہا والد کے پاس بھیجکر درخواست میری کی والد خوش
ہوے اور سمجھے کہ شہزادون کو سیاحت ملکون کی اور دیکھنا راہ و رسم درباروں سلاطین عالی مقدار
کا بھی ضرور ہے اور یہ امر موجب ازدیاد محبت ہمارے اور بادشاہ ہند کے ہوگا غرض باجازت
بزرگوار مین تھوڑے خادمون اور اسباب کے ساتھ ہمراہ ایلچی کے روانہ ہوا راہ مین پچاس قزاق مسلح

تصویر شہزادے کو قزاقون کے گھیر لینے کی

نے ہم سب کو گھیر لیا میرے پاس دس گھوڑے محمول ضروری اور تحائف کے تھے کہ اپنے
باپ کے نام سے واسطے سلطان ہند کے لیے چلا تھا اگرچہ ہمارے لوگوں نے مقابلہ اونکا کیا مگر
مغلوب ہوئے تب ہمنے اون ٹھگوں سے کہا کہ ہم وکیل بادشاہ ہند کے ہیں یہ اس غرض سے کہا کہ
شاید ہمسے متعرض نہوں قزاقوں نے بڑی گستاخی سے جواب دیا ہم سلطان ہند کو کیا چیز سمجھتے ہیں
نہ ہم اوسکے نوکر نہ تنخواہ دار اور نہ اوسکے ملک میں رہتے ہیں یہ کہکر اونھوں نے چاروں طرف سے
یکبارگی ہمپر حملہ کیا اگرچہ میں نے تا بمقدور حفاظت کی آخر زخمی ہوا اور ایلچی اور سب میرے نوکر
چاکر مارے گئے تب میں اپنے زخمی گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور قزاقوں سے دور نکل گیا گھوڑا
راہ میں خستگی تن سے گر کر مر گیا اوسوقت میں نے بڑا صبر کیا اور اپنے تئیں بدحواس نہونے دیا
لیکن اوسوقت کی میری تنہائی اور بیکسی پر بی بی آپ خیال فرمائیں ایک تو منزلوں کا تھکا ہوا اور
دوسرے مجروح تیسرے تنہا اور اجنبی آخر میں اپنا زخم باندھکر ایک سمت کو روانہ ہوا اور شام کو
نیچے ایک پہاڑ کے پہونچکر غار میں پڑ کر سو رہا صبح کو بھوک سے نہایت بیقرار تھا جنگلی میوے جو ملے
کھائے پھر وہاں سے آگے روانہ ہوا اور کئی منزلیں طے کیں آخر بعد ایک مہینے کے بہت بڑے
ایک شہر میں کہ خوب آباد تھا پہونچا کئی دریا گرد اوسکے جاری تھے اس سبب سے وہ ہمیشہ سرسبز
رہتا تھا اوسکی خوش آب وہوا دیکھکر میں بہت محظوظ ہوا اور سب مصیبتیں بھول گیا حال میرا
اوسوقت اے بی بی یہ تھا کپڑے پھٹے ننگے پاؤں رنگ مارے دھوپ کے سیاہ غرض شہر کے اندر
گیا تا دریافت کروں کہ میرا وطن اس جگہ سے کتنی دور ہے آخر ایک درزی کے پاس گیا اوس نے
میری وضع کو دیکھکر اپنے پاس بٹھا لیا اور پوچھا کہ تم کون اور کہاں سے آئے ہو میں نے سب حال
ابتدا سے انتہا تک ظاہر کیا درزی نے مجکو بہت ڈرایا اور کہا زنہار یہ حال کسی یہاں کے باشندے
سے نہ کہنا بادشاہ اس ملک کا تیرے باپ کا دشمن ہے اگر وہ تیرے آنے کا حال
سنیگا تو تیرے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئیگا میں درزی کا شکر بجا لایا اور کسی وہاں کے
اپنا حال اور نام اپنے باپ کا نہ بتایا پھر وہ درزی کچھ کھانا لایا اور اپنے گھر کے اندر ایک حجرہ
رہنے کو بتایا میں اوس میں رہنے لگا درزی نے بعد رفع ماندگی سفر کے مجھسے پوچھا کہ تمہیں کوئی
پیشہ ایسا آتا ہے جس سے تم قوت اپنا پیدا کرو میں نے کہا میں تمامی علوم و فنون میں یکتائے زمانہ

ہوں

ہیون درزی بولا کہ علوم و فنون سے تم [illegible] اس شہر میں پیدا نہ کر سکو گے یہان علم و فن کی کچھ قدر
نہیں اگر میرا کہنا مانو تو ایک جا گھیا ہو اگر سینو اور جنگل سے لکڑی جلانے کی لا کر اس شہر کے بازار میں
بیچا کرو اس صورت میں بخوبی اپنی گذران کرو گے چندے یون بسر کرو آئندہ شاید خدا کے
کرم سے کوئی اور شکل نکل آئے میں ایک کلہاڑی اور رسّی تمھیں منگوا دون گا بی بی میں نے
مصلحتاً اس امر ذلیل کو منظور کیا دوسرے دن درزی نے مجھکو کلہاڑی رسّی اور کھونٹا یا پیجامہ
مول لے دیا اور اون لکڑہارون غریبون کے سپرد کیا جنکی روزی صرف لکڑی بیچنے پر تھی اور اونسے
کہا اس شخص کو تم اپنے ساتھ جنگل میں لکڑی کاٹنے کے واسطے جایا کرو میں اون کے ساتھ
جنگل میں جاتا اور بڑا گٹھا لکڑیون کا جنگل سے کاٹ لاتا اور اوسکو بازار میں لے جا کر ایک ٹکڑے
سونے کو کہ چلن اوس شہر کا تھا بیچتا چونکہ لکڑی وہان بہت گران بکتی تھی اسواسطے تھوڑی مدت
میں میں نے بہت زر پیدا کیا اور منجملہ اوسکے درزی کو عوض خدمت کے دیا حتی کہ مجھے ایک برس
پورا وہان گذر گیا ایک دن میں کچھ اور آگے اوس جنگل سے بڑھ گیا وہ جگہ مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی
میں لکڑیان کاٹنے میں مشغول ہوا جب ایک درخت اوپر سے کاٹ کر جڑ اوسکی کاٹنے لگا ناگاہ جڑ
کے نیچے مجھے ایک کڑا آہنی جو آہنی دروازے میں لگا ہوا تھا نظر پڑا میں نے جلد وہان کی مٹی سرکا کر
اوس دروازے کو کھولا اوس جگہ ایک سیڑھی دکھائی دیا اوس زینے سے مع کلہاڑی رسّی
نیچے اوتر گیا وہان مجھکو ایک بڑا عالی شان محل نہایت شگفتہ اور روشن نظر پڑا پھر میں آگے گیا وہان
ایک لمبا برآمدہ جسکے پائے سنگ موسے کے اور پہلو پائے اوپر سے نیچے تک سونے کے تھے اوس میں
ایک بی بی نہایت حسین با تمکین نظر پڑی میں نے اوسکے حضور میں جا کر با ادب مجرا کیا بی بی نے
پوچھا [illegible] ہم میں نے کہا آدم زاد ہون بی بی نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا یہان تو کسطرح
ن سے زیادہ ہوئے ہین کہ اس جگہ رہتی ہون مگر سوا تیرے کسی آدم زاد کو یہان
[illegible] س بی بی کے حسن و جمال پر ایسا میں فریفتہ ہوا کہ مجھ میں طاقت گویائی کی نہ رہی
[illegible] میں نے عرض کیا کہ قبل دریافت ہونے حال کے صرف تمھارے دیکھنے ہی سے میں خوش ہوا
اور اپنے سب رنج بھول گیا چاہتا ہون کہ تمھیں اس حال سے مخلصی دون پھر میں نے اپنا حال
تمام و کمال ظاہر کیا اور کہا میں تمکو اس قید میں دیکھ نہیں سکتا بی بی نے سانس بھر کر کہا ای شہزادے

موچ کہتا ہے جیسے ہی اس جادو کی جلد میں رہتا جو میں جب آیا تب سنا ہو کا تو ابو میرا بادشاہ
جزیرہ ابونی کا ہے جہان آبنوس کی لکڑی پیدا ہوتی ہے میں اوسی بادشاہ کی بیٹی ہون میرے باپ
نے مجکو اپنے بھتیجے کے ساتھ کہ وہ بھی شہزادہ تھا کتخدا کیا اور بہت تکلف سے میری شادی کی قبل
اسکے کہ مین شوہر کے گھر جاؤن ایک جن مجھے وہان سے لیکر اوڑا مین اوسی ساعت بیہوش ہوگئی
جب ہوش مین آئی مین نے اپنے تئین اس مکان مین پایا تب سے یہین بمجبوری اوس جن کے
پاس رہتی ہون دسوین دن وہ جن یہان آکر صرف ایک رات میرے پاس رہتا ہے کہ اوس کی
اور بھی بی بی ہے جسکے خوف سے ہمیشہ یہان نہین رہ سکتا اور اس دس روز کے عرصے مین اگر
مجکو کبھی اوس جن کا بلانا منظور ہوتا ہے تو فقط طلسم کو کہ میری خوابگاہ کے پاس بنا ہوا ہے چھو لیتی
ہون فورًا وہ یہان حاضر ہوتا ہے چار روز ہوئے کہ وہ یہان سے گیا ہے چھ دن کے بعد پھر
آئے گا اگر تمکو میری صحبت مین رہنا منظور ہو تو پانچ دن تک یہان رہو مین تمہاری خاطرداری
کرونگی مین نے یہ بات کمال خوش ہوکر منظور کی وہ مجکو حمام مین لے گئی اور غسل کرکے جب مین حمام
سے باہر آیا تو ایک بہت اچھی پوشاک پرزر رکھی ہوئی پائی مین نے اوسکو پہنا پھر ہم دونون ایک
عالی شان دالان مین مسند پر کہ تکیے اوسکے غلاف کمخاب پرزر سے آراستہ تھے بیٹھے اوسنے میرے
آگے طرح طرح کے کھانے لذیذ رکھے اور میرے ساتھ بیٹھکے اونکو کھایا رات کو اپنی خوابگاہ مین مجھے
لے جاکر سلایا دوسرے دن بعد ضیافت وہ بی بی ایک بوتل شراب کی بہت نفیس لائی اور ایک
گلاس مجکو پلایا پیتے ہی مجھے نشا ہوا مین نے کہا اے پیاری شہزادی ایک مدت سے گویا زندہ گور
مین تمہارا مقام ہے اب تم میرے ساتھ چلو دنیا کی ہوا کھاؤ اور اس جھوٹی بود و باش
کہا اے شہزادے ایسی باتین واہی مکرو مجھے یہین رہنے دو نو دن تم یہان
اوس جن کے واسطے چھوڑ دو مین نے کہا تم جن سے ڈرتی ہو مین اوسکا طلسم تو
کر دونگا اوسکو آنے دو دیکھون تو وہ کیسا زور آور اور مہیب شکل ہے ایک با
بی بی کہ انجام کار سے خوب واقف تھی مجکو قسمین دے کر کہنے لگی خبردار اس طلسم
ہم تم دونون جان سے مارے جائینگے مین نے شراب کے نشے مین اوسکی بات مطلق نسنی اور
طلسم کو ایک لات مارکر توڑ ڈالا بمجرد اس عمل کے وہ محل کمال زور سے ہلنے لگا قریب تھا کہ گر کے

چور چور ہوجاوے اور ایک آواز ہولناک آئی ہر طرف تاریکی چھا گئی بجلی سے شعلے نکلنے لگے
یہ حال مہیب دیکھ کر نشا میرا جاتا رہا اوسوقت مین سوچا کہ تو نے بڑا غضب کیا پھر مین نے اوس بی بی
سے پوچھا کہ اب کیا چاہیے وہ میرے لیے بہت کڑھی اور افسوس کرکے کہنے لگی کہ تم اس آفت کو
اپنے سر پر آپ لائے اب یہان سے بھاگو اور اپنے تئین بچاؤ مین ایسا گھبرا کر بھاگا کہ کلھاڑی اور
رسی سیڑھی وہین چھوٹ گئی اور گرتا پڑتا سیڑھی تک پہونچا اور اوسی لحظہ وہ جن بھی غضبناک ہوکر وہان
پہونچا اور اوس بی بی سے قہر مین آکر پوچھا تو نے کیون مجھکو بلایا اوسنے ڈر کر کہا مین نے تھوڑی
سی شراب اپنے [illegible] بوتل کی جسکو تو دیکھتا ہے پی تھی نشے مین میرا پانون اس طلسم پر نادانستگی سے
پڑا اس سبب سے وہ ٹوٹ گیا اور اوس سے تجھے خبر ہوئی مین نے عمداً تجھکو نہین بلایا یہ سنکر جن نے
آگ بگولا ہوکر بی بی سے کہا تو بدکار اور مکار ہے اس کلھاڑی اور رسی کو یہان کون لایا بی بی نے
کہا مین نے نہین دیکھا شاید اس جلدی مین کہین سے تمھارے ساتھ لگی ہوئی چلی آئی ہو جن
نے بی بی کو خوب مارا جس سے وہ تڑپنے اور واویلا کرنے لگی آواز اوسکی گریہ وزاری کی مجھ سے سنی
نہین جاتی تھی آخر مین نے وہ کپڑے کہ بعد حمام کے پہنے تھے اوتارے اور اگلے کپڑے پہنکر اوس
سیڑھی سے اوپر چڑھ آیا اور اپنے تئین بہت لعنت ملامت کرنے لگا کہ افسوس تیری نادانی سے
یہ ظلم اس بی بی پر ہورہا ہے پھر مین نے اوس آہنی دروازے کو بند کرکے مٹی سے چھپا دیا اور بوجھا
لکڑیون کا سر پر رکھ کر شہر مین آیا مگر ایسا اندیشے مین کہ دیکھیے مجھکو کیا صدمہ پہونچتا ہے بدحواس
تھا پھر کہین جب مین مکان پر آیا درزی مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا تمھارے کل
تردد رہا کہ مبادا کہین حال شہزادگی کا تمھاری سنکر یہان کے حاکم نے
صحیح و سلامت پھر آئے مین نے اوسکی بہت شکر گزاری کی لیکن وہ حال کہ
سے مطلق نکہا اور اپنے حجرے مین جا کر ہزارون لعنت ملامت اپنی اس
ن اسی غم مین تھا کہ درزی نے مجھ سے آکر کہا کہ ایک بڈھا جسکو مین پہچانتا
ن تمھاری ہاتھ مین لیے ہوئے آیا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے ان دونون
چیزون کو راہ مین پایا ہے کوئی تمھارے ہمراہیون سے کہ جنکے ساتھ تم لکڑیان کاٹنے جایا کرتے ہو
معلوم ہوتا ہے چل سکے اپنی چیز کو پہچان کرے آؤ وہ بے تمھارے نہ دیگا یہ سنتے ہی مین سر سے

پاؤن تک کانپنے لگا اور ڈر کے سبب خوف کے [illegible] پوچھا ہنوز مین نے اوسکے جواب مین کچھ
نہین کہا تھا کہ ایکبارگی زمین میرے حجرے کی شق ہوگئی اور وہ بڈھا کلہاڑی اور رسی میری لیے
ہوے وہین ظاہر ہوا اور حقیقت مین وہ بڈھا وہی جن تھا پھر اوسنے کہا مین جن ہون نواسا
ابلیس کا جو بادشاہ سب جنات کا ہے اور اوس کلہاڑی اور رسی کو دکھلا کر کہا تیری ہے یا نہین
یہ کہکر وہ مجکو حجرے سے باہر کھینچ لایا اور دفعتہً آسمان کی طرف لے کر اس شدت سے اتنی بلندی
پر ایک لمحے مین اوڑا لے گیا جسکے چڑھنے مین مہینون گذر جاتے پھر اوسنے زمین پر اوتر کر ایک
ٹھوکر ماری وہ زمین پھٹ گئی وہ مجھے لیے ہوے اوس مین سما گیا ایک ساعت کے بعد مینے
اپنے تئین اوس جادو کے محل مین روبرو اوسی شہزادی جزیرہ ابونی کے پایا مگر افسوس کہ اسکو
برہنہ خون آلودہ زمین پر بسمل قریب مرنے کے زار زار روتے دیکھا پھر اوس جن نے مجکو شہزادی
کا حال دکھلا کر کہا اے بے حیا یہی تیرا عاشق ہے اوسنے کہا مین تو اسکو نہین جانتی جن نے
کہا سچ کہتی ہے شہزادی نے کہا تو چاہتا ہے کہ مین دروغ کہون پھر جن نے اپنی تلوار شہزادی

تصویر جن کی شہزادی جزیرہ ابونی کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کی اور ہیزم فروش کی غشی

کو دے کر کہا اگر تو نے اسکو کبھی نہیں ... ہے تو اس تلوار سے اسکا سر کاٹ ڈال شہزادی نے
کہا مجھ مین اتنی طاقت کہان ہے کہ تلوار کو اوٹھا سکون اور سوا اسکے کیونکر ایک بیگناہ کو قتل
کرون جن نے کہا تیرے انکار کرنے سے صاف گناہ اور لگاؤ ثابت ہوتا ہے پھر جن نے پھیر کے مجھے
کہا تو اسکو جانتا ہی اور اسکو آگے دیکھا ہے مین نے بھی انکار صاف کیا اوسنے کہا اگر تو سچ کہتا ہی
تو اس شمشیر سے اسکا سر کاٹ ڈال بی بی نے میری طرف دیکھ کر اشارے سے کہا مین قریب المرگ
ہون اپنی جان بچانے کے واسطے مجکو مار ڈال مجکو بڑا قلق ہوا پھر مین نے تلوار کو ہاتھ سے پھینک کر
جن سے کہا مین اوسکو جسے نہ جانون نہ پہچانون کیونکر قتل کرون خصوصاً ایسی بی بی کو کہ گھڑی
ساعت ہو رہی اب جو تیرا جی چاہے وہ میرے ساتھ کر مین تیرے قابو مین ہون مگر مجھسے یہ ہرگز
نہوگا جن نے کہا تم دونون باعث میرے تخفیف کے ہوے یہ کہکر اوس ظالم نے دونون ہاتھ اُس
شہزادی کے کاٹ ڈالے چنانچہ اوسی وقت وہ شہزادی جان بحق تسلیم ہوئی یہ حال دیکھ کر مجھے
غش آگیا پھر جب ہوش مین آیا تو مین نے اوس جن سے کہا اب جلد مجھے بھی قتل کر اوسنے کہا کہ
عالم جنات مین یہ دستور ہے کہ جب کسی عورت پر بدکاری کا شبہہ ہوتا ہے تو اوسے جان سے مار ڈالتے
ہین تجکو مین بسبب شبہہ کے کہ تو اجنبی ہے مار نہین سکتا تیری سزا یہی بہت ہی کہ تجکو کوئی جانور
بنا کر چھوڑ دون اب جس جانور کا قالب تو پسند کرے اوسی قالب مین تجکو مسخ کر ڈالون مین نے کہا
اے بڑے قوی جن جیسا کہ تو نے میری جان بخشی کی ہے اُمیدوار ہون کہ مجکو بصورت انسان
کے رہنے دے مجھے کسی جانور کے قالب مین مسخ نہ کر مین ہمیشہ تیرا شکر گزار رہونگا جیسا کہ ایک نیک
آدمی نے اپنے ہمسایے کا کہ اوسنے اوسکے ساتھ بہت بُرائی کی تھی قصور معاف کرکے اوسکے
ساتھ اچھا سلوک کیا تھا جن نے پوچھا کہ دونون ہمسایون مین کیا معاملہ گذرا تھا مین نے بیان کرنا شروع کیا

## قصہ حاسد اور محسود کا

...مین دو شخص رہتے تھے اور دروازہ ایک کے گھر کا دوسرے کے دروازے سے
...ل تھا ایک اون مین سے دوسرے پر حسد کیا کرتا محسود نے چاہا کہ اوس گھر کو چھوڑ کر دور جا رہے
تا یہ حسد دور ہو جائے باوجودیکہ محسود ہمیشہ حاسد سے سلوک ہوتا مگر وہ حسد سے باز نہ آتا یہانتک
کہ محسود وہ گھر اور اسباب بیچکر دوسرے شہر مین ایک مکان مول لیکر جا رہا اوس مکان مین ایک

فقیرون کو رکھکر ہمیشہ مجلسین اور عرس بزرگون کا کیا کرتا یہ خبر شہر مین مشہور ہوئی پہلے عوام اوسکی
صحبت سے فیضیاب ہوے پھر ہزارہا خلق دور دور سے آنے لگی اور اوس سے دعاے خیر
واسطے حصول مقصد کے چاہنے لگی حتی کہ خبر اوسکے کرامات کی اوس حاسد کو پہونچی حاسد نے
بڑا رنج کیا اور اوسکو اذیت دینے وہان پہونچا اور خانقاہ مین جاکر اوس سے ملاقات کی وہ اپنے
ہمسایے قدیم کو پہچانکر بتواضع پیش آیا حاسد نے براہ مکر محسود سے کہا مجھکو ایک بڑی مہم درپیش ہے
اوسکو خلوت مین آپ سے عرض کیا چاہتا ہون درویش باصفا اوسکے ساتھ تنہا گیا جب حاسد نے
اوسکو تنہا پایا تو جھوٹی باتین بنا کر اوس سے کہنا شروع کین اور باتون مین مشغول کرکے
اوس کنوئین کے پاس لیگیا اور پہونچتے ہی صدقی کرکے کنوئین مین ڈھکیل دیا اور وہان سے چپکے
بھاگ گیا اور دل مین نہایت خوش ہوکر کہا اب ہمیشہ کو میری خاطر جمع ہوئی وہ درویش بڑا

تصویر حاسد کے محسود کو کنوئین مین گرانیکی اور پریون کے جمع ہونیکی

خوش نصیب [illegible]
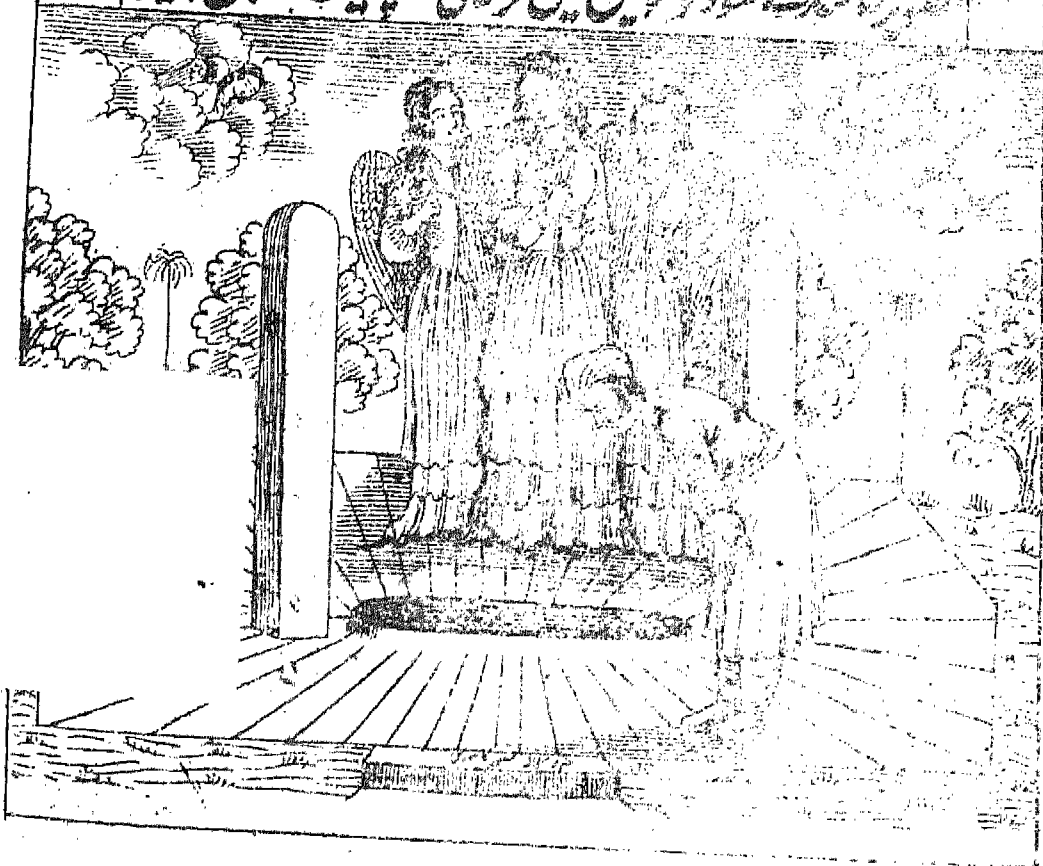
اندر بٹھا دیا درویش سوچا کہ اس کنوئین کے گرنے مین بھی کچھ مصلحت بہتر کے لیے ہوگی پھر اوسنے
چارون طرف نظر کی کوئی دکھائی نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد اوسنے ایک آواز سُنی کہ کوئی شخص دوسرے
سے کہتا ہے کہ تم اس بزرگ کو جانتے ہو دوسری آواز آئی کہ نہین پھر پہلے کہنے والے نے کہا یہ انسان
کمال صاحب مروت اور مخیر ہے اپنا شہر چھوڑکر یہان سکونت اختیار کی تھی تاہمسایہ کے شر و غمنا
سے نجات پائے اس شہر مین خدا نے اوسے بڑا رشد دیا حاسد نے زیادہ حسد کیا اور اس شہر مین آیا
اور فریب سے اسکو اس کنوئین مین ڈالدیا اگر ہم مدد نکرتے تو یہ بیشک ہلاک ہوتا کل بادشاہ اس شہر کا
اسکے پاس آکے اپنی بیٹی کے اچھے ہونیکی درخواست کریگا دوسرے نے پوچھا شہزادی کیا بیمار ہے
پہلے نے کہا شہزادی پر میمون جن بیٹا ڈیڈم کا عاشق ہے اس سبب سے وہ ہمیشہ بیمار رہا کرتی ہے
اور مجھے طریق اچھا کرنے کا معلوم ہے اور وہ عمل بہت آسان ہے اس درویش کے گھر مین ایک
سیاہ بلی ہے جسکی دُم کے سرے پر مقدار درم کے سفید داغ ہے اوس جگہ سے یہ درویش سات بال
اوکھیڑ کر اپنے پاس رکھے اور بروقت اون بالون کو آگ مین جلا کر اوسکی دھونی شہزادی کی ناک مین
دے فوراً وہ اچھی ہو جائیگی اور وہ جن پھر کبھی نہ آئیگا درویش نے اون سب باتون کو خوب یاد کرلیا
جب صبح ہوئی درویش کنوئین کے کھنڈرون مین پانون رکھتا ہوا آسانی تمام اوپر چڑھ آیا سب
فقیر کہ ڈھونڈتے پھرتے تھے اوسکو دیکھکر کمال خوش ہوے اوسنے سب سرگذشت بیان کی پھر
اپنے حجرے مین گیا تھوڑی دیر مین سیاہ بلی آئی درویش نے اوسکو پکڑکر سات بال سفید داغ سے
[illegible] علی الصباح بادشاہ شہر درویش کے گھر گئی سردار ونکے ساتھ
[illegible] اپنے حجرے مین لے گیا بادشاہ نے کہا اے شیخ از روی کشف کے
[illegible] ہوا ہوگا اگر تمہاری دُعا سے شہزادی اچھی ہو جائے تو گویا میری
[illegible] زادی کو یہان بُلوالین تو مین بفضلہ تعالیٰ اوسکو اچھا کرون بادشاہ نے
[illegible] ا صون نے اوسکا منھ اس طرح سے چھپایا تھا کہ نظر نامحرم کی نہ پڑے
درویش نے وہ سات سفید بال آگ پر رکھ کر اونکی دھونی شہزادی کو دی بمجرد اس عمل کے میمون
بن ڈیڈم چلایا اور بڑا شور و غل کرکے شاہزادی کو چھوڑدیا شہزادی بالکل اچھی ہوکر ہوش مین آئی

اور جب منھ اپنا چھپالیا اور پوچھنے لگی کہ اس جگہہ پر جب سے لایا سلطان نے نہایت خوش ہوکر
شہزادی کو گلے لگا لیا اور آنکھیں چومیں پھر درویش کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اپنے سرداروں سے
پوچھا کہ اس درویش سے کیا سلوک کروں سرداروں نے بالاتفاق کہا انسب تو یہ ہے کہ حضور شہزادی
کی شادی اس بزرگ کے ساتھ کردیں بادشاہ نے شادی اوسکی درویش کے ساتھ کردی بعد تھوڑے
عرصے کے وزیر اعظم وہاں کا مر گیا بادشاہ نے درویش کو وزیر اول اپنا مقرر کیا پھر بادشاہ بھی مر گیا
پس وہ درویش بجاے اُسکے بادشاہ ہوا ایکدن مع اپنے ارکان دولت کے سوار جاتا تھا ناگہان
اوسنے اپنے دشمن کو درمیان اژدحام کے دیکھا اپنے وزیر سے کان میں کہا کہ فلانے شخص کو [illegible]
میرے پاس لے آو وزیر نے فوراً اوسکو حاضر کیا بادشاہ نے کہا اے دوست میں تجکو دیکھکر نہایت خوش
ہوا پھر اوسنے ایکہزار اشرفی اور بیش قیمت پوشاک حاسد کو دیں اور ایک پہرا سپاہیوں کا اوسکے
ہمراہ کیا کہ بحفاظت تمام اوسکے گھر پہونچا دیں اے بی بی جب مین نے اس حکایت کو تمام کیا اپنی مخلصی
کے لیے کہا اور اوس جن سے بہت منت اور سماجت کی مگر اوس خبیث نے میرے حال پر ذرا بھی رحم
نکیا اور مجکو زور سے پکڑا اور اوس مکان گنبددار سے جو تہخانے کے اندر تھا لیکر اوپر کو بہت بلند اوڑا

تصویر جن کی شہزادے کو بندر بنانے کی

پھر چوٹی پر ایک پہاڑ کی اوترا اور وہاں سے ایک مٹھی خاک لیکر کچھ الفاظ اوسپر پڑھے جنکو مین مطلق نہ
سمجھا پھر اوسکو میرے اوپر ڈال کر کہا صورت انسان کی چھوڑ اور شکل بندر کی بن جا یہ سحر مجھپر کرکے
وہ بے ایمان غائب ہوگیا اور مین بندر بنگیا اور نہایت مضطر ہوا کہ مین کس جگہ ہون اور میرے باپ
کا ملک کس طرف اور کتنی دور ہے اور کہان جاؤن اور کیا کرون بہر کیف پہاڑ سے اوترکر ایک میدان مین
آیا اور ایک مہینے تک اوس مین سفر کیا آخر کنارے سمندر کے پہونچا اور ایک جہاز دیکھکر جانا کہ کسی
طرح اوسپر ہو پہونچون ایک شاخ کو درخت سے توڑکر گھسیٹتا ہوا کنارے پر لے گیا اور اوسکو دریا مین ڈالکر
اوسپر چڑھ بیٹھا اور دونون ہاتھ سے دو لکڑیان پکڑکر کھینے لگا جب جہاز کے نزدیک پہونچا اہل جہاز
مجکو اس ہیئت مین دیکھکر نہایت متعجب ہوئے مین جہاز کے رسّے پکڑکر اوپر چڑھ گیا چونکہ مجھمین قوت
گویائی کی نتھی اس سبب سے اپنا حال کسی سے کہ نسکتا تھا اور کمال یاس سے ہر ایک کی طرف دیکھتا
تھا سب سوداگر جہاز کے رہنا میرا جہاز مین بدبین سمجھتے کہ مبادا نحوست اس میمون نامیمون کی کوئی
صدمہ یا آفت ہمارے جہاز پر لائے بدینوجہ سب متوجہ میرے دفع کرنے کے ہوئے ایک نے کہا ابھی
ایک لٹھ مارکے مارے ڈالتا ہون دوسرے نے کہا رہ جا تو مین اسے تیر سے مارونگا تیسرا بولا مین
دریا مین ڈالے دیتا ہون غرض سب درپے میری ہلاکت کے تھے قریب تھا کہ مجکو کچھ صدمہ پہونچے
مین دوڑکر کپتان جہاز کے پاس گیا اور اوسکے قدمون پر گر دامن اوسکی قبا کا پکڑلیا اور بزبان
حال عرض کیا کہ مجھے بچاؤ اور پناہ دو اور بے اختیار میری آنکھون سے آنسو جاری ہوئے کپتان نے
ترس کھاکر سب سے تاکیداً کہا کہ خبردار کوئی اس بندر سے نبولے پھر اوسنے ایسی محافظت کی کہ مجکو ذرا
تکلیف نہ پہونچی گو کہ مین قادر بات کہنے پر نتھا مگر اشارون سے اوسکی شکرگزاری کیا کرتا اور وہ میرے
فہم سے بہت خوش رہتا پچاس روز کے بعد جہاز ایک بہت بڑے بندر تجارت مین پہونچا
اور دار الریاست ایک بادشاہ عظیم الشان کا تھا بمجرد لنگر کرنے جہاز کے بہت لوگ
تاجرون کے تھے کشتیون پر سوار ہوکر مبارکباد دینے آئے اور چارون طرف سے جہاز کو
گھیر لیا ہر ایک اپنے دوست سے حالات سفر اور عجائب و غرائب دریا اور شہرون کے پوچھتا
اسواسطے کہ وہ جہاز بہت دور دور ملکون اور شہرون مین گیا تھا اور منجملہ اونکے سردار بادشاہی
تاجرون کو بادشاہ کی طرف سے کہتے تھے کہ بادشاہ تمھارے آنے سے بہت خوش ہوا اور فرماتا ہے کہ

جو تم [illegible]
خوش خطی کا امتحان کرے اور بیان کا وزیر اعظم جو یہ صفت رکھتا تھا مر گیا ہے بادشاہ قدرشناس ہی
اوسکے مرنے سے نہایت مغموم رہتا ہے اور قسم کھائی ہے کہ جو شخص وزیر سابق کے خوش نویس
ہاتھ لکھیگا اوسی کو خلعت وزارت کا دیگا اور ابتک کوئی شخص نہین ملا اسواسطے اس کاغذ کو مجھکے
پاس بھیجا ہے جب سردار اس بات کو کہہ چکا مین نے آگے بڑھکر اوس کاغذ کو اوسکے ہاتھ سے لے لیا
پھر وہانکے سب اہل جہاز ایسی باتون پر شور و غل کرکے کہنے لگے کہ یہ بندر اس کاغذ کو پھاڑ ڈالیگا
یا دریا مین پھینک دیگا مگر جب اونھون نے دیکھا کہ مین نے کاغذ کو اچھی طرح لیکر اشارہ کیا کہ مین بھی
لکھونگا سب کا خوف تعجب سے بدل گیا اسواسطے کہ اونھون نے کبھی کسی بندر کو لکھتے ہوے
نہ دیکھا تھا اور میری لیاقت سے محض ناواقف تھے چاہا کہ کاغذ میرے ہاتھ سے چھین لین مگر کپتان
نے میری حمایت کرکے کہا ٹھہرو اسکا امتحان کرنے دو اگر اسنے کاغذ کو خراب کیا تو مین اسکو سزا دونگا
اور اگر اسنے خوب لکھا تو مین اسے بجاے اپنے فرزند کے پرورش کرونگا مجکو قاعدے سے معلوم
ہوتا ہے کہ کاغذ کو خراب نکریگا بعد اس گفتگو کے مین نے قلم لیکر چار قسم کی چار رباعی اس خوبی سے
لکھین کہ کوئی اوس طرح لکھ نسکتا تھا جب مین لکھ چکا سردار نے وہ کاغذ بادشاہ کے حضور مین گذرانا بادشاہ
نے اون سب نوشتون سے کہ بہت اوس کاغذ مین بطور نمونے کے لکھے ہوے تھے میرے خط اور اشعار
کو نہایت پسند کرکے اپنے سردارون سے کہا ایک بہت بھاری خلعت لیجاکر اوس شخص کو جسنے یہ
لکھا ہے پہنا دو اور گھوڑے پر سوار کرکے لے آؤ وہ سردار مسکرایا بادشاہ بہت طیش مین آیا اونے عرض کیا
خداوند کاتب اس خط کا بندر ہے بادشاہ نہایت متحیر ہوا اور افسرون سے کہا کہ
کو میرے حضور مین لاؤ سردار جہاز پر پھر گئے اور حکم بادشاہ سے کپتان کو آگاہ کیا
پھر مجھے ایک قبا کارچوبی کی پہنا کر گھوڑے پر سوار کیا ادھر بادشاہ اہلکارون
نے کا بیٹھا اور میرے اعزاز کے واسطے سب قسم کے آدمی جمع کیے شہر کے
عورت میرے دیکھنے کے لیے کوٹھون اور راہون مین جمع ہوے لوگ مجھے د
پکارتے غرض جب مین دیوان خاص مین پہونچا بادشاہ کے حضور مین تین بار تسلیمات اور کورنش
بجا لا کر مؤدب استادہ ہوا حاضرین یہ حال دیکھکر متعجب ہوے کہتے آج تک ایسا بندر نہین دیکھا

[illegible] بادشاہ سے سب اہل دربار نے رخصت لی اپنے اپنے مکان مین جاکر کھانا
طلب فرمایا اور مجکو اشارے سے واسطے کھانا کھانے کے بلایا آداب بجا لاکر مین دسترخوان پر بیٹھے
اوسپر سے بیٹھا اور کھانا شروع کیا بعد فراغت مین نے ایک قلمدان اشارے سے منگوایا جب قلمدان
آیا مین نے کاغذ لیکر ایک قصیدہ جلد شکرگزاری مین بادشاہ کی لکھا اور گذرانا بادشاہ پہلے سے
زیادہ خوش ہوا بعد اسکے دور شراب کا چلا بادشاہ نے ایک گلاس مجھے دیا مین نے اوسے پیکے کچھ اشعار
اور تازہ مضمون کے بدیہہ لکھ کر گذرانے اور اون اشعار مین مین نے اپنا حال مصاحب اور آرام و چین
کا جو بدولت اوس بادشاہ قدردان کے مجھے ملا درج کیا بادشاہ نے اوسے پڑھکر کہا مثل اس بوزنہ
کے آج کوئی صاحب کمال آدمی دنیا مین نہین پھر بادشاہ نے شطرنج منگوائی اور مجھسے باشارہ پوچھا
کھیلنے کو جی چاہتا ہے مین نے کنایۃً عرض کیا مین کھیلنے کو حاضر ہون غرض پہلی بازی بادشاہ
جیتا اور دوسری تیسری مین نے جیتی بادشاہ کو دو بازی کے ہارنے سے ملال ہوا مینے اوسکی
تسلی کے واسطے شعر اس مضمون کا لکھ کر گذرانا (دو پہلوان مسلح قوی بازو دن بھر لڑا کیے شام کو
باہم صلح کی اور شب کو اوسی جنگگاہ مین آرام کیا) بادشاہ یہ سب امر دیکھکر حیران ہوا اور مصاحبون
سے کہا مین نے کسی بندر کو ایسا قابل اور حاضر جواب نہ دیکھا نہ سنا پھر اپنی بیٹی ملکہ حسن کو بلوایا کہ وہ بھی
اس تماشے کو دیکھے شہزادی دارونہ محل کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین آئی اور مجھے دیکھتے ہی اپنے
منھ پر نقاب ڈال لی اور بادشاہ سے عرض کیا حضرت آپ مجکو نامحرمون کے سامنے بلاتے ہین بادشاہ
نے فرمایا بیٹی اس جگہ سوا تمھارے خواجہ سراے کے اور کوئی نہین شہزادی نے عرض کیا یہ بندر حقیقت
[illegible] کا بیٹا ہے جادو کے سبب سے بندر ہوگیا ابلیس کے نواسے نے [illegible] ڈالنے
[illegible] بیٹی بادشاہ ابوتیمورس کی تھی اس شہزادے کو جادو سے بوزنہ بنا ڈالا ہے
[illegible] پوچھا کہ یہ بات سچ ہے مین نے اشارے سے کہا درست ہے پھر بادشاہ
[illegible] اوسنے کیونکر دریافت کیا شہزادی بولی آپکو یاد ہوگا جب میرا دودھ
[illegible] کے لیے ایک ضعیفہ مقرر کی گئی تھی جادو مین وہ کامل تھی اوسنے مجکو
ستر باب جادو کے تعلیم کیے مجھین اتنی طاقت ہے کہ تمھارے دار الامارت کو یہان سے اوٹھا کے سمندر
مین ڈال دون مجکو حال اون لوگون کا جو مسحور ہین خوب معلوم ہے مین نے ایک ہی نظر دیکھنے

اسے پہچان لیا کہ یہ شہزادہ ہے بادشاہ نے کہا اے بیٹی تم مین اتنی قدرت ہے کہ اس شہزادے کو
بصورت اصلی بنا دو شہزادی نے کہا البتہ مین بنا سکتی ہون بادشاہ نے کہا تم اسکو صورت اصلی
مین لاؤ تو مین اسکو اپنا وزیر اعظم کرکے تیرے ساتھ شادی کر دونگا شہزادی اپنے مکان سے ایک
چھری لے آئی اوسپر حرف عبرانی کندہ تھے اور کہا بادشاہ اور خواجہ سرا اس لونڈی سمیت ایک مکان
محفوظ مین پوشیدہ بیٹھین پھر ہم تینون برآمدے مین کہ چارون طرف اوس مکان کے بنا ہوا تھا جاکر
بیٹھے اوسنے درمیان اوس صحن کے ایک بڑا دائرہ زمین پر کھینچا اور پڑھنا عبری اور کچھ زبان کلدانی
شروع کیا جب پڑھ چکی دائرے کے اندر جاکر بعض آیات قرآن پڑھنے لگی پڑھتے ہی چارون طرف
اندھیرا ہو گیا اور آثار قیامت دکھائی دینے لگے یہ حال دیکھ کر ہم سب ڈر گئے یہان تک کہ ہمنے دیکھا
جن نواسہ ابلیس کا بشکل ایک بڑے شیر ہیبت ناک کے ظاہر ہوا شہزادی مقابل ہو کر کہنے لگی اے
سگ تجھے چاہیے تھا کہ میری خوشامد کرتا نہ کہ میرے ڈرانے کے واسطے ایسی شکل مہیب بنکر آیا اور
تو نے بڑی جرأت کی شیر نے جواب دیا کہ تو نے اوس عہد و پیمان کو کہ درمیان آدمزاد اور عالم جنات
کے باندھا گیا تھا توڑا اوسپر قسمین شدید دی گئی تھین کہ کوئی ایک دوسرے کو ایذا نہ پہنچائے شہزادی
نے کہا اے ملعون عہد شکن تو ہے شیر نے کہا تو نے بڑی جرأت کی کہ مجھے یہان طلب کیا یہ کہہ کر
اوسنے اپنے منھ کو پھیلایا اور چاہا کہ شہزادی کو نگل جائے مگر وہ بڑی ہوشیار تھی پیچھے ہٹ گئی اور
ایک بال اپنے سر کا اوکھیڑ کر دو چار لفظین اوسپر پڑھین بال تیز تلوار بنگیا شہزادی نے شیر کو دو ٹکڑے
کرکے اوس میدان مین ڈال دیا وہ ٹکڑے شیر کے غائب ہو گئے اور سر اوسکا بچھو بنگیا شہزادی
سانپ بنکر لڑنے لگی بچھو عقاب بنکر اوڑا پھر سانپ نے بھی عقاب سیاہ بنکر اوسکا تعاقب کیا یہان
تک کہ دونون عقاب غائب ہو گئے تھوڑی دیر مین زمین ہمارے سامنے کی شق ہوئی
سے دو بلیان سیاہ و سفید نکلین اور بال دُم کے کھڑے کرکے آپس مین چلانے
گرگ سیاہ بنکر دوسری بلی کی طرف دوڑی وہ بلی کیڑا بن گئی اور اوس کیڑے نے
اندر کہ اوسی وقت درخت سے کنارے ایک نہر کے گرا تھا اپنے تئین چھپایا انار بڑھتے بڑھتے
مانند بڑے کدو کے ہو گیا اور ہوا پر اوڑا اور برابر بلندی برآمدے کے جاکر چند بار ادھر اودھر گیا
آخر زمین پر گر کر پھٹ گیا اور بہت ٹکڑے اوسکے ہو گئے وہ گرگ خروس بنکر انار کے دانے چننے لگا

اور جلد جلد ایک ایک دانہ نگلنا شروع کیا جب دانے کھا چکا تب وہ پر پھیلا کر ہماری طرف آیا
اور بڑے شور و غل سے آواز کی گویا وہ پوچھتا ہے کہ کوئی دانہ انار کا اور تو باقی نہیں رہا اور چاروں
طرف ڈھونڈھتا پھرتا تھا کہ ناگاہ ایک دانہ کنارے نہر کے پڑا ہوا دیکھا دوڑ کر چاہتا تھا کہ اوسکو بھی
نگل جاوے اتنے میں وہ دانہ نہر میں جا کر چھوٹی مچھلی بن گیا مرغ بھی نہر میں گیا مچھلی اور مرغ دو گھڑی
تک نہر کے اندر رہے ہمیں کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دونوں کیا ہوے پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک
آواز مہیب آئی پھر جن اور شہزادی دونوں بالکل آگ ہوگئے اور ہر ایک منھ سے شعلے نکال کر
دوسرے کی طرف پھینکتا اور باہم حملہ کرتا تھا یہاں تک کہ آگ نے سب کو گھیر لیا ہم ڈرنے لگے کہ
اس آگ سے یہ سب محل ابھی جل جاویگا اسی باب میں جن شہزادی کے مقابلے سے باز رہ کر
اوس برآمدے کی طرف آیا جہاں ہم سب بیٹھے تھے اور شعلے اپنے منھ سے نکال کر ہماری طرف
پھینکنے لگا قریب تھا کہ ہم سب جل کر راکھ ہو جاویں اتنے میں شہزادی دوڑ کر آئی اور ہمیں اوسکے
ہاتھ سے بچا کر دور بھگایا تاہم جن کی شعلہ افشانی سے بادشاہ کا منھ جھلس گیا اور داروغہ خواجہ سرا کا

تصویر شہزادی اور جن کے سحر کی لڑائی کی

جل بھن کر راکھ ہو گیا اور ایک پارہ آتش اوڑا میری آنکھ پر لگا جس سے وہی آنکھ جاتی رہی ہم دونون
نہایت مضطرب تھے کہ آواز فتح کی ہمنے سنی اور ملکہ حسن اپنی شکل مین بنکر ہمارے پاس آئی اور وہ جن
بالکل راکھ ہو گیا پھر شہزادی نے جلدی سے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور اوسپر کچھ پڑھکر تھوڑا سا پانی
مجھپر چھڑکا اور کہا اگر تو جادو کے سبب سے بیمون ہو گیا ہے تو اپنی شکل اصلی مین جیسا کہ آگے تھا ہو جا
مین فورًا انسان بنگیا سوا دہنی آنکھ کے اور کسی عضو مین میرے نقصان نتھا مین نے چاہا کہ شہزادی
کی شکر گزاری کرون مگر اوسنے بادشاہ سے کہا مین اگرچہ جن پر غالب آئی مگر میرا کام تمام ہو چکا اوس
آگ نے کہ لڑائی مین افروختہ ہوئی تھی میرے بدن کو جلا دیا کوئی دم مین مجکو جلا کر خاک کر دیگی اگر وہ
ایک دانہ انار کا بھی مجسے جسوقت کہ مین مرغ بنی ہوئی تھی نہ چھوٹتا تو پھر کچھ صدمہ نہ مجکو اور نہ تمکو
پہونچتا شہزادی جب یہ حال کہہ چکی بادشاہ نے بافسردگی کہا اے بیٹی اپنے باپ کا حال بھی دیکھو کہ
زندہ ہون مگر منھہ میرا جھلس گیا ہے اور تمھارا خواجہ سرا تو بالکل جلکر تمام ہو گیا اور یہ شہزادہ کہ جسکو
تمنے آدمی بنایا داہنی آنکھ سے کانا ہو گیا ہے یہ کہکر بادشاہ اور ہم رونے لگے یکایک شہزادی پکاری
کہ جلی جلی پھر ایک آن مین جل کر تو وہ خاک ہو گئی بی بی مین کچھ اوسوقت کے غم و الم کا حال بیان
نہین کر سکتا مین نے ملکہ حسن کو اس حال مین دیکھہ کر کہا کاش مین بندر بلکہ سگ تمام عمر بنا رہتا تو
بہتر تھا اس سے کہ شہزادی میری محسنہ اس طرحسے ہلاک ہوئی اور ادھر بادشاہ رونے پیٹنے لگا
یہان تک کہ اوسکو غش آگیا مجھے خوف ہوا کہ مبادا اپنی بیٹی کے غم مین کہین ہلاک نہو جائے ماتم
سے قیامت برپا ہوئی سب سردار اور خواجہ سرا دوڑے اور بہت تدبیرون سے اوسے ہوش و حواس
مین لائے اور بادشاہ کو اوٹھا کر اوسکے کمرے مین لے گئے اور سب محلون اور شہر
ہو گئی ہر طرف سے سوا صداے ماتم کے اور کچھ نہین سنائی دیتا تھا سات دن
شہزادی کا سوگ اور ماتم کیا پھر جن کی راکھہ کا ڈھیر اونھون نے ہوا پر اوڑا
کو ایک قیمتی کپڑے کی تھیلی مین بھر کر وہین پر دفن کیا اور اوسپر ایک بہت
بادشاہ شہزادی کے غم مین ایک مہینے تک بیمار پڑا رہا ہنوز صحت نپائی
شہزادے میری بیٹی تیرے ہی سبب سے فوت ہوئی اور اوسکا دار و غہ جل کر مر گیا مین مرتے
مرتے بچا یہ سب باعث تیری نحوست کا ہے اب مین کسی طرح تجکو دیکھ نہین سکتا اور یہان تیرے

رہنے کا روادار نہیں اسی وقت تو یہاں [illegible] پنا حال تیری [illegible] خوب معلوم ہوا اگر پھر تو
میرے قلمرو مین آئیگا تو مین بری طرح سے پیش آؤنگا غرض مین فی الفور بادشاہ کے حضور سے چلا
گیا اور جدھر کو جاتا تھا لوگ قصد میرے مار ڈالنے کا کرتے تھے آخر مین نے مجبور ہوکر چار ابرو کا
صفایا کر لباس قلندری پہن وہان سے سفر اختیار کیا اور اپنی زیست پر ہزارون لعنت ملامت
کرکے کہتا تھا کہ افسوس تیرے سبب سے ایسی قبول صورت دو شہزادیان ہلاک ہوئین پھر شہر شہر
ایک مدت تک پھرا کیا سوچا کہ شہر بغداد مین جاکر اپنے درد دکھ کو حضور مین امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید
کے عرض کرون بادشاہ عالی جاہ مجھپر رحم فرمائے گا اور اس مصیبت سے نجات دیگا آج شام کے
وقت مین یہان پہونچا اور پہلے پہل ملاقات اس پہلے قلندر سے ہوئی اور میرے حاضر ہونے کا
سبب آپ کے حضور مین پہلے قلندر کی زبانی معلوم ہو چکا ہے اوسکا ذکر کرنا ضرور نہیں جب
دوسرا قلندر بھی اپنا حال کہہ چکا زبیدہ نے اوس سے فرمایا مین نے تیرا قصور معاف کیا جدھر تیرا
جی چاہے چلا جا وہ زبیدہ سے اجازت لیکر پہلے قلندر کے پاس بیٹھ گیا پھر تیسرے قلندر نے اپنا
حال اس طرح کہنا شروع کیا

## قصہ تیسرے قلندر کا

اے محترم بی بی میری آنکھ محض اپنی نادانی سے پھوٹی میرا نام عجیب ہے اور بیٹا بادشاہ عالی جاہ
کسب نام کا ہون جب باپ نے قضا کی مین تخت پر بیٹھا اور اوسی شہر مین جسے باپ نے دار السلطنت
کیا تھا رہنا اختیار کیا وہ شہر آباد کنارے دریا کے تھا اور اوسکی محافظت کے لیے ڈیڑھ سو جہاز جنگی
[illegible] رہتے تھے اور پچاس جہاز خاص تجارت کے لیے علاوہ اونکے اور بہت سلف بحری
سوداگری اور سیر و تماشے دریا کے ہر وقت شہر کے کنارے لنگر کیے کھڑی رہا کرتی
یت کے بہت اچھے اچھے شہر اور جزیرے آباد متعلق تھے پہلے مین نے یہ ارادہ
جزیرون کو جو میری حکومت سے متعلق ہین جاکر دیکھون اور وہانکے باشندون
ت مین کوئی خلل نہو اور اسی عرصہ مین شوق سیکھنے علم جہازرانی کا پیدا ہوا
لہذا مین ایک جہاز پر سوار ہوا اور دس جہاز اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوا اکتالیسوین دن ہوا غیر موافق
بشدت چلنے لگی اور سب جہاز ہمارے طوفان مین ایسے پڑے کہ ہم سب مایوس اپنی زندگی سے ہوے

مگر دوسرے روز ہوا کم ہو[illegible] جہان تمام ایک [illegible] اوتر کر دو روز تک واسطے لینے غلہ وغیرہ
کے توقف کیا بعد اسکے جہاز پر سوار ہوئے اور [illegible] کہ دس روز کے عرصہ مین خشکی مین پہونچینگے
اور بسبب طوفان کے معلوم نتھا کہ جہاز کس طرف جاتے ہین معلّم نے ایک خلاصی کو اوپر مستول کے
چڑھایا تا حال سمت کا معلوم کرے وہ دہنے اور بائین اپنے بجز دریا اور آسمان کے کچھہ نہ دیکھتا تھا مگر
بعد غور داہنی طرف ایک سیاہی بڑی دیکھی رنگ ناخدا کے چہرے کا متغیر ہو گیا پگڑی اوتار کر پھینکدی
سر پیٹنے لگا اور مجھسے کہا کہ خداوند ہم سب ہلاک ہوئے اب کوئی تدبیر بچنے کی نہین یہ کہکر وہ زار زار
رونے لگا سب اہل جہاز سراسیمہ ہوئے مینے ناخدا سے سبب پوچھا اوسنے کہا طوفان ہماری جہاز کو
راہ سے برگشتہ کرکے ایسی جگہہ لایا ہے کہ کل کے دن دوپہر کو ہمارا جہاز اوس سیاہی کو پہونچیگا اور
وہ سیاہی کالا پہاڑ سنگ مقناطیس کا ہے جہاز جب قریب اوسکے جائیگا تو اوسکی کشش سے سب
کیلین اور پتر لوہے کے اوس پہاڑ سے جا چمٹین گے اور جہاز غرق ہو جائین گے اسواسطے کہ سنگ
مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے پھر اوس ناخدا نے کہا وہ پہاڑ بہت اونچا اور سرنشیب ہے اور

تصویر پیتل کے گنبد کی مع تصویر اوس پیتل کے آدمی کی جو پیتل کے گھوڑے پر سوار ہے
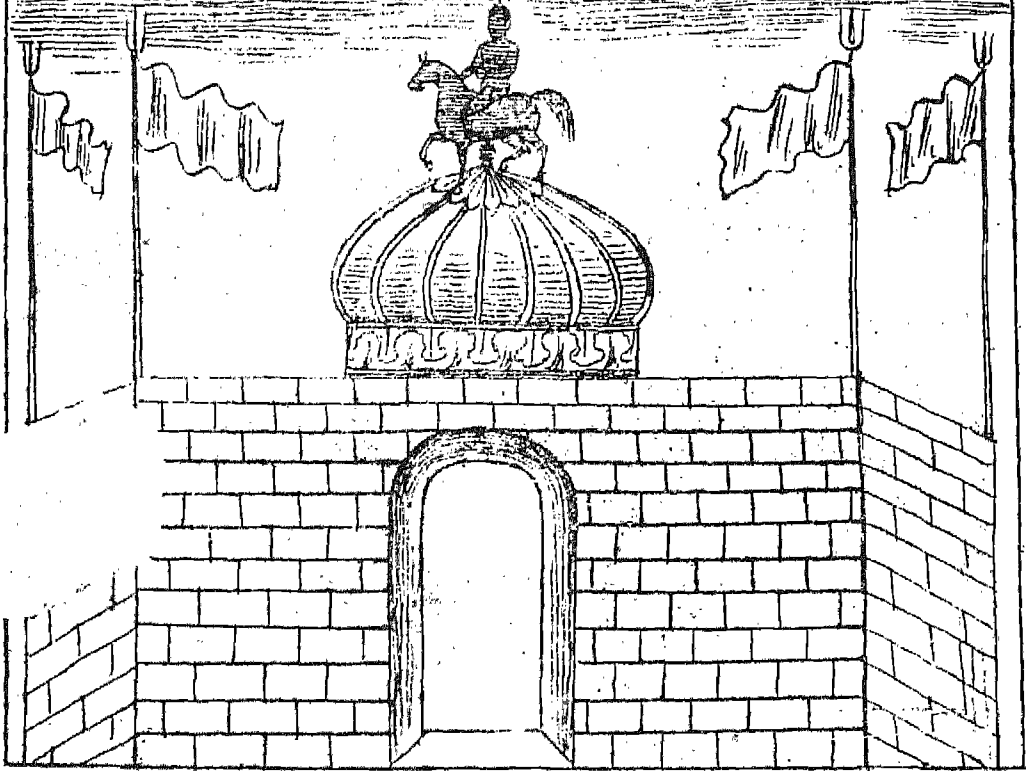
اوسکی چوٹی پر ایک گنبد پیتل سے بنا ہوا ہے اور ایک گھوڑا تصویر آدمی
کی اوسپر سوار ہے اور وہ دونون بھی پیتل سے بنے ہوے ہین اور ایک تختی سیسے کی کہ اوسپر کچھ حروف
طلسم کندہ ہین اوسکے سینے سے لگی ہوئی ہے لوگ کہتے ہین کہ وہی تصویر اصل سبب تباہ ہونے
جہازون اور آدمیون کی ہے نا خدا یہ کہہ کر بہ آواز بلند رونے لگا اوسکے رونے سے سب لوگ رونے
لگے اور مجھے بھی یقین ہوا کہ میری عمر اتنی ہی تھی اور اس جگہ قضا لائی ہے اور ہر ایک شخص اپنے
بچاؤ کے خیال مین پڑا سب آپس مین کہتے تھے کہ جو کوئی ہم مین سے جان بر ہو وہ سب کا مختار اور
وصی ہو غرض کہ دوسرے دن فجر کو جہاز ہمارا اوس کالے پہاڑ کے مقابل پہونچا ہم سب واویلا کرنے
لگے دوپہر کو جیسا کہ نا خدا نے کہا تھا ویسا ہی ہوا یعنے پہاڑ نے ایسا زور سے جہاز کو اپنی طرف
کھینچا کہ سب کیلین اور اسباب لوہے کا پہاڑ سے چمٹ گیا اور تختون کے جدا ہونے سے بڑی آواز
مہیب ہوئی فی الفور گیارہون جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ایسے گہرے پانی مین غرق ہوے کہ کسی
اسباب اور اہل جہاز کا پتہ نہ لگا مگر خدا کے فضل سے فقط ایک مین زندہ رہا اتفاقاً میرے ہاتھ
ایک تختہ جہاز کا لگ گیا اوسکے سہارے سے پہاڑ کے نیچے خشکی مین ایسی جگہ صحیح و سالم پہونچا
جہان قدمون کے نشان مانند زینے کے بنے ہوے تھے وہ راہ پہاڑ پر جانے کی تھی مین نے
شکر خدا بجا لا کر پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا راستہ نہایت تنگ ہوا سخت بہر کیف مین بخیریت اوس پہاڑ پر
چڑھ گیا اور گنبد کے اندر جا کر خدا کا شکر بجا لایا رات کو اوس گنبد مین سو رہا وہان خواب مین
ایک پیر مرد متبرک کو دیکھا کہ کہتا ہے اے عجب جب تو بیدار ہو تو کوشش کر کے زمین اپنے قدمون
کے نیچے کی کھود اوس مین سے تو ایک کمان پیتل کی اور تین تیر سیسے کے کہ فلانی ساخت مین
واسطے ضرر پہونچانے آدمزاد کے بنائے گئے ہین پاویگا اون تین تیرون سے آدمی کی تصویر کو
مار تاکہ وہ تصویر دریا مین اور گھوڑا تیرے قدمون کے پاس گر پڑے پھر تو
اوس جگہ جہان سے تو تیر و کمان پاویگا گاڑ دیجیو جب تو یہ کام کر چکیگا تو دریا
مین طغیانی ہوگی کہ نیچے اس گنبد کے آپہونچیگا اور جب دریا اس مرتبے پر چڑھیگا ایک
ایک چھوٹی سی کشتی کنارے دریا کے نزدیک تیرے آلگیگی اور اوس کشتی مین ایک ملاح پیتل کا بیٹھا
ہوا کشتی کو تیرے پاس لائیگا تو جلد اوس کشتی مین بیٹھ جائیو وہ تجھے دس دن کے عرصہ مین اپنے

دریا سے اور دریا ...

سفر بھر مین خدا کا نام ... جب وہ پیر زادان ... آنکھ کھل گئی اور مین اس خواب
کی تعبیر سے نہایت خوش ہوا اپنے بموجب کہنے اوس بزرگ کے زمین کو کھودا وہان سے تین تیر اور
کمان پائی اون تیرون سے اوس تصویر کو مارا تیسرے تیر کے لگنے سے وہ سوار تصویر کا دریا مین
گرا اور گھوڑا میرے قدمون کے پاس آپڑا اوسکو مین نے اوس جگہ جہان سے کمان اور تیر لیے
تھے دفن کیا پھر وہ دریا بڑھتے بڑھتے نیچے اوس گنبد کے آلگا اور ایک کشتی دور سے میری طرف
آئی اور اوسپر ایک آدمی پیتل کا بیٹھا تھا مین نے جناب باری کا شکر کیا کہ میرا خواب سچا ہوا جب

تصویر کشتی عجیب کی مع ملاح عجیب صورت اور سوار ہونے شہزادے کی
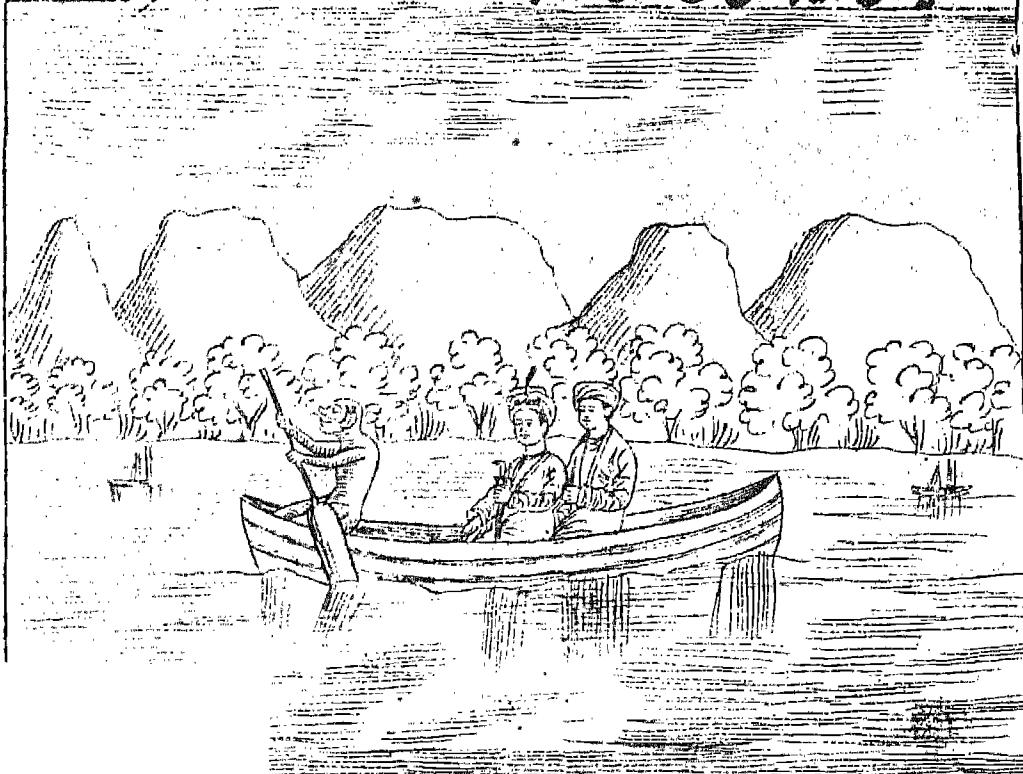
کشتی کنارے آپہونچی مین اوسپر سوار ہوا اور بموجب اوسکے کہنے کے خدا کا نا
نو دن کے عرصہ مین بلا توقف اوس کشتی کو بہت دور لے گیا مین بہت خو
دیکھکر خوش ہوا اور تصور کیا کہ اب جلد اس مصیبت سے نجات پاؤنگا ...
بھلا دیا بمجرد نام لینے خدا کے وہ کشتی اوس آدمی سمیت غرق ہوگئی اور مین پانی کی سطح پر پھرنے لگا

نہ ہوتا تھا کہ کدھر جاتا ہوں بہتا بہتا اوسی طرف جاتا تھا آخر تھک گیا طاقت نرہی اور اپنی زندگی
سے نا امید ہوا اوسی حالت مین یکا یک ایک ہوا تیز چلی اور دریا شدت سے موج مارنے لگا چنانچہ
ایک بڑی موج نے میرے تئین اوٹھا کر پایاب مین ڈال دیا مین جلد نکل آیا دریا سے نکلتے ہی اپنے
کپڑے نچوڑ کر سکھائے پھر اونکو پہنکر ادھر اودھر چلنا شروع کیا بہت درخت میوہ دار وہان نظر
آئے اوس سے معلوم ہوا کہ کوئی جزیرہ ویران ہے پھر ریت اور بالو جب دور تک دیکھی تو یقین جانا کہ
آگے یہ جزیرہ سمندر تھا اب خشک ہوگیا یہ خیال کرکے مین سب خوشی بھول گیا اور اپنے تئین خدا کی
رضا مین چھوڑا تھوڑی دیر مین ایک چھوٹا جہاز دیکھا کہ سب پالون کو اوڑائے ہوئے اوسی جزیرے
کی طرف چلا آتا ہے مجھے یقین ہوا کہ وہ لنگر اسی جزیرے مین کریگا مگر معلوم نہین کہ اوسمین لوگ
دوست ہین یا دشمن سوچا کہ اپنے تئین اونکو دکھانا مناسب نہین اسواسطے ایک درخت پر کہ بہت
بڑا اور گنجان تھا چڑھ گیا اور ارادہ کیا کہ وہان سے چھپ کر اون آدمیون کو جو اس جہاز مین ہوائین
دیکھون اسی خیال مین تھا کہ اوس جہاز نے ایک کول مین آکر لنگر کیا اور دس غلام پھاوڑے وغیرہ
آلات ہاتھون مین لے کر جہاز سے اوترے اور وسط مین اوس جزیرے کے جاکر ٹھہرے اور ایک جا پر
زمین کھودنے لگے یہان تک کہ اونھون نے ایک دروازہ پایا وہ جہاز مین سے جاکر طرح طرح کا
اسباب کھانے پینے اور فرش فروش وغیرہ کا بوجھ باندھ باندھ سر پر اوٹھا لائے اور وہان سے
جہان کھودا تھا نیچے لے گئے مین نے قیاس سے جانا کہ نیچے اسکے بڑا تہ خانہ بنا ہوا ہے پھر اس جہاز
مین سب غلام جاکر ایک مرد پیر اور ایک امرد لڑکے کو کہ خوبصورت اور چودہ پندرہ برس کی عمر کا معلوم
. . . ر اوس تہ خانے مین وہ سب کے سب اوتر گئے اور وہان سے پھر کر
. . . کر زمین کو برابر کر دیا اور وہ سب وہان سے اپنے جہاز پر پھر گئے مگر وہ
. . . مجکو بڑا التعجب گذرا پھر وہ سب جدھر سے آئے تھے اودھر ہی چلے
. . . گیا مین جلد اوس درخت کے نیچے اوترا اور وہان گیا جہان کہ اونھون
نے زمین کھودی تھی اوس جگہ کی مٹی کالی اوسکے منھ پر ایک پتھر دو ہاتھ کے مربع مین کا
ہوا تھا جب مین نے اوسکو اوٹھایا وہان ایک سیڑھی چھپی ہوئی دکھائی دی مین اوس زینے

نیچے اوترگیا وہان جاکر دیکھا بہت بڑا مکان ہے اوس مین فرش قالین کا بچھا ہوا اور دالان
مین اوسکے تکیے نفیس زردوزی غلاف کے چڑھے ہوے رکھے ہین اور اوس مین وہ لڑکا بیٹھا ہوا
پنکھا اپنے تئین جھل رہا ہے اور دو شمعین موم کی وہان روشن اور کھانے پینے کی چیزین سب طرح
کی موجود اور گلدستے پھولون کے رکھے ہوے وہ جوان مجھے دیکھکر ڈر گیا مینے اوسکی تسلی کیواسطے
کہا کہ صاحب تم خوف ایسے شخص سے کہ جو بادشاہ اور بادشاہ کا بیٹا ہے نکرو مین کچھ اذیت اور ضرر
تمکو نہ پہنچاؤنگا اور تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ تمھاری مخلصی کے واسطے اس تہ سے کہ تمکو زندہ
دفن کر گئے ہین آیا ہون مگر پہلے تم مجھسے سبب اپنے دفن ہونیکا اس زمین مین ظاہر کرو اوس
جوان نے مجھکو بیٹھنے کو کہا مین جب اوسکے پاس بیٹھ گیا اوسنے کہنا شروع کیا اے سلطان میرا حال
نہایت عجیب وغریب ہے میرا باپ جوہری ہے اوسنے اپنی محنت اور ہنرمندی سے بہت دولت پیدا کی
اوسکے سیکڑون غلام اور کوٹھیان ہین اوسنے خاص جہازون مین سوار ہوکر دور دور کی سیر کی اور
ملکون ملکون پھرا ہے اور جا بجا اوسکے گماشتے ہین لیکن اولاد نہین رکھتا تھا ایک رات اوسنے خواب
مین دیکھا کہ اوسکے گھر بیٹا پیدا ہوگا لیکن عمر اوسکی بہت کم ہوگی اس خواب سے بیدار ہوکر نہایت
غمگین ہوا پھر کئی دن کے بعد میری مان نے اوسے خبر دی کہ مین حمل سے ہون خواب تمھارا سچا
ہوا غرض نو مہینے کے بعد مین پیدا ہوا سب اقربا اور عزیزون نے بڑی خوشی کی سوا والد کے کہ سبب
اوس خواب کے نہایت رنج مین تھا آخر اوسنے نجومیون سے میرا حال پوچھا اونھون نے کہا اس
لڑکے کو پندرھوین برس خطرہ جان کا ہے اگر اس برس مین وہ خطرے سے بچ گیا تو پھر بہت برس
تک جئیگا پھر اونھون نے کہا کہ ہمکو گردش کواکب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بسبب عجیب بادشاہ
کے کہ بیٹا کسیب بادشاہ کا ہے ایک پیتل کا سوار جو مقناطیس کے پہاڑ پر رکھا ہے دریا مین گریگا
اور بعد پچاس دن کے یہ لڑکا عجیب بادشاہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا میرے باپ
اس بات سے سو حصہ رنج زیادہ ہوا میری حفاظت کے لیے دنرات مصروف رہا
برس مجکو شروع ہوا اوسکے دوسرے دن نجومیون نے آکر عرض کیا دس دن گذرے
عجیب نے اوس پیتل کے سوار کو جسکا ذکر ہمنے کیا تھا اوس پہاڑ کی چوٹی سے دریا مین ڈال دیا باپ
میرا نہایت غمگین ہوا چاہتا تھا کہ کسی طرح مجھے اس خطرے سے بچالے اور اوسنے پہلے سے میری

حفاظت کے لیے اس خالی جزیرے مین زمین کے نیچے اِس گھر میں جسکا کہ بعد گزرنے اوس تصویر
کے پچاس دن تک مجھے اس مکان مین چھپا رکھے جب سُنا کہ دس روز گذر گئے چالیس دن کے
لیے یہان لا کر مجکو رکھا بعد چالیس دن کے وہ آکر مجکو یہان سے لیجائے گا میرے آنے کا سبب اس
تہ خانے مین یہ ہے جب جوہری بچہ اپنا حال بیان کر چکا مین دل مین نجومیون کے غیب کی خبر دینے پر
ہنسا اور کہا مین اس بچے بے قصور کو کیون مارنے لگا پھر مین نے اوس سے کہا تم کچھ خوف نہ کرو
اور خدا پر خیال رکھو تمھین کوئی صدمہ نہ پہونچے گا خدا نے مجھے تمھاری خدمت اور حفاظت کے لیے
یہان لایا ہے اب مین تمکو اس چلے تک اکیلا نہ چھوڑونگا اور ہر طرح نگہبانی اور خدمت تمھاری
کرونگا اور جب بعد گذرنے چالیس دن کے تمھارا باپ تمکو لینے آئیگا مین بھی اوسکے ساتھ تمھارے
شہر مین جاکر اپنے ملک کو روانہ ہونگا مین یہ احسان تمھارا کبھی نہ بھولونگا ایسی ایسی باتین کر کے
اوسکی وحشت کو دور کیا اور اوسے اپنا اور اپنے باپ کا نام نہ بتایا کہ مبادا اوسے خوف پیدا ہو کہ
مین ہی اوسکا قاتل ہون اور ہر ایک طرح کی باتین اور حکایتین کہکر اوسکا جی بہلاتا رہا اور مجھے
وہ لڑکا بہت ذی شعور اور فہمیدہ معلوم ہوا الغرض اونتالیس دن تک نہایت چین اور خوشی
سے ہم دونون اوس تہ خانے مین رہے چالیسوین دن وہ لڑکا فجر کو بیدار ہوتے ہی کہنے لگا کہ اے
سلطان آج چالیسوان دن ہے خدا کی عنایت اور تمھاری شفقت سے مین زندہ ہون میرا باپ
تمھارے سلوک کا حال سُن کر نہایت ممنون ہوگا اور تمکو تمھارے وطن مین بخیر و خوبی پہونچاوے گا
تم تھوڑا پانی گرم کر دو تا مین نہاؤن اور کپڑے بدل کر تیار ہو رہون آج میرا باپ مجکو لینے آوے گا
مین نے پانی گرم کیا اور اوس کو خوب مَل مَل کر نہلایا بعد نہانے کے وہ بچھونے پر جا لیٹا مین نے
لحاف اوڑھا دیا بعد قیلولہ مجسے کہا اے سلطان میرا جی اسوقت خربزہ کھانے کو چاہتا ہے تم ایک
لے آؤ تو مین کھاؤن مین نے ایک خربزہ بہت سے خربزون سے کہ وہان رکھے ہوئے
تھے ایک رکابی مین رکھ کر اوسکے پاس لے گیا اور خربزہ تراشنے کے لیے چھُری کو پوچھا
تب اوسنے کہا میرے سرھانے والے طاق پر ہے مین اوسکے لینے کو اوچکا اور چاہتا
تھا کہ لیکے آؤن مگر قضارا میرا پانؤن قالین پر پھسلا اور مین اوس جوہری بچے پر بے اختیار اس
طرح گرا کہ چھُری اوسکے سینے پر لگی اور فی الفور وہ مر گیا مین نے واویلا کرنا اور منھ اور چھاتی پیٹنا

اور کبھی [illegible] کرنا شروع کیا اور کہا افسوس ہی گھڑی باقی رہی
تھین کہ یہ دن اوسپر سے ٹل جاتا فقط اتنے ہی واسطے اِس بیچارے نے یہان آکر پناہ لی تھی اور
درحقیقت مین ہی کمبخت اسکا قاتل ہوا نجومیون نے سچ کہا تھا پھر مین نے دونون ہاتھ اوٹھا کر کہا
خداوندا تو دانا بینا ہے مینے اِسے قصدًا نہین مارا غرض دیر تک اوس کی لاش پر روتا رہا جب دن
تھوڑا باقی رہا مین سمجھا کہ اب اِسکا باپ لینے کو آتا ہوگا آج چالیس دن پورے گذر گئے مین کس منھ
سے اوس سے مُلاقات کرون افسوس سب میری محنت اور خدمت رایگان گئی بلکہ نیکی برباد گناہ
لازم ہوا اب یہان رہنا مناسب نہین اوسکی لاش کو یونہین چھوڑ کر مین تہ خانے مین سے نکل آیا
اور دروازہ بند کر دیا اور دریا کی طرف نظر کی دیکھتا کیا ہون کہ وُہی جہاز جوہری بچے کے لینے
کو آتا ہے تہ خانے کے اوپر ایک بہت بڑا درخت کنجان تھا اوسکے اوپر چڑھکر مینے اپنے تئین
چھپایا جہاز نے اوسی کول مین آکر لنگر کیا اور وہ مرد پیر غلامون سمیت جہاز سے اوترکر اوس
تہ خانے کے نزدیک خوشی خوشی آیا اور لڑکے کو پکارا کچھ جواب نپایا پھر تہ خانے مین جاکر پلنگ پر

تصویر عجب کے ہاتھ سے چھری گرنے اور جوہری بچے کے سینے مین گھسکر مرنیکی
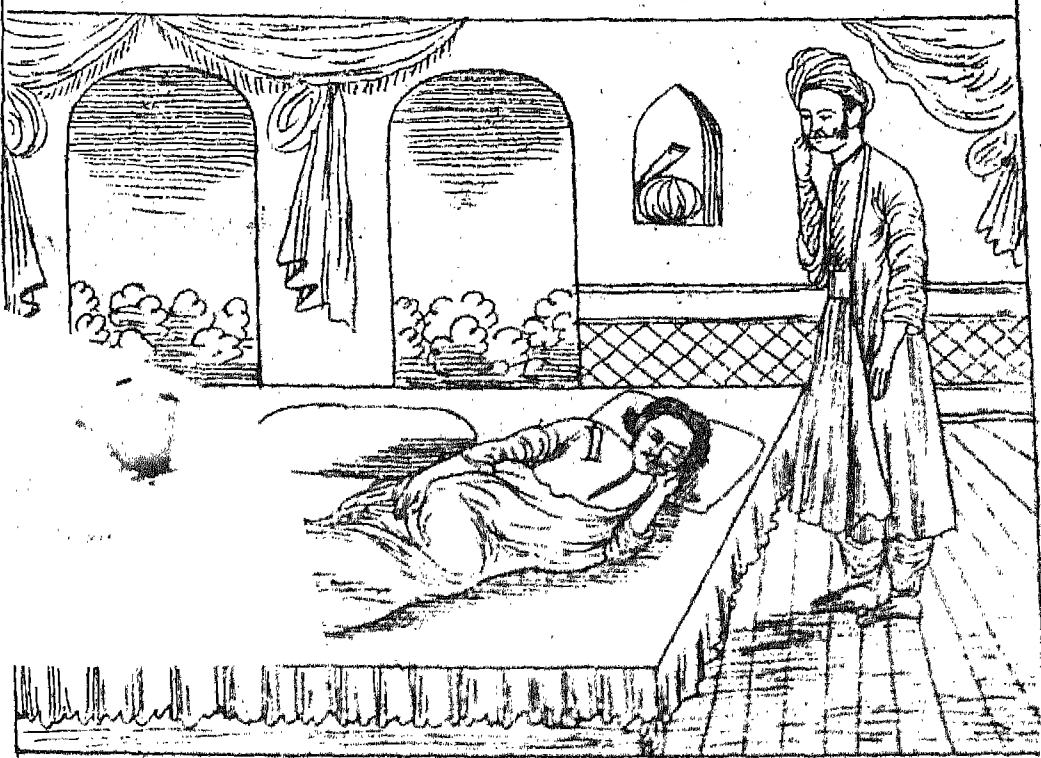
اوسے مقتول پایا اس طرح سے کہ چھری اوسکے جگر مین دھنسی ہے بیٹے کے
مین بھی رونے لگا آخر اوس مرد پیر کو کہ فرزند کی لاش دیکھنے سے غش آگیا تھا بازو پکڑ کر ہوا کھانے
کے واسطے اوس تہخانے سے باہر نکالا اور اوسی درخت کے نیچے جسپر مین چھپا ہوا بیٹھا تھا بٹھایا وہ
بدقسمت باپ پھر بھی ماتم مین اپنے بیٹے کے مبتلا ہوا جب ہوش مین آیا غلامون نے اوس مقتول
کی لاش کو تہخانے سے نکال کر غسل دیا اور نئے کپڑون مین کفنا کر مدفون کیا پھر اوس کے باپ
کو کہ زار زار روتا تھا قبر پر لائے اوسنے پہلے سب کے تین بار قبر مین مٹی دی بعد اوسکے غلامون نے
قبر کو مٹی سے توپ کر برابر کر دیا پھر تہخانے سے اسباب اور طعام باقی ماندہ نکال کر جہاز پر لے گئے اور
اوسپر سوار ہوکر اپنے شہر کو روانہ ہوے جب جہاز میری نظر سے غایب ہوا مین درخت سے نیچے اترا
اور بسبب تنہائی کے رات کو اوسی تہخانے مین سو رہتا اور دن کو جزیرے مین واسطے ڈھونڈھنے راہ
کے ادھر اودھر پھرا کرتا اور پھل پھلاری کھاکے جیتا غرض ایک مہینے تک مین اسی طرح اوس
جزیرے مین رہا یہان تک کہ دریا پایاب ہوگیا پانی میری پنڈلیون تک رہ گیا مین بڑی دشواری سے
اوس پار پہونچا اور بہت دور تک چلا گیا یہان تک کہ دور سے ایک شے مثل آگ جلتی ہوئی کے
نظر پڑی مین خوش ہوکر نزدیک گیا معلوم ہوا کہ سرخ تانبے کا قلعہ ہے آفتاب کی شعاع پڑنے سے
آگ کی طرح دور سے نظر آتا ہے مین اوس قلعہ کے نزدیک جاکر بیٹھ گیا اور چاہا کہ حال اوس قلعہ
عالی شان کا دریافت کرون اتنے مین دس جوان حسین اوس قلعے سے نکلے مین اونھین دیکھکر
نہایت متعجب ہوا اسواسطے کہ دسون جوان داہنی آنکھ سے کانے تھے اور ایک بڈھا دراز قامت
جسکی صورت نہایت متبرک تھی ہمراہ اون جوانون کے تھا مین ہنوز اسی تعجب مین کہ یہ سب ایک
سے کانے کیونکر ہوے اور ایک جگہ کس لیے ہین کہ وہ ناگہان میری طرف آئے اور مجھسے
پوچھا تمھارا آنا یہان کیونکر ہوا مین نے اول سے آخر تک سب حال اپنا بیان
[illegible] متحیر ہوے پھر وہ سب جوان مجھے اپنے ساتھ اوس قلعے کے اندر لے گئے
[illegible]ن دردالان بہت بڑے لنبے چوڑے دیکھے اور سوا دالانون کے بارہ دری
[illegible]ب اور سامان سے سجے ہوے تھے ایک طرف قلعے کے ایک مکان بہت بڑا
عالی شان بلند دیکھا جسکے دورمین دس مکان نیلگون بطور حجرون کے الگ الگ چھوٹے چھوٹے

واسطے شب باشی اور [illegible] کے ایسے بنے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اوس مین بخوبی رہ اور
بیچ مین اوس دائرے کے ایک اور دالان سیاہ کہ بہ نسبت اون دس حجرون کے قدرے بلند تھا
اوس مین وہ مرد پیر جسکا ذکر مینے آگے کیا جا کر بیٹھا اور اون دس حجرون مین کہ گرد اوس دائرے
کے تھے وہ دسون جوان علیٰحدہ علیٰحدہ بیٹھے ایک جوان نے مجھسے کہا اے دوست تو بھی قالین پر
کہ بیچ مین اس مکان کے بچھا ہوا ہے جا کر بیٹھ مگر کسی امر کو جو ہم کرین پوچھیو نہین اور نہ اس امر کو
پوچھیو کہ کیونکر ہماری داہنی آنکھ گئی ہر ایک امر کو دیکھ کر چپ ہو رہیو پھر وہ بڈھا اوٹھا اور اون

تصویر بڈھے مشترک اور اون جوانون کی جو داہنی آنکھون سے کانے تھے

دسون جوان کے لیے کھانا لایا اور ہر ایک کو حصہ جُدا جُدا دیا اور ایک حصہ مجھے
کھایا جب ہم سب کھا چکے اوس بڈھے نے ایک ایک گلاس شراب کا ہم سب کو د
پینے کے [illegible] کے واسطے کہا مینے دوبارہ اونکو سُنایا پھر دیر تک ادھر ادو [illegible]
ایسی باتین کرتے رہے جب رات بہت گذری ایک جوان نے بڈھے سے کہا اب وقت ہمارے
آرام کرنے کا پہونچا تم اب تک وہ چیز نہین لائے اِس بات کو سُنکر وہ اوٹھا اور ایک حجرے سے

دس طشت نیلے خوان پوشوں سے ڈھکے ہوئے لا یا اور ایک ... ایک ایک شمع کے
ہر ایک جوان کے آگے رکھا اونھون نے اون تھالیون کو کھولا ہر ایک تھالی مین راکھہ اور کوئلے
کی سیاہی اور سیاہ چراغ تھا اونھون نے اوس راکھہ اور سیاہی کو ملا کر اپنے چہرون پر ملا اونکی شکلین
عجب طرح کی بھیانک معلوم ہونے لگین پھر وہ سب چلا کر روئے اور منھہ چھاتی اپنی پیٹ کر کہنے لگے
دیکھو نتیجہ ہماری بے وقوفی اور بوالفضولی کا اور اسی طرح بڑی رات تک روتے اور پیٹتے رہے جب
خاموش ہوے وہی بڈھا ہر ایک کے پاس سلابچی آفتابہ لے گیا ہر ایک نے اپنا منھہ اور ہاتھہ دھویا
اور کپڑے بدل کر اپنے اپنے مکانون مین جا کر سو رہے یہ حال دیکھہ کر مجکو عجب طرح کا اضطراب ہوا چنانچہ
کئی بار چاہا کہ اپنے عہد کو توڑ کر احوال پوچھون مگر ضبط کیا اور فجر تک اسی اندیشے مین مجھے نیند نہ آئی
دوسرے دن صبح کے وقت جب ہم سب اوس قلعے سے ہوا کھانے کو نکلے مینے اونسے کہا صاحبو تم
سب مجکو ذی شعور اور عقلمند دکھائی دیتے ہو مگر رات کو جو مینے تمھارا حال دیکھا تو بہت تعجب کیا اور
مین سخت تردد مین پڑا ہون اگر تمسے سبب پوچھتا ہون تو خلاف اپنے قول کے ہوتا ہے اور اگر نہین
پوچھتا تو مجھسے رہا نہین جاتا اب تاب ضبط کی نہین اسواسطے پوچھتا ہون کہ تمنے کیون اپنے چہرون کو
کالا کیا اور دہنی آنکھہ سے تم سب کسواسطے کانے ہوا اونھون نے کہا ہم اسکا سبب کہہ نہین سکتے
اگر تمکو ہمارے ساتھہ رہنا منظور ہے تو ان باتون کے خیال مین نہ پڑ پھر جب رات ہوئی ہمنے کھانا سب
کا جدا جدا کھایا اور اوس بڈھے نے اوسی طرح سے تھالیون کو اونکے آگے رکھا اور دو منھہ اپنا سیاہ کر
بدستور شب گذشتہ سب امرون کو عمل مین لائے مین اس حال کو مکرر دیکھہ کر نہایت بیقرار ہوا اور اونسے
کہا صاحبو یا تو تم مجھے اس امر سے آگاہ کرو یا مجھے میری ولایت کو پہونچا دو مجھے اتنا صبر نہین کہ مین
ساتھہ رہکر تمھین اس حالت مین دیکھا کرون ایک جوان نے مجھے جواب دیا کہ تو ہمارے اس حال کو
دیکھہ کر ... ہم بسبب تیری دوستی اور بھلائی کے اوسکو ظاہر نہین کرتے کہ مبادا تیرا حال بھی
... اگر تو چاہتا ہے کہ ہماری اس بدقسمتی سے آگاہ ہو تو جیسے کہہ کہ اوسکی تدبیر کرین مینے
... مشتاق ہون اوس جوان نے کہا پھر تمکو ہم سمجھاتے ہین کہ ہماری نصیحت پر عمل کر
مین نے نہ مانا پھر اوس جوان نے کہا کہ اگر کسی صدمے سے تمھاری دہنی آنکھہ کانی ہو جائے کی
اور ہمارے پاس آوگے تو ہم تمکو اپنے ساتھہ ہرگز نہ رہنے دینگے اسواسطے کہ یہان اب گیارھوین کی

با دقت اوس ... ر کو حلال کرکے اوسکا
پوست نکالا ... ہما اسکو احتیاط سے اپنے پاس رکھ تیرے کام آئیگی اب ہم تجھے
اِس کھال مین بند کرکے میدان مین رکھ کر چلے آئینگے ایک بہت بڑی چڑیا جسکو رخ کہتے ہین وہ آکر
تجھے اپنا شکار سمجھ کر جھپٹا مارکے اوپر کو لے اوڑیگی اور پھر تجھے ایک پہاڑ کی چوٹی پر رکھ کر ارادہ تیرے
کھانے کا کریگی جسوقت تو اپنے تئین زمین پر پاوے فی الفور چھری سے کھال چیر کر جلد باہر نکل آ وہ
تجھے دیکھ کر ڈریگا اور اوڑ جائیگا پھر تو بلا تامل آگے جائیو تھوڑی دور پر تجھے ایک قلعہ نہایت عجیب
غریب ملیگا اوس قلعے کے نیچے سے اوپر تک پتھر سونے کے لگے ہین اور جا بجا اوسپر زمرد ہیرے وغیرہ
جواہرات قیمتی جڑے ہین پھر تو دروازے سے کہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے ہوکر اندر قلعے کے بے خطر چلا
جائیو ہم سب بھی اوس قلعہ مین باری باری سے گئے مگر جو کچھ واردات ہم سبھون پر وہان گذری
وہ قابل بیان نہین تجھے خود معلوم ہوجائیگا مگر یاد رکھنا کہ ہماری طرح تو بھی دہنی آنکھ سے کانا
ہوجائیگا جب اوس جوان نے یہ کلام تمام کیا مین نے چھری اپنے ہاتھ مین لیکر بھیڑ کی کھال کو
اپنے اوپر لپیٹا اور اونھون نے اوسے چارون طرف سے سیا اور میدان مین لاکر رکھدیا تھوڑی
دیر مین رخ جانور آیا اور مجھکو بھیڑ سمجھ کر اپنے چنگلون مین پکڑ کر اوس پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا جب مینے
دیکھا کہ اوسنے مجھے زمین پر رکھا فی الفور مین چھری سے کھال کاٹ کر باہر نکل آیا رخ مجھے دیکھتے ہی
اوڑگیا مین دوپہر کے بعد اوس قلعہ مین پہونچا اور قلعہ کو بہت خوبصورت اور اچھا پایا پھر مین اوسکے
اندر گیا ایک مکان مربع بہت وسیع دیکھا جس مین ایک دروازہ سونے کا اور ننانوے دروازے
صندل اور آبنوس کے تھے اور بے شمار زینے نظر پڑے جن مین سے چڑھکر اون مکانون پر جاتے تھے
وہ سو دروازے خزانون اور باغون کے تھے اون مین بے شمار دولت بھری ہوئی تھی ... رکھ ایک
دروازہ بارہ دری کا نظر پڑا اوسکے اندر مینے جاکر دیکھا چالیس جوان بیبیا
لباس فاخرہ پہنے ہوے بیٹھی تھین مجھے دیکھتے ہی اوٹھ کھڑی ہوئین اور نہایت
آؤ صاحب خیر و عافیت سے ہو ہم سب بڑی دیر سے منتظر تمہارے تشریف لانے
ہین سب صفات اور خوبیان ہمارے دلخواہ پائی جاتی ہین پھر اونھون نے
مکان مین کہ اور مکانون سے بلند تھا بٹھلایا پھر اون سب نے کہا اس وقت سے تم ہمارے سب

خاوند اور مالک ہو ہم فرمانبردار ہین اسوقت کی کچھ بیان نہین کر سکتا ہون
ایک گرم پانی میرے پانون دھونے کے واسطے لائی اور دوسری خوشبو کا پانی میرے ہاتھون پر ڈالنے
لگی اور کسی نے پوشاک لاکر پہنائی اور کسی نے کھانے طرح طرح کے لاکر میرے آگے چنے اور کوئی صراحی
اور گلاس شراب نفیس کا ہاتھ مین لیکر کھڑی ہوئی غرض ان سب خدمتون کو با خلاص تمام
کرتی تہین مین ایسا فریفتہ ہوا کہ سب رنج بھول گیا اور اپنے تئین بادشاہ ہفت اقلیم سمجھنے لگا
پھر مین نے اون سب کے ساتھ خاصہ کھایا اور شراب پی پھر اون سبنے گرد بیٹھکر مجھسے کیحال سفر
پوچھا مین نے اونسے سب حال اپنا بیان کیا یہان تک کہ رات ہو گئی پھر اونھون نے اوس مکان

تصویر خوبصورت بیبیون اور شہزادے کی

کو مرتبہ مین کی کہ دن معلوم ہونے لگا اور قابین کھانیکی اوٹھاکر میوے اور شیرینی وغیرہ
اور طرح طرح کی شرابین اور افشردے شیشون اور کنٹرون مین لاکر چن دیے جب سب
مین مجھے اوسپر بٹھلایا اور کئی بیبیان میرے ساتھ بیٹھین اور کئی گانے بجانے لگین پھر
شراب دیر تک پیتے رہے بعضی سازون کو ملاکر گانے لگین اور بعضی ناچنے آدھی رات اسی لطف مین

مین گذری اور قبل اس ... ماموقوف ہوا ایک بی بی نے کہا ہے مہاراج تم بہت دور سے آئے ہو
اور ماندے ہو اب آرام کرو آپکی خوابگاہ تیار ہے مگر ہم مین سے ایک کو پسند کر و تا وہ آپکے کمرے مین
جاکر سوئے مینے کہا یہ غیر ممکن ہے کہ مین ایک کو تم مین سے کہ سب حسن مین یکسان ہو ترجیح دون یہ امر
موجب میری گستاخی اور باعث رنجیدگی اوروں کا ہوگا اوس بی بی نے کہا کہ ہم سب مین حسد نہین
ہم شوق سے ایک کو ہم چالیس بیبیون سے ہاتھ پکڑکے جاؤ کوئی برا نہ مانیگی ہم سب باری باری
شرف اندوز آپکی ہمبستری سے ہونگے کوئی آج کوئی کل بعد چالیس دن کے ہم سب ایک ایک
شب کو تمھاری خدمت مین رہینگے پھر از سر نو دورہ ہوگا اس مین تردد نکرو جلد ایک کو پسند کرو
مینے مجبور ہوکر ہاتھ اوس بی بی کی طرف دراز کیا جو مجھسے ہمکلام تھی اوسنے فی الفور اپنا ہاتھ مجھے
دیا پھر سب نے مجھے ایک بہت اچھی خوابگاہ مین لے جاکر اوس بی بی کے ساتھ چھوڑکر اپنے اپنے
کمرے مین جاکر آرام کیا دوسرے دن فجر کو مینے خواب سے بیدار ہوکر رنگ برنگ کے لباس اور جواہرات
کو کشتی مین پہلے سے تیار تھے پہنے بعد اسکے اون اونتالیسون بیبیون نے آکر مجھے سلام کیا اور
میری خیر و عافیت پوچھی اور مجھے حمام مین لے جاکر نہلایا اور پوشاک اوس سے زیادہ تکلفی پہنائی
اور کھانا کھلایا بعد اسکے سیر و تماشون مین آدھی رات مانند پہلی رات کے گذر گئی جب وقت آرام
کرنے کا آیا انھون نے مجھسے کہا جسے آپ پسند کرین وہ آپکے ساتھ سورہے مینے ایک کا ہاتھ اون مین
سے پکڑلیا اور خوابگاہ مین جاکر سورہا پھر فجر کو وہی رنگ ہوا القصہ بی بی اسی وضع سے بکمال
عیش و عشرت مین ایکسال کامل قلعے مین رہا جب ایک دن اوس برس کا باقی رہا وہ سب
بیبیان بالتوہر روز فجر کو آکر مجھے سلام کرتین اور میری خیر و عافیت پوچھتین اوسدن وہ سب
روتی ہوئین آئین اور مجھسے گلے لگ کر کہنے لگین اے شہزادے اب ہم سب تمسے رخصت ہوتی ہین
تمھارا خدا حافظ اونکے رونے سے مجھے کمال رقت ہوئی مینے کہا برائے خدا مجھے آگاہ کرو اگر کچھ
تمھاری مدد کر سکتا ہون یا نہین اونھون نے کہا مرضی خدا کی یون ہی ہے کہ
اور نہ تم ہمین دیکھو اسواسطے کہ بہت آدمی مثل تمھارے یہان آئے اور رہے آخر ہم
جدائی ہوئی اب ہمکو خبر نہین کہ وہ زندہ ہین یا نہین یہ کہکر پھر وہ سب رونے لگین مین نے کہا
تم کیون نہین حال بیان کرتی ہو اونھون نے کہا سوا اس امر کے تجھسے اور ہم کیا کہین کہ یہ وقت

ہماری اور تمھاری مُفارقت کا ہی اور پھر ہمین اُمید نہین کہ تمکو ... ہین اگر تم چاہو تو البتہ تمکو
پھر اُمید ہی کہ اگر تمکو دیکھین اور یہی صحبت ہمارے اور تمھارے درمیان مین رہے مینے کہا خدا کے
واسطے صاف صاف کہو تب ایک نے کہا کہ ہم چالیسون بیٹیان بادشا ہون کی ہین سال بھر ہم اس
مکان مین واسطے تفریح طبع کے رہتے ہین بعد ایک برس کے ہم چالیس دن کے واسطے بعض
امور ضروری کے لیے یہان سے جاتے ہین اور بعد چالیس روز کے پھر اِس مکان مین آتے ہین
کل کے دن یہ برس پورا ہوا آج کے دن ہم سب تم سے رخصت ہوتے ہین یہ سبب ہمارے رونیکا
ہے اور قبل اسکے کہ ہم جاوین سب اسباب اور مکانون کی کنجیان خصوصاً اِن سو دروازون کی
تمھین سپرد کرینگے تاکہ تم بعد ہمارے جانے کے ہر ایک مکان کی سیر کرکے دل اپنا بہلانا مگر ہم تمھین
تمھاری ہی قسم دیتے ہین کہ اس سونے کے دروازے کو نہ کھولنا اگر تم اسے کھولوگے تو پھر ہم تمکو
ہرگز نہ دیکھ سکین گے تمسے صبر نہ ہوسکے گا اور خواہ مخواہ اوس دروازے کو بھی پیچھے ہمارے کھولوگے
یہی امر سبب ہماری اور تمھاری مُفارقت کا ہے اسواسطے ہم تمھاری جُدائی کے لیے روتے ہین
اگر تمھین خدا توفیق دے بعد ہمارے جانے کے اوسے نہ کھولو تو کچھ جائے اندیشہ نہین تمھارا چین
ہے دیکھو خبردار اِس سونے کے دروازے کو زنہار نہ کھولنا اِس سونے کے دروازے کی کنجی کو آپ
اپنے پاس رکھیے اونکی یہ باتین سُنکر مجھے نہایت رنج ہوا مین نے کہا تمھاری مُفارقت مین مجھے کمال رنج
ہوگا اور تمھاری اِس نصیحت سے ممنون اور شاکر ہوا مین مقرر بموجب تمھارے کہنے کے عمل کرونگا
اور ہرگز سونے کے دروازے کو کبھی نہ کھولونگا آخر ایک ایک کے گلے لگ کر اون سب بیبیونکو رخصت
کیا پھر وہ سب اوس قلعے سے چلی گئین اور مین اکیلا رہ گیا ایک برس تو ایسے جلسے مین رہا اب
تنہائی سے مجھے کمال ملال ہوا چالیس روز کی جُدائی تھی مگر مجھکو ایک ایک گھڑی برس تھی آخر
چاہا کہ بموجب اونکی نصیحت کے فقط دروازہ سونے کا نہ کھول اور دروازے جنکے
... ہی کھول اونکی سیر کر اور اپنے جی کو بہلا پھر مین نے کنجیان لیکر پہلا دروازہ کھولا
... میوون کا باغ دیکھا کہ مثل اوسکے کوئی باغ دُنیا مین نہوگا ہزارون درخت میوہ دار
جا بجا قرینے سے لگے ہوے اور طرح طرح کے میوے خوشرنگ و خوشمزہ اون مین لٹک رہے
تھے اور اون درختون مین پانی عجب طرح سے پہونچتا تھا چھوٹی چھوٹی نہرین نجتہ چارون طرف سے

بڑی نہر ... کہ خود بخود ہر ایک درخت کی جڑ مین پانی بقدر حاجت
کے پہونچتا دیر تک اوس باغ کی مین نے سیر کی اور ہر ایک امر کو اوسکے کہ نہایت عجیب و غریب تھا
دیکھکر متحیر ہوتا آخر اوس دروازے کو بند کرکے دوسرا دروازہ کھولا اوس مین صرف پھولونکا چمن
تھا اور پانی نہایت صنعت سے پہونچتا اور کوئی قسم کا پھول دُنیا مین نہوگا کہ اوس باغ مین نتھا
اور اونکی خوشبوون سے وہان کی ہوا معطر ہو رہی تھی پھر وہ دروازہ بند کرکے تیسرا کھولا اوس مین
ایک چڑیا خانہ تھا جس مین فرش سنگ مرمر کا اور پنجڑے صندل اور آبنوس کے لٹکتے تھے بلبل
اور طوطی وغیرہ خوش الحان ایسے کہ خوش آوازی اور چہچہانے سے بے اختیار دل کو فرحت اور
سرور حاصل ہوتا اور اون طیورون کے دانے پانی کی کٹھیان زبرجد وغیرہ سنگ قیمتی کی تھین
اور وہ چڑیا خانہ اتنا بڑا تھا کہ سو آدمیون سے اوسکی خبر گیری نہو سکتی مگر اون باغون مین ایک آدمی
بھی دکھائی نہین دیتا تھا اور ایک تنکا بھی وہان بیکار نظر نہ آیا پھر جب آفتاب قریب غروب
کے ہوا تب وہ چڑیان واسطے بسیرا لینے کے اپنے اپنے نشیمن مین جا بیٹھین اور مین اپنے مکان مین
آکر سو رہا دوسرے دن پھر مجھکو واسطے کھولنے اور دروازون کے جاکر ایک دروازہ کھولا اوس مین
ایک بڑی عمارت پائی جسکے گرد بڑے بڑے مکان وسیع بنے ہوے تھے اور اوس مین چالیس
دروازے لگے دیکھے مگر وہ سب دروازے کھلے ہوے تھے اور ہر ایک دروازے سے راہ خزانون
مین جانے کی تھی چنانچہ ایک کوٹھا صرف موتیون سے بھرا ہوا تھا ایک ڈھیر مین بڑے موتی بانند
بیضے کبوتر کے تھے دوسرے ڈھیر مین موتی چھوٹے اور اسی طرح کے کئی ڈھیر اور ہر ایک قسم کے موتی
جدا جدا اور دوسرے کوٹھے مین ہیرے اور لعل شبچراغ وغیرہ اور تیسرے مین زمرد ... چوتھے مین سونے
کی اینٹین پانچوین مین اشرفیان چھٹے مین چاندی کی اینٹین ساتوین مین روپے ... آٹھوین
مین بلور لشیبا اور طرح طرح کے جواہرات اور معدنیات غرض ان اشیاے قیمتی سے
بھرے ہوے تھے اس دولت بے انتہا کو دیکھکر مین متحیر ہوا اور سوچا کہ مین کیا خوش نصیب ہون
کہ اس قدر خزانے اور چالیس شہزادیان حور تمثال اپنے تصرف مین رکھتا ہون ... جو
وہان کے کیا بیان کرون زبان میری قاصر ہے غرض جب اس سیر و تماشے مین اونتالیس دن
گذر گئے اور اس عرصے مین مین نے ننانوے ۹۹ دروازے کھولے اور ہر ایک شے کو دیکھکر نہایت تعجب کیا

فقط ایک دروازہ رہگیا کہ جسکے کھولنے کے لیے مجھے ... دوسرے دن اوسکے
سب شہزادیان اوس قلعے مین آئین اور مجھ سے ملاقات فرمائین مجھ کو اوٹھتے ہی مجھے شیطان نے
بہکایا کہ اوس سونے کے دروازے کو بھی کھول اوس مین یقیناً سب سے اچھی کوئی شی عجوبہ ہوگی
آخر یہان تک بہکایا کہ مینے اوس دروازے کو کھولا مجھ کو کھولنے کے ایسی اچھی خوشبو اوسکے اندر سے
آئی کہ مجھے غش آگیا پھر اپنے ہوش مین آکر مینے کہا کہ ذرا اسکے اندر جا کر دیکھ بھال کر جلد بند کر دونگا
آخر اوسکے اندر گیا اور تھوڑی دیر توقف کیا کہ وہ تیزی خوشبو کی کم ہوجائے اتنے مین اوس دروازے
کے اندر ایک مکان بہت بڑا گنبد دار دیکھا کہ اوسکی زمین پر زعفران بچھا ہوا تھا اور اوس کے اندر
شمعین عنبر اور اگر کی سونے کی تپائیون پر روشن تھین علاوہ اسکے بہت چاندی کے چراغ
خوشبودار تیل کے روشن دیکھے اور منجملہ اون عجائبات کے ایک مشکی گھوڑا بہت خوبصورت بندھا
ہوا تھا مین نزدیک جا کر اوسے دیکھنے لگا زین اور لگام مین تار سونے کے لگے ہوے آگے اوسکے
بہت دانے جو اور تل ایک ظرف مین رکھے ہوے اور ایک ظرف مین گلاب واسطے پینے کے
مین اوسے باہر چاندنی مین نکال لایا تاکہ اچھی طرح دیکھون پھر مینے اوسپر سوار ہوکر چاہا کہ وہ چلے
مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا آخر مین نے اوسکو ایک چابک مارا وہ بڑی خوفناک آواز سے ہنہنایا اور
اپنے پرون کو کہ مینے پہلے نہین دیکھے تھے کھول کر آسمان کی طرف اتنا بلند اوڑا کہ زمین دکھائی
دینے سے رہ گئی مین خوف سے گرنے کے اوسکی گردن مین لپٹ گیا پھر اوسنے زمین کی طرف
اوترنا شروع کیا آخر کو چھت پر پیتل کی قلعہ کی اوترا اتنی فرصت مجھے لینے ندی کہ تا مین اوسکے
اوپر سے اوترون اپنی پیٹھ کو اسقدر جنبش دی کہ مین چت گرا اور دم کو میری داہنی آنکھ مین مارا
اوس سبب میرے کانے ہونے کا ہوا اوسوقت مجھے کہنا اون دس جوانون کا یاد
آیا اور میری نظر سے غائب ہوگیا مین اوس مصیبت مین اوٹھا اور تمام چھت اوس
درد چشم سے نہایت بیقرار تھا پھر مین چھت کے نیچے اوترکر بارہ دری مین جا کر اون
اوس جوانان نوجوان کے گرد اوس مکان کے تھے اور اوسکے بیچ والے کو کہ دسون سے بلند تھا دیکھکر پہچانا
کہ یہ وہی قلعہ ہے جس مین سے رخ مجھے پہاڑ پر اوٹھالے گیا تھا وہ دسون جوان بھی تھوڑی دیر مین
اوس پیر مرد کے ساتھ آئے اونھون نے مطلق میری طرف توجہ نہ کی اور نہ میری آنکھ پھوٹنے کا

افسوس کیا اور کہا ہم تمھیں [illegible] حال پر ہشیار کیا نہین دے سکتے اور ہم باعث تمھاری اس مصیبت
کے نہین ہوے مینے کہا سچ فرماتے ہو جو کچھ مجھپر گذرا صرف اپنے ہاتھون سے پھر اونھون نے
کہا اس مصیبت کے علاج سے بھی ہم معذور ہین کیونکہ اسی مین ہم سب بھی مبتلا ہین ایک ایک
برس تک ہم سب بھی کمال عیش و عشرت سے اوس قلعے مین رہے اگر سونے کا دروازہ کھولتے
تو ہماری یہ حالت نہ ہوتی اور ہمیشہ اوسی عیش مین رہتے تم ہم سب سے زیادہ ہوشیار تھے لیکن
اوسی بلا مین مبتلا ہوے اس جگہ اب گنجایش اور شخص کی نہین تمھارے حق مین یہی بہتر ہے
کہ یہان سے تم بغداد کو جاؤ وہان پر ایسے شخص سے ملاقات ہوگی کہ جو تمھاری اس مصیبت کو
دور کریگا اور اوسکے سبب سے تمھارا یہ سب ادبار مبدّل بعیش ہو جائیگا مینے راہ بغداد کی لی اور
اثناے راہ مین چار ابرو کا صفایا کر لباس قلندری پہنا بعد مدّت دراز کے سفر کرتے کرتے آج
شام کو اس شہر مین پہونچا دروازے پر شہر پناہ کے ان دونون قلندرون سے ملاقات ہوئی پھر
ہم تینون واسطے تلاش کرنے مکان کے نکلے خوش نصیبی سے تمھارے دروازے پر آئے تم نے
از راہ غریب نوازی ہمین اپنے گھر مین جگہ دی اور سب طرح سے سرفراز کیا کہ جسکا شکر ہم ادا نہین
کر سکتے جب تیسرے قلندر نے بھی اپنا قصّہ تمام کیا زبیدہ نے کہا کہ تم تینون کا قصور مینے معاف
کیا اب تم یہان سے چلے جاؤ تب اونمین سے ایک نے کہا ہم امیدوار ہین کہ یہان ٹھہر کر ان تینون
شخصون کا حال بھی سن لین زبیدہ نے خلیفہ اور جعفر اور مسرور سے کہ اونکے رتبون سے واقف
نہتھی کہا اب تم تینون بھی اپنا اپنا حال کہو وزیر جعفر نے عرض کیا کہ بی بی ہم اپنا حال وقت
داخل ہونے اس مکان کے مفصّل عرض کر چکے ہین ہم تینون شخص سوداگر موصل کے ہین واسطے
بیچنے اپنے اسباب کے بغداد مین آئے تھے اور ایک کاروانسرا مین اوترے آج کی رات ایک
سوداگر نے اس شہر کے ہماری دعوت کی تھی ہم سب کو اپنے گھر بلا کر بہت اچھے کھانے
اور نفیس شراب پلائی بعد اسکے دیر تک گانا اور ناچ محفل مین ہوا کیا یہان تک
کی آواز سنکر روندکے لوگ دوڑے اور بہت سے آدمی محفل کے گرفتار کر لیے ہم اپنی [illegible]
بھاگ کر نکل آئے مگر دروازہ سرا کا بند ہو گیا تھا ہم حیران تھے کہ کدھر جائین ناگہان اس کوچہ
مین پہونچے اور تمھارے گھر کا دروازہ کھلوایا اور تمھاری اجازت سے اسکے اندر داخل ہوے

زبیدہ نے کہا مینے تمہارا قصور بھی معاف کیا اب تم سب یہان سے جاو اور اس طرح للکار کر حکم
دیا کہ خلیفہ جعفر وزیر مسرور تینون قلندر اور حمال ساتون آدمی جلد اوس گھر سے نکل گئے اسواسطے
کہ ساتون حبشی تلوارین ننگی لیے ہوے ہاتھون مین کھڑے تھے اونکے نکلتے ہی دروازہ اوس گھر کا
بند ہو گیا اور خلیفہ نے بے اسکے کہ اپنے حال کو ظاہر کرے قلندرون سے کہا تم اجنبی ہو اس شہر
کی راہ سے واقف نہین کدھر جاوگے اونھون نے کہا ہم اسی تردد مین ہین خلیفہ نے کہا ہمارے
پیچھے چلے آو ہم تمہاری اعانت کرینگے اور وزیر سے خفیہ کہا تو ان تینون قلندرون کو اپنے گھر لیجا کر
رکھہ کل فجر کو وقت دربار کے اونکو میرے حضور مین حاضر کیجیو وزیر جعفر تینون قلندرون کو اپنے
ساتھہ لے گیا اور حمال اپنے گھر گیا خلیفہ مسرور کے ساتھہ اپنے محل مین آیا اور جا کر پلنگ پر لیٹا
مگر فجر تک اوسے نیند نہ آئی اور اونھین باتون کو کہ اوسنے دیکھین اور سُنی تھین یاد کرکے متحیر
ہوتا تھا اور چاہتا تھا کہ اس حال کو دریافت کرون زبیدہ کون ہے اور اون دونون کتیون
کو اسقدر کیون مارا اور امینہ کے بدن مین سیاہ داغ کسواسطے ہین پھر وہ فجر کو اوٹھکر دربار مین
گیا اور تخت پر بیٹھا وزیر جعفر بھی حاضر ہوا اور موافق معمول کے آداب بجالایا خلیفہ نے وزیر سے
فرمایا جبتک اون تینون بیبیون اور اون کالی کتیون کا حال مین دریافت نکرونگا مجھے
چین نہ پڑیگا جا اور جلد اون تینون بیبیون اور تینون قلندرون کو میرے حضور مین لاکر
حاضر کر وزیر اون تینون بیبیون کے گھر گیا اور بآسانی حکم خلیفہ کا ظاہر کیا وہ تینون بیبیان
نقاب اپنے چہرون پر ڈالکر ہمراہ وزیر کے ہوئین اور اون تینون قلندرون کو بھی اپنے ساتھہ
لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا بادشاہ خوش ہوا اور اون تینون بیبیون کو آڑ مین پیچھے
اپنے کھڑے ہونے کو کہا تاکہ اونکی عزت اونکے خادمان محل پر ثابت ہو اور اون تینون قلندرون
کو ... تخت کے نزدیک اپنی جگہ دی جب تینون بیبیان بیٹھین خلیفہ نے کہا آجکی
رات سوداگر کے بھیس مین تمسے ملاقات کی تھی اور ہمارے سبب سے تمھین کچھہ ملال
ہوا اوس سبب سے تم بے ادبی سے پیش آئین آج جو مین نے تمکو بلایا ہے تو تم یہ
نہ سمجھنا کہ اوس امر کے مواخذے کیلیے تم بہر صورت خاطر جمع رکھو مین نے اوس امر کو فراموش
کر ڈالا اور تمہارے آنے سے نہایت خوش ہوا کاشکے یہ تمیز جو خدا نے تمھین دی ہے سب بیبیون

بغداد مین [illegible] ہونے کی باوجود کہ ہمسے تمکو کمال رنج حاصل ہُوا
اور ہمنے بڑا قصور تمہارا کیا مگر تمنے درگذر کیا کل رات کو مین سوداگر موصل کا تھا اِس وقت مین
ہارون رشید ساتوان خلیفہ خاندان عالی شان عباسیہ کا اور جانشین اپنے بڑے نبی کا ہون
اب یہ بیان کرو کہ تم کون ہو اور تم مین سے ایک بی بی نے کسواسطے اون دونون کتیونکو بشدت
مارا پھر گلے سے لگایا اور روئی اور کیون سینہ ایک بی بی کا تم مین سے بسبب داغون کے سیاہ
ہو رہا ہے اگرچہ خلیفہ نے اِس مطلب کو بخوبی اونسے بیان کیا تھا اور اوُنھون نے بھی اچھی طرح
سے سمجھا مگر وزیر جعفر نے مُوافق اپنے دستور کے پھر اوس سوال کو مکرّر اونسے بیان کیا زبیدہ
نے پہلے سب کے اپنا حال اِس طرح کہنا شروع کیا

## قِصّہ زبیدہ کا

اے امیر المومنین میرا حال عجیب و غریب ہے یہ دونون کالی کتیان اور مین تین بہنین ایک مان
باپ سے ہین اب یہ دونون کتیان ہوگئین اور یہ دو بیبیان اب جو میرے ساتھ رہتی ہین میری
سوتیلی بہنین ہین اوس بی بی کا نام جسکے سینے پر داغ سیاہ ہین امینہ ہے اور دوسری کا نام صافی
اور میرا نام زبیدہ بعد مر جانے باپ کے ہم پانچون بہنون نے اُسکا ترکہ آپس مین برابر بانٹ لیا
یہ دونون سوتیلی بہنین اپنا حصّہ لیکر اپنی مان کے ساتھ جا کر رہین اور ہم تینون حقیقی بہنین اپنی
والدہ کے ساتھ رہنے لگین جب مان نے قضا کی ایک ایک ہزار ریال ہم تینون بہنون کو اوسکے
ترکے سے ملے میری دونون بہنون نے کہ مجھسے بڑی تھین بعد پانے اپنے حصّون کے شادی کی
اور اپنے شوہرون کے گھر جا کر رہین مین تنہا رہنے لگی بعد تھوڑی مُدّت کے میری بڑی بہن کے
شوہر نے اپنا سب اسباب بیچکر اور جو میری بہن کے پاس تھا سب کو جمع کر کے
بی بی افریقیہ کی طرف گئے اور وہان میری بہن کے شوہر نے اپنی سب دولت
کا بھی زر و زیور کھا پی ڈالا جب نہایت مُفلس ہو گیا کسی بہانے سے میری بہن
سے نکال دیا وہ خراب خستہ اِتنے بڑے سفر کو بہت مُصیبت سے طے کر کے بغداد
پریشان میرے گھر آئی مین نے خاطر داری سے اپنے گھر مین رکھا اور حال پوچھا اوسے رو کر
شوہر کی بدسلوکی بیان کی مجھے سُنکر بڑا رنج ہُوا اور مین بہت روئی پھر اوسکو نہلا دُھلا کر اپنے توشک

سے پوشاک نکال کر پہنادی پھر بیٹھے کہا بی بی تم میری بہن ہو جب آپ سے مجھے سمجھتی ہو لیکن
اور بعد تمھارے جانے کے خدا نے میرے حال پر کرم کیا ریشم کے کیڑون سے مجھے بہت فائدہ
حاصل ہوا اب جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تمھارا ہے تم بھی یہی کاروبار کرو اوسوقت سے مین
اور وہ ایک ہی گھر مین بہت آرام سے رہنے لگین اور اکثر ہم دونون اپنی دوسری بہن کا ذکر کیا کرتے
تھے کہ مدت سے کچھ اوسکا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان اور کس حال مین ہے تھوڑے دنون کے بعد وہ
بہن بھی خراب خستہ میرے گھر آئی اوسکے خاوند نے بھی سب مال و دولت اوسکی صرف کرکے اوسے
نکال دیا تھا غرض اوسکو بھی مین نے اپنے ساتھ رکھا اور بہت اوسکی دلجوئی کی بعد چند مدت
کے دونون بہنون نے بہانہ اِس امر کا کیا کہ ہمارے رہنے سے زیر باری تمھاری ہوا ہی واسطے
دوسری شادی کے ارادے مین ہین مین نے اونسے کہا اگر میری زیر باری کے خیال سے تم
یہ امر کرتی ہو تو بیفائدہ ہے خدا کے فضل و کرم سے مجھے اِسقدر کاروبار مین حاصل ہوتا ہے
کہ بخوبی ہم تینون بہنون کی اوقات عمر بھر گذر جائیگی اور تمھین کسی طرح سے تکلیف نہونے پائیگی

تصویر زبیدہ کا اپنی دونون بہنون کو حالتِ فقیری مین دیکھنا

اور اگر در حقیقت تمہارا ارادہ شادی کرنے کا ہے تو مین بہت تعجب کرتی ہون کہ باوجود اس تکلیف
اور مصیبت کے جو تمنے شوہرون کے ہاتھ سے پائی پھر بھی خواہش شادی کی رکھتی ہو اس خیال
سے درگذرو اور بے شوہر عزت اور حرمت سے گذران کر دینے اونھین بہت کچھ سمجھایا مگر اونھون نے
اوسپر عمل نکیا شادی کرنے پر مصر ہو کر مجھسے کہا تو ہماری چھوٹی بہن اور ہمسے زیادہ عقیل ہے لیکن اب
ہم تیرے گھر رہ نہین سکتے اسلیے کہ تو ہمکو لونڈیون کے موافق سمجھتی ہوگی مینے کہا بہن یہ کیا کہتی ہو
مین تمکو اپنا بزرگ جانتی ہون جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب تمہارا ہے پھر اونکو اپنے گلے سے
لگا کر اونکی تسلی کی اور بدستور پھر آپس مین ملکر رہنے لگے یہان تک کہ بعد ایک برس کے اسقدر
خدا نے میرے روزگار مین برکت دی کہ مین نے ارادہ تجارت دریا کا کیا کہ یہان سے کچھ اسباب
جہاز پر لاد کر کسی شہر مین لیجایا چاہیے چنانچہ دونون بہنون سمیت بغداد سے بو شہر کو آئی اور وہان
ایک چھوٹا جہاز مول لیکر اسباب تجارت اوسپر بار کیا اور موافقت ہوا سے موہانے مین دریاے
پارس کے پہونچی اور وہان سے راہ ہندوستان کی لی بعد بیس (۲۰) روز کے ہم ایک جزیرے مین جو
نیچے کوہ بلند کے تھا پہونچے اور اوس جزیرے مین ایک بڑا شہر عظیم الشان اور نہایت خوبصورت
تھا اوسکے کنارے ہمارے جہاز کا لنگر ہوا مین تنہا فیلسوٹی پر سوار ہو کر خشکی مین اوتری شہر کے
دروازے پر جا کر دیکھا کہ بہت سپاہی واسطے نگہبانی دروازے کے بیٹھے ہین اور بعضے کھڑے اور
سب کے ہاتھون مین سونٹے مگر شکلین نہایت وحشتناک اور اونکے اعضا مین مطلق حرکت نہ تھی
جب مین نزدیک اونکے پہونچی تو اون سب کو سرسے پانوتک پتھر کا بنا ہوا پایا مین شہر کے اندر گئی اور
چارون طرف سیر کی خلق کو بھی بالکل پتھر کا بنا ہوا پایا چوک کی دوکانین بند دیکھین پھر شہر کے
اوسی طرف ایک بڑا میدان دیکھا کہ اوسکے وسط مین ایک بڑا اچھا پھاٹک تھا کہ جس مین سونے کے پتر
لگے تھے اور اوس دروازے کے باہر ایک پردہ ریشمی پڑا اور ایک ہانڈی واسطے روشنی کے لٹکتی ہے
اوسکی عظمت و شان سے دریافت ہوا کہ یہ دروازہ بادشاہ کے محل کا ہے مینے کہ
نہ دیکھ کر تعجب کیا اور جب پردے کو اوٹھا کر آگے قدم رکھا تو محل کی ڈیوڑھی مین بہت سے سپاہیون
کو دیکھا کہ کچھ کھڑے اور کچھ بیٹھے پتھر کے بنے ہوے پھر دیوان خاص اور عام مین جا کر یہی حال
دیکھا کہ سب چھوٹے بڑے پتھر کے بنے ہوے ہین تیسرے مکان کو بھی انسان سے خالی پایا جو تھے

مکان مین ایک عمارت عالی شان اور خوبصورت دیکھی جسکے دروازے اور زنجیرین سونے کی
تھین مین نے قیاسًا دریافت کیا کہ یہ محل ملکہ کے رہنے کا ہے اندر جاکر دیکھا ایک بڑے دالان
مین بہت حلبشی خواجہ سرا پتھر کے بنے ہوے ہین اور آگے دالان کے ایک مکان اسباب قیمتی
سے سجا ہے اوس مین ایک بی بی بیٹھی تھی پتھر کی بنی ہوئی تاج جواہرات کا سر پر رکھے معلوم ہوا کہ
ملکہ یہی ہے اور اوسکے گلے مین مالا مروارید کہ ہر ایک دانہ اوسکا برابر سپیاری کے تھا اور بہت
شفاف اور نہایت گول اور باہم غلطان ایسے جواہرات اور مکان عالی شان سے مجکو کمال حیرت
ہوئی فرش قالین کا مسند تکیے کمخاب کے منقش پھر اور مکانون مین کہ بہت عالی شان تھے گئی
ایک سب سے بڑا وسیع مکان جس مین سونے کا تخت بچھا ہوا تھا اور گرد اوسکے فرش کے جھالر
موتیون کی لٹکتی تھی اور عجیب تر یہ امر تھا کہ ایک چمک اوس فرش سے نکلتی تھی مینے چاہا کہ دریافت
کرون کہ کس چیز سے نکلتی ہے پھر مین نے اوس تخت پر چڑھکر دیکھا چھوٹی سی تپائی پر ایک عدد
الماس کا بہت بڑا بیضۂ شترمرغ کے برابر رکھا ہے اوس سے آنکھین چوندھیاتی تھین ہر طرف اس
فرش کے تکیے رکھے ہوے اور ایک شمع روشن معلوم ہوا کہ یہان کوئی زندہ بھی ہے اسلیے کہ شمعین
خود بخود نہین جلتین اور بہت چیزون کو اوس مکان مین دیکھکر مجھے تعجب ہوا مگر وہ بہت عجیب تر
تھا اور دروازے اون مکانون کے بعض کھلے تھے اور بعض بھڑے مین ہر ایک مکان مین جاتی
اور اوسکے اسباب کو دیکھتی یہان تک کہ توشے خانون اور دفترخانون مین گئی جسمین بے نہایت
دولت اور اسباب رکھا ہوا تھا اون سب کو دیکھکر مین اپنے تئین بھول گئی نہ تو خیال جہاز کا اور
نہ اپنی دونون بہنون کا رہا اسی امر کے درپے ہوئی کہ کسی طرح یہان کا حال معلوم ہو اتنے مین
رات ہو گئی گھبرا کر چاہتی تھی کہ جس راہ سے آئی ہون پھر جاؤن مگر بسبب تاریکی کے نجا سکی پھر اسی
مکان مین جس مین تخت اور الماس تھا اور شمع روشن تھی آئی اور ارادہ کیا کہ شب کو یہین سو رہو
ن مگر بسبب تنہائی کے نیند نہ آئی آدھی رات کو مین نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص
[illegible] س الحانی سے قرآن پڑھتا ہے مین بہت خوش ہوئی اور ایک شمع ہاتھ مین لے کر
اوسکے قریب گئی ایک مختصر مسجد بنی ہوئی دیکھی دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی پڑھی وہان دو بڑی
بڑی شمعین مومی روشن تھین اور نزدیک اونکے جانماز قالین پر ایک جوان حسین بیٹھا ہوا بخضوع

وخشوع کلام اللہ پڑھ رہا تھا مین خوش ہوئی اور متعجب ہوئی اور سمجھی کہ اس مین کچھ بھید ہی پھر مین نے
محراب مین جا کر جناب الٰہی مین باواز بلند مناجات کی کہ شکر اوس خدا کو جسنے یہ سفر ہمارا مبارک
کیا اور بخیر وخوبی ہمین یہان تک پہونچایا اور اوسکے کرم سے امید ہے کہ پھر سلامت مجھے اپنے شہر مین
پہونچا دے اوس جوان نے میری طرف دیکھکر کہا کہ بی بی تو کون ہے اور کیون ایسے مغضوب شہر مین
آئی مین نے اوس سے اپنا حال مفصل بیان کرکے کہا اب آپ اپنے حال سے مطلع کیجیے جوان نے
قرآن کو جزدان مین گردان کر طاق پر رکھا مین اوسکے حسن وجمال پر عاشق ہو گئی پھر اوسنے مجکو
اپنے نزدیک بٹھلا کر کہا بی بی تم خدا پرست معلوم ہوتی ہو اس شہر کا بادشاہ میرا باپ تھا اور اسکی
سلطنت بہت بڑی تھی مگر وہ اور سب باشندے یہان کے آتش پرست تھے اور نار دین کی جو کہ
اگلے زمانے مین بادشاہ دیوون کا تھا پوجا کیا کرتے تھے مگر مین مسلمان ہون بچپن سے میری دائی
نے مجھے حفظ قرآن کی تعلیم کی اور سمجھایا کہ خدا قابل پرستش کے ایک ہے اور مجکو زبان عربی
سکھائی اور علم تفسیر کا پڑھایا غرض اوس دائی نے سب سے پوشیدہ مجکو سب ضروریات دین

تصویر زبیدہ کا مسجد مین پہونچنا اور ایک جوان حسین کو اوس مین قرآن پڑھتے ہوئے دیکھنا

مطلع کیا مین بعد اوسکے قضا کرنے کے طریق اسلام پر بس اور ہمیشہ اسی پر ہون مجھسے ناراض ہا
پہلے تین برس تک متواتر روزمرہ اس شہر مین یہ آواز مانند رعد کے غیب سے سنائی دیتی تھی
اے رہنے والو اس شہر کے عبادت نار دین کی اور پرستش آتش کی چھوڑکر بندگی خدا کی کہ رحیم
و کریم ہے اختیار کرو یہ تختی رہی مگر کسی نے عمل نہ کیا بعد تین برس کے پہر دن چڑھے سب لوگ
یہان کے مبتلا قہر خدا کے ہوے اور جو جس جگہ اور جس وضع مین تھا وہین رہکر پتھر مین گیا اور
میرا باپ بھی سنگ سیاہ جسے شاید تمنے محل مین دیکھا ہوگا ہو گیا اور میری مان کا بھی یہی حال ہوا
فقط مین عذاب الٰہی سے بچا ہون اور اوسکی بندگی مین بدل مشغول ہون اور خدا نے میری
تسلی کے واسطے تجھے اے نیک بخت اس جگہ بھیجا ہے اس عنایت کا کہان تک شکر بجا لاؤن
یہ سنکر مجھے زیادہ محبت ہوئی اور مین نے بے تامل اوس سے کہا سچ ہے میرا جہاز حاضر ہے اور
رہنے والی بغداد کی ہون جتنا مال اپنے ساتھ لائی ہون اوسی قدر اپنے گھر چھوڑ آئی ہون تمکو
بہت اچھی طرح رکھون گی امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید نائب ہمارے پیغمبر کا جو بغداد مین
رہتا ہے اور اوسکے حال سے تم بھی مطلع ہوگے تمھارا اعزاز موافق تمھارے رتبے کے کریگا
مین پہونچتے ہی اوسکو آگاہ کرونگی آپ میرے جہاز پر سوار ہوکر تشریف لے چلیے جوان نے
بخوشی اس امر کو قبول کیا دوسرے دن فجر کو مین اوس محل سے کنارے دریا کے گئی دونون
بہنون کو کمال متردد پایا مین نے اونسے سبب اپنے نہ آنے کا بیان کیا پھر خلاصیون سے کہہ
کہنے سے جہاز کو میرے اسباب سے خالی کیا اور زر و جواہر وغیرہ جسقدر مین نے محل بادشاہی سے
پایا او سب بار کیا اور اوس شہزادے کو جہاز پر بٹھا کر لنگر اوٹھایا اور بغداد کی طرف روانہ ہوئی اثنا
میری بہنین اوس جوان کو خوب صورت اور خوش سیرت دیکھکر دل اپنا حسد کرنے لگین
و فریب مجھسے پوچھا کہ بعد پہونچنے بغداد کے اس جوان کو کہان رکھو گی ہنسی
پہونچکر مین اپنی شادی اسکے ساتھ کرونگی پھر اوس شہزادے سے مین نے کہا کہ
بغداد کے میرا قصد یہ ہے کہ مین اپنے تئین تمھاری کنیزی مین دون شہزادے
نے خوش طبعی سے کہا جو تمھارا جی چاہے کہ مین تمھاری بہنون کے روبرو اقرار کرتا ہون کہ مین
راضی ہون مین تمھین بجاے اپنی زوجہ کے سمجھونگا ان باتون کو سنکر رنگ چہرے کا میری دونون

بہنون کے متغیر ہوگیا ا[illegible] سے مجھے بنظرِ عداوت دیکھنے لگین یہان تک کہ جہاز ہمارا دریاے
پارس کے موہانے پر پہونچا اور بندر بوشہر سے اتنا نزدیک ہوگیا تھا کہ موافقت ہوا سے دوسرے
دن ہم وہان پہونچتے القصہ مین وہان ایک رات غافل سوئی تھی میری بہنون نے مجھے سمندر مین
ڈال دیا اور شہزادے سے بھی یہی سلوک کیا افسوس کہ شہزادہ تو ڈوب گیا اور مین تیرتے تیرتے
خشکی مین آئی اور فجر کو مین نے اپنے تئین ایک ٹاپو ویران مین پایا جہان سے بندر بوشہر دس
کوس تھا جلد مینے اپنے کپڑے سکھا کر پہن لیے اور ادھر ادھر طرح طرح کے میوے نظر پڑے وہ
مینے کہائے اور ایک چشمے سے کہ نہایت شفاف تھا پانی پیا پھر مین ایک درخت سایہ دار کے نیچے
لیٹ رہی ناگاہ ایک بہت لنبا سانپ پہلے میری داہنی طرف آیا پھر بائین طرف اور زبان منھ
سے لٹکا کر میری طرف دیکھنے لگا معلوم ہوا کہ کچھ اذیت اسکو پہونچی ہے مین چارون طرف دیکھنے لگی
پھر دوسرا ایک سانپ دیکھا کہ اوس سے بڑا پیچھے اوسکے آتا ہے اور دم پہلے سانپ کی پکڑ کر چاہتا ہے
کہ نگل جاے مجھے پہلے سانپ پر رحم آیا بے ڈر ہو کر ایک بڑا پتھر اوٹھا کر اس زور سے دوسرے سانپ
کے سر پر مارا کہ بھیجا اوسکا پاش پاش ہوگیا پہلا سانپ اپنے دشمن سے نجات پا کر فی الفور پر کھول کر اوپر
کو اوڑا مین متعجب ہوگئی پھر دوسری جا پر سو گئی جب بیدار ہوئی ایک عورت سبز رنگ خوبصورت
کو دیکھا کہ دو کالی کتیون کو پکڑے ہوے میرے سرہانے بیٹھی ہے دیکھتے ہی مین کھڑی ہوئی اور
اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا مین وہی سانپ ہون کہ جسکو تمنے دشمن کے ہاتھ سے
بچایا تھا اب مین نے چاہا کہ عوض اوس نیکی کے جو تمنے میرے ساتھ کی احسان کرون اسواسطے
مین اپنی قوم پریون کو ہمراہ لے کر تمھارے جہاز کی طرف گئی اور تمھاری ان دونون بہنون کو
سیاہ کتیان بنا ڈالا اور جسقدر مال و اسباب جہاز مین تھا اوٹھا کر تمھارے توشے خانے مین کہ
بغداد مین ہے رکھ آئی ہون اور جہاز دریا مین ڈبو دیا یہ کہکر اوس پری نے مجھے اور دونون کتیون کو
اوٹھا کر طرفۃ العین مین میرے گھر پر پہونچا دیا مین نے اپنے گھر مین سب زر و جواہرا
پڑا ہوا جیسا کہ تھا پایا اوس پری نے قبل رخصت ہونے کے مجھسے کہا مین تجھے خدا کے حکم سے
کہتی ہون کہ تیری بہنون کے حق مین کافی نہین بلکہ ہر رات کو اونکو ایک ایک سو چابک مارا کرنا
خبردار اس حکم کے خلاف نکرنا اور ہم سب پریان تمھارے تابع ہین جب یاد کرو گی حاضر ہو کر تمھاری

مدد کرینگے خداوند اوس دن سے مین ہر شب اون دونون کتیون کو کہ میری سگی بہنین ہین مارتی
ہون پھر خون کے جوش سے اونکو گلے لگا کر روتی ہون اور پیار کرکے اونکے آنسو پونچھتی ہون
اِن دونون کتیون کے مارنے اور پیار کرنیکا یہ سبب ہے اب باقی حال میری بہن امینہ حضور مین
عرض کریگی خلیفہ نے زبیدہ سے اِس عجیب و غریب قصّہ کو سنکر وزیر سے کہا کہ اب امینہ سے پوچھ
کہ تیرے سینے پر داغ سیاہ کیسے ہین اوسنے اپنی سرگذشت کو اِس طرح بیان کرنا شروع کیا

## قصّہ امینہ کا

میری مان ایک گھر مین مجکو لیکر آئی تا اپنا رنڈاپا کاٹے اور میری شادی ایک بڑے آدمی کے بیٹے
سے کہ رہنے والا اوس شہر کا تھا کر دی ایک برس پورا نہ گذرا تھا کہ میرے شوہر نے قضا کی ور مین
رانڈ ہوگئی مگر سب مال و اسباب اوسکا میرے ہاتھ لگا چنانچہ قریب نوّے ہزار ریال کے نقد میرے
پاس تھے اوسکے منافع سے مین اپنی گذران بفراغت تمام کیا کرتی تھی جب چھ مہینے گذرے مینے
دس جوڑے پوشاک کے بہت عمدہ ایک ایک ہزار ریال کی تیاری کرا اپنے لیے سِلوائے اور بعد
ایک سال کے مینے اون جوڑون کو پہننا شروع کیا ایک دن مین تنہا اپنے مکان مین بیٹھی تھی
کہ میرے ایک نوکر نے آکر کہا ایک بی بی کچھ آپ سے کہنے کو آئی ہے اگر حکم ہو تو اندر آئے مینے
کہا آنے دو اوس بی بی نے کہ بڑی عمر کی تھی آکے مجھے سلام کیا اور مؤدّب کھڑی ہوکر کہنے لگی
کہ مینے آپکی تعریف بہت سُنی ہے میرے پاس ایک لڑکی بے مان باپ کی ہے اور آج کی رات
اوسکی کتخدائی ہوگی مین اجنبی محض ہون اور جسکے ساتھ اوس لڑکی کی شادی ہوگی وہ بڑے
آدمی کا بیٹا ہے اوسکے کُنبے کے بہت لوگ ہین اور سب آسودہ مینے سُنا ہے کہ نوشہ کے ساتھ
بہت بیبیان بھاری زیور اور پوشاکین پہنکر آئینگی اگر آپ تشریف لے چلین موجب میری
بھلائی کے لوگون مین ہوگا میرا اِس شہر مین کوئی قُربی بجز تمھارے نہین
لگی اوسکے رونے پر مجھے ترس آیا مینے کہا اے مادرِ مہربان مین ضرور تیرے
گھر چلونگی بتا اپنے مکان کا مجھے بتا دے مین سرِ شام وہان چلی آؤنگی ضعیفہ دعائین دینے لگی
اور کہنے لگی بی بی خدا آپکو ہمیشہ خوش رکھے مین آج شام کو پھر حاضر ہونگی میرے ساتھ تشریف
لے چلنا یہ کہکر وہ چلی گئی مینے بہت اچھا جوڑا پہنا اور بڑے بڑے زیور سے آراستہ ہوئی شام کو

وہ مجھے لینے آئی مین اوسکے ہمراہ ہوئی اور پیچھے میرے بہت سی خواصین اور لونڈیان بن ٹھن کر
چلین یہان تک کہ ایک کشادہ گلی مین پہونچے پھر اوس بڑی بی نے ہمکو ایک بڑے دروازے پر
لے جاکر کھڑا کیا اوس دروازے کے اوپر ایک تختے مین چوب قلم سے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی یعنے
چراغ کی روشنی سے بڑھا یہ گھر ہمیشہ خوشی اور سرور کا ہے پھر اوس ضعیفہ کے دستک دینے سے
دروازہ کھل گیا وہ مجھے اندر ایک بڑے دالان کے کہ عمارت عالی شان مین واقع تھا لیگئی وہان
مین نے ایک جوان بی بی نہایت حسین کو دیکھا اوسنے میرا استقبال کیا اور مجکو گلے سے لگایا
اور بڑی عزت سے لے جاکر ایک حجرے مین بٹھلایا وہان ایک تخت جواہر نگار اور اوسپر چھپر مرصع
نظر پڑا پھر اوس جوان بی بی نے مجسے کنایۃً پوچھا کیا تم واسطے اہتمام برات کے آئی ہو مین جانتی
ہون کہ یہ شادی تمھاری رضا پر موقوف ہے پھر اوس بی بی نے میری نہایت خاطرداری کی
اور کہا بی بی حقیقت اس شادی کی یہ ہے کہ میرا ایک بھائی ہے جوان نہایت حسین تمھارے
حسن و جمال کی تعریف سنکر غائبانہ عاشق ہوا اور تمھارے ساتھ شادی کرنے کی نہایت آرزو
رکھتا ہے اگر تم اوس سے انکار کروگی تو موجب اوسکے ملال اور دل شکنی کا ہوگا اور بخدا وہ جوان
خوبصورت قابل تمھاری صحبت کے ہے اور بہت اہل اور خوش مزاج ہے اگر فرماؤ تو مین اس
خوشخبری کو جاکر اوس سے کہون میرا بعد وفات اپنے شوہر کے ہر چند ارادہ دوسری شادی کرنیکا
نتھا لیکن ایسے شخص سے انکار کرنا مناسب نجانا مین سنکر چپ ہو رہی اوس جوان بی بی کی
دستک دیتے ہی ایک جوان شکیل خوبصورت باشوکت دوسرے کمرے سے نکل آیا مین اوس کو
دیکھ کر بہت خوش ہوئی پھر وہ میرے پاس آکر بیٹھا اور میرے اوسکے باہم گفتگو ہونے لگی مین نے
اوسکو بہت دانشمند اور با اخلاق پایا پھر قاضی نے آکر ہم دونون کا نکاح پڑھا
لکھ کر چار شخصون کی اوسپر گواہی لکھوائی پھر اوس شوہر نے مجھسے اس امر پہ
کسی اجنبی کی طرف دیکھون اور نہ کسی سے بات چیت کرون اور اوسنے
بیوفائی مجھسے نکریگا غرض بعد نکاح مین شاہانہ اپنے شوہر کے گھر مین رہنے
مین نے واسطے خرید کرنے کچھ تھان ریشمی کے اپنے شوہر سے اجازت چوک جانے کی مانگی کیونکہ
سب بیبیان امیرون کی اوسوقت آپ بازار مین جاکر خرید و فروخت کیا کرتی تھین اور یہ امر معیوب

تھا اوسنے فوراً اجازت دی مین دو کنیز اور اوس بڑی بی کو جو مجھے بہانے سے اوس گھر مین لیگئی
تھی اور میرے ہی پاس رہتی تھی اپنے ہمراہ لے کر چوک مین بغداد کے گئی جب مین اوس کوچے
کی طرف جہان دُکانین بڑے بڑے تاجرون کی تھین پہونچی بڑی بی نے مجھسے کہا بی بی یہان
ایک جوان سوداگر کی دُکان ہے جسکو مین جانتی ہون اوسکی دُکان مین سب قسم کے تھان قیمتی
رہتے ہین جیسا چاہو گی ملے گا مین اوسکے ہمراہ اوسی کی دُکان پر کہ جوان خوشرو تھا گئی اوس
سوداگر نے بڑی بی سے میری خواہش کا حال دریافت کرکے طرح طرح کے تھان ریشمی نکال کر
دکھلائے مینے ایک پسند کیا اور بواسطے بڑی بی کے اوسکی قیمت پوچھی اوسنے کہا عوض اس
تھان کے ایک بوسہ اس بی بی سے چاہتا ہون مینے بڑی بی سے ناخوش ہو کر کہا یہ سوداگر بڑا
گستاخ ہے بڑھیا نے جواب دیا بی بی کچھ بری بات نہین ہے تمسے کچھ گفتگو کرنیکی کہ تمہارے شوہر نے
منع کیا ہے نہین درخواست کی وہ تو فقط ایک بوسہ تمہارے رخسار کا چاہتا ہے بیوقوفی سے مینے
بڑی بی کی بات پر عمل کیا پھر وہ بڑھیا اور لونڈیان میرے سامنے کھڑی ہوگئین تا کوئی راہ گیر اس
حرکت کو نہ دیکھے مینے اپنے گال کو برقع سے نکال کر سوداگر کی طرف کیا اوسنے رخسارہ ایسا کاٹا کہ
لہولہان ہوگیا اور مین تلملا گئی اور شدت درد سے مجھے غش آگیا دیر تک مین بیہوش پڑی رہی
سوداگر دُکان بند کرکے وہان سے چل دیا جب مین حواس مین آئی رخسارے کو لہولہان پایا لیکن
اوس بڑھیا اور میری لونڈیون نے جلد میرے گال کو برقع سے ڈھانک دیا تا وہ لوگ کہ دُکان پر
جمع ہوگئے تھے اس حال کو نہ دیکھین اونھون نے جانا صرف ناتوانی سے مجھے غش آگیا میرے
... کی عورتین یہ حال دیکھکر نہایت گھبرائین اور میری تسلی کرنے لگین خصوصاً بڑی بی کہنے
... معاف کرو کہ اس اذیت کا تمہاری باعث مین کمبخت ہوئی اور تم اس نامعقول
... کے ہی سبب سے آئی تھین اب جلد گھر چلو مین تمہارے زخم پر ایسی ایک
... مین بالکل اچھا ہو جائیگا اور ذرا نشان نرہے گا مین بڑی دشواری کو
... سے مین جاکر درد سے بیہوش ہوگئی مگر بڑی بی کی تدبیر سے مین
ہوش مین آکر جلد اپنے پلنگ پر لیٹ رہی شب کو جب میرا شوہر آیا مجھے سر لپیٹے ہوئے دیکھ کر سبب
پوچھا مینے اوسکے بہلانے کے لیے کہا میرے سر مین بہت درد ہے اوسنے میرے رخسارے کو

زخمی دیکھ جھنجھلا کر پوچھا کہ یہ زخم کیونکر لگا مین نے ایک بہانہ کر کے کہا مین تھان ریشمی مول لینے بازار گئی تھی
ناگہان ایک فردور گٹھا لکڑیون کا لیے ہوے میرے پاس سے نکلا گلی تنگ تھی کھونچا لکڑی کا میرے رخسار پر
لگ گیا شوہر نے برہم ہو کر کہا اگر یہ بات سچ ہے تو مین کل سب لکڑہارون کو پھانسی دلوا دونگا مین نے یہ سنکر
افسوس کیا کہ ناحق اسقدر بے قصور قتل کیے جائین مینے کہا ایسا ظلم نکرنا شوہر نے کہا سچ بتا تیرا رخسارہ
کیونکر زخمی ہوا مین نے کہا ایک کمہار اپنے گدھے کو برتنون سے لادے ہوے لیے جاتا تھا دھکا گدھے کا
مجھے ایسا لگا کہ مین زمین پر گر پڑی اور ایک ٹکڑا شیشے کا میرے گال مین چبھ گیا شوہر بولا اگر یہ کلام سچ ہے
تو کل وزیر جعفر سے سب کمہارون کو قتل کرواونگا مینے یہ سنکر کہا للہ ایسا کام نکیجیو وہ سب بیقصور ہین
اوسنے کہا پھر تو سچ کہہ تیرے گال کے زخمی ہونیکا کیا سبب ہے مینے کہا راہ مین مجکو ایسی گھومنی آئی کہ مین زمین
پر گر پڑی اور رخسارہ میرا چھل گیا پھر اوسنے غضب مین آکر کہا تو بڑی جھوٹی ہے کہانتک تیرا جھوٹ سنون
یہ کہہ کر اوسنے دستک دی تین غلام کمرے کے اندر سے چلے آئے اوسنے اون غلامون کو حکم کیا کہ ایک
میرا سر پکڑے اور ایک پانون تیسرا تلوار لیکر حاضر ہو جب تینون غلام حکم بجا لائے میرے شوہر نے اس
غلام سے جسکے ہاتھ مین ننگی تلوار تھی کہا اسکو دو ٹکڑے کر ڈال اور لاش اسکی ندی مین لیجا کر ڈال دے

تصویر ضعیفہ کی اپنا سر جوان کے قدمون پر ڈال کر اوسکی زوجہ کے حق مین سفارش کرنیکی

یہ سزا اوس شخص کی ہی جو میرا معشوق ہو کر مجھسے ایسی خیانت کرے پھر اوس سے تاکید کیا غلام نے کہا بی بی
یہ آخری تمھارا دم ہے جسکو یاد کرنا ہو یاد کرلو اور جو کچھ کہنا سننا ہو کہہ سن لو مین نے کہا ایک لمحہ کی فرصت
ملے مین خاوند سے کچھ کہا چاہتی ہون لیکن بسبب رونے کے آواز منھ سے نہ نکل سکی شوہر نے ذرا بھی
میرے حال پر رحم نکیا بلکہ اس طرح ملامت کی کہ اوسکا جواب مین کچھ نہ دے سکی پھر مینے چاہا کہ نماز پڑھکر
جناب باری مین توبہ کرلون مگر اوسنے فرصت ندی اور غلام کو فرمایا جلد اسکی گردن مار غلام چاہتا
تھا کہ تلوار مجھے مارے اتنے مین وہی بڑی بی جسنے میرے شوہر کو دودھ پلایا تھا آئی اور اپنے تئین
اوسکے قدمون پر ڈال کر چاہا کہ غصہ اوسکا ٹھنڈا کرے میرے شوہر نے اپنے دودھ پلانے کا
واسطہ دیکر کہا تو اسکا قصور معاف کرا اور دیر تک اوسکو ایسے نشیب و فراز سمجھائے کہ اوسکا غصہ
کم ہوا چنانچہ اوسنے کہا تیرے کہنے سے مینے اسکی جان بخشی کی مگر کچھ تنبیہ کرنا اسکو ضرور ہے تاکہ
عمر بھر یاد رہے یہ کہکر غلام کو حکم کیا اوسنے چوب بید سے میرے سینے اور بازوون پر اتنا مارا کہ مین
بیہوش ہوگئی اور وہان کا گوشت اوڑگیا پھر وہ غلام مجھے ایک حویلی مین لے جاکر چھوڑ آیا چار مہینے
تک مین اوس مین زخمی پڑی رہی اوسی ضعیفہ نے میری مرہم پٹی کی یہان تک کہ مین اچھی
ہوئی مگر داغ اوسکے جیسے کل رات آپنے ملاحظہ فرمائے تھے رہ گئے پھر جب مجھ مین طاقت آئی
تو مینے چاہا کہ اپنے پہلے شوہر کے گھر مین کہ وہ میرے قبضے مین تھا جاکر رہون وہان گئی تو اوس
گھر کا نشان نپایا اِس لیے کہ میرے دوسرے شوہر نے غصے مین اوس کوچے کو جس مین وہ گھر تھا
کھدوا کر برابر کرڈالا مین صبر و شکر کرکے اپنی پیاری بہن زبیدہ کے گھر آئی اور اپنی مصیبت کو
ظاہر کیا اوسنے میری تسلی کی اور مجھے اپنے ساتھ رکھا اور سمجھایا کہ صبر کر پھر کسی کے پاس جانے اور
اور شوہر کرنے کا خیال نکر جب سے مین اپنی بہن زبیدہ کے پاس رہتی ہون پھر زبیدہ نے حال
شوہر کا جو بسبب حسد اوسکی دونون بہنون کے سمندر مین ڈوب گیا تھا مجھسے بیان کیا
دونون کے کتیا ہوجانے کا بھی کہا اور بعد مرنے میری مان کے میری چھوٹی بہن
کو بھی کہ اوسکا نام صافی ہی اپنے ساتھ رکھا چنانچہ وہ اور ہم ابتک اوسی کی خدمت مین
رہتے اور پرورش پاتے ہین اور خدا کا شکر بجالاتے ہین اور اب ہم بدولت اوسکے کمال آرام
سے بسر کرتے ہین اور اپنے گھر کا کام ہم سب بہنین بلکہ آپ کرلیتے ہین کبھی اپنی خوشی سے مزدور

بازار جاکر سودا سلف کرلاتی ہون اور کبھی صافی جاتی ہے چنانچہ کل مین بازار سے سب اسباب
خرید کرکے ایک حمال کے سر پر کہ ظریف اور حاضر جواب تھا رکھہ کر لائی تھی اور اوسکو رات بھر
اپنے گھر مین رہنے دیا تاکہ وہ اپنی خوش طبعی سے ہمین خوش کرے شام کیوقت ان تینون قلندرون
نے دروازے پر آکر ہمسے مکان کی درخواست کی ہمنے ترس کھاکر اونھین بھی اندر بلالیا اور شریک
طعام و شراب کا کیا اونکے سامنے ہمنے گایا بجایا اور وہ ہمارے روبرو گاتے بجاتے رہے اسی اثنا مین
تین سوداگر موصل کے کہ نہایت معزز اور نیک معلوم ہوتے تھے ہمارے دروازے پر آئے اور ہمسے
مانند قلندرون کے درخواست شب کے رہنے کی ہمنے اونکی درخواست کو بھی منظور کرکے اپنے گھر
مین جگہ دی اور شریک اپنی محفل کا کیا مگر کوئی شخص اون مین سے اپنے قول پر قائم نرہا اور ہمین
ناراض کیا اگرچہ ہم قادر تھے کہ اون سب کو جس طرح سزا چاہتے دیتے لیکن ہمنے اسی پر اکتفا کیا کہ
ہر شخص اپنا اپنا حال ہمسے کہے چنانچہ حال ہر ایک کا سنکر ہمنے اون سب کو چھوڑ دیا خلیفہ ہارون رشید
یہ حال سنکر بہت خوش ہوا اور عجائب و غرائب حال سے بہت تعجب کیا اور چاہا کہ اب اون تینون
قلندرون سے کہ درحقیقت شہزادے تھے سلوک کرے زبیدہ سے پوچھا کہ بی بی تمھین حال اوس
پری کا معلوم ہے جو پہلے تمھین بصورت سانپ پردارکے نظر پڑی تھی کہ وہ کہان رہتی ہی اور یہ بھی
کچھ کہتی تھی کہ کب تک یہ تمھاری بہنین کتیون کے قالب مین رہینگی زبیدہ نے کہا حضور اوس
پری نے مجھے وقت رخصت تھوڑے بال دیکر کہا تھا کہ جسوقت تم ایک بال آگ مین جلاؤگی مین
اگر کوہ قاف کے اوس طرف ہونگی تو بھی تمھارے پاس پہونچونگی خلیفہ نے کہا وہ بال کہان ہین
زبیدہ نے صندوقچہ کھول کر پڑیا اون بالون کی نکالی اور خلیفہ کے ملاحظے مین لائی خلیفہ نے کہا
چاہتا ہون کہ اوس پری کو مین بھی دیکھون زبیدہ نے اوس پڑیا کو آگ مین ڈال دیا بمجرد جلنے
بالون کے دفعۃً محل جنبش کرنے لگا اور فورًا وہ پری پوشاک نہایت عمدہ
روبرو حاضر ہوئی اور خلیفہ سے کہا مین حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن
بڑا سلوک کیا ہے مین اوسکی بہت ممنون ہون اور مین نے اوسکی بہنون کو لہذا اوسکے ساتھ بُرائی
کی تھی کتیان بنا ڈالین اگر آپکی مرضی ہو تو مین اب اونکو پھر بشکل اصلی بنادون خلیفہ نے کہا
اگر اونکو بصورت اصلی بنادے تو مین تیرا کمال ممنون ہونگا اور ایک امر کی اور درخواست ہے

رکھتا ہون ایک شخص نے اپنی زوجہ پر بڑا ظلم کیا اور اسقدر مارا کہ اوسکا سینہ اور بازو مارے داغون کے
سیاہ ہو رہے ہین اور اوسکا گھر کہ اوسنے اپنے پہلے شوہر سے میراث پایا تھا کہدوا کر زمین کے برابر
کر دیا اور سب اثاث البیت اوس بی بی کا ضبط کر لیا مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیری حکومت مین ایسا
کون زبردست ہے کہ باعث ایسے ظلم کا ہو یقین ہے کہ تم اُس شخص کو جانتی ہو پری نے کہا مین
ابھی دونون کتیون کو بصورت اصلی بنائے دیتی ہون اور اوس بی بی کے داغون کو بھی اس طرح
اچھا کر دونگی کہ پھر ذرا اثر زخمون کا معلوم نہوگا اور اوس شخص کا نام جسنے اوس بی بی کو مارا ہے
آپکو بتا دونگی پھر خلیفہ نے جلدی سے ان دونون کتیون کو زبیدہ کے گھر سے بلایا پری نے ایک
پیالہ پانی کا منگوا کر اوسپر کچھ الفاظ کہ مطلق نہین سمجھائی دیتے تھے پڑھے اور تھوڑا سا پانی اوپر اونکے
اور اون دونون کتیون کے پھینکا وہ کتیان فی الفور اپنی اصلی صورتون مین کہ نہایت خوبصورت
تھین آگئین اور داغ اونکے بدن سے بالکل جاتے رہے پھر اوس پری نے کہا اے امیر المومنین
اب مین نام شوہر کا اس بی بی کے بتاتی ہون وہ شہزادہ امین چھوٹا بیٹا آپکا ہے اس بی بی کے

تصویر دربار خلیفہ مین پری کے آنے کی اور کتیون کو بصورت اصلی بنانے کی
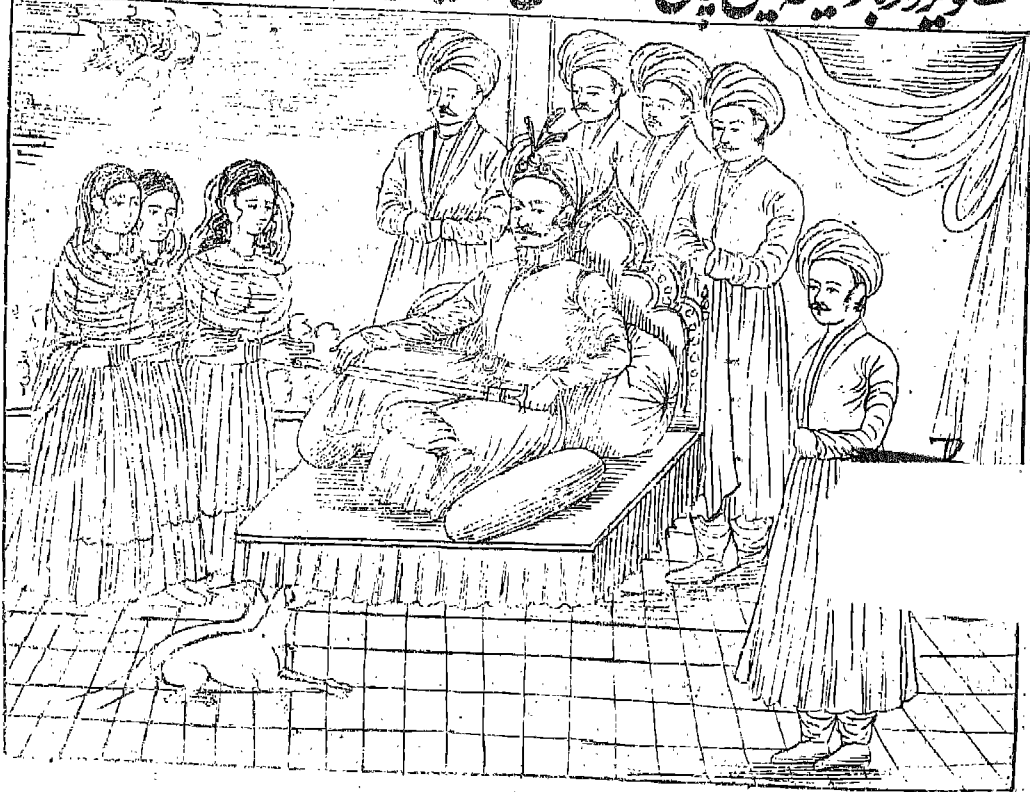
حسن و جمال کو سُنکر غائبانہ عاشق ہوا تھا اور اوسکو بہانے سے اپنے گھر بُلا کر اوسکے ساتھ شادی
کی اور بعد شادی لغزش اوسکے سخن مین دیکھکر سزا دینے کے لیے مارا اور وہ محض بقصور تھی یہکر
وہ پری غائب ہو گئی خلیفہ یہ باتین سُنکر نہایت متعجب ہوا اور اپنے بیٹے امین کو کہلا بھیجا کہ مجکو حال
شادی کرنے کا امینہ کے ساتھ اور سبب اوسکے رخسارے کے زخم کا معلوم ہوا شہزادہ امین یہ سُنکر
شرم سے خلیفہ کے حضور مین حاضر نہو سکا مگر خلیفہ نے کہلا بھیجا کہ اس بی بی کو کہ نہایت پاکدامن
ہے اپنے جا کر اپنے محل مین بصد عزت و حرمت رکھ چنانچہ شہزادہ امین امینہ کو بڑے اعزاز و اکرام سے
لے گیا اور ہمیشہ پیار اور الفت سے دونون نے اوقات بسر کی اور خلیفہ زبیدہ کو کہ اوسپر فریفتہ تھا
اپنے عقد مین لایا اور صافی اور دو بہنین سگی زبیدہ کی شادی اون تینون قلندرون کے ساتھ
کر دی اور ہر ایک کے لیے محل عالی شان بغداد مین بنوا دیے اور اونکو مشیر اور مدار المہام امور سلطنت
کا کیا چنانچہ وہ تینون قلندر بدولت اوس بادشاہ رحم دل قدرشناس کے بقیۃ العمر کمال آرام سے
بسر کرکے اوسکی شکرگزاری اور ثناخوانی مین رہے

## قصہ سندباد جہازی کا

ملکہ شہرزاد نے شہریار کو قصہ تین قلندر اور زبیدہ کا تمام سُنا کر شہریار سے کہا کہ عہد سلطنت خلیفہ
ہارون رشید مین جسکا ذکر قصہ سابق مین ہو چکا ایک غریب فرد و ہندباد نام بغداد مین رہتا تھا
ایک دن گرمی کے موسم مین بھاری بوجھ سر پر اوٹھائے ایک جانب سے شہر کی دوسری جانب کو
لیے جاتا تھا مسافت بعیدہ سے اثنائے راہ مین تھک کر ستانے کے لیے اپنا بوجھ ایک کوچے
مین کہ اوسکا فرش گلاب سے چھڑکا ہوا تھا اور ٹھنڈی ہوا اوس مین آتی تھی اوتارا اور متصل ایک
بڑے عالی شان مکان کے کہ وہان ہوائے سرد اور خوشبو اقسام عطریات کی آتی تھی بیٹھ گیا اور
ایک طرف سے اوس محل کے راگون کی خوش آواز اور سازون کی صدائے دلکش آتی تھی ...
طرف سے نغمے بلبلان ہزار داستان اور جانوران خوش الحان کے سُنائی دیتے او
طعام اور رنگ برنگ کھانون لذیذ او نفیس کی بھی اوسکے مشام مین پہونچتی اِن سب امور سے
اوسکو معلوم ہوا کہ شاید اِس مکان مین سامان بڑی ضیافت کا ہو رہا ہے اوسنے مشتاق ہو کر چاہا
کہ سبب حال دریافت کرے کہ یہ محل کسکا اور اِس مین کون بڑا امیر رہتا ہے اور اوس فرد در کا گذر سوا

اوس دن سے اوس جا پر نہین ہوا تھا آخر اوسنے خادمان محل سے کہ پوشاکین نفیس پہنے ہوے دروازے پر کھڑے تھے پوچھا کہ مالک اس گھر کا کون ہی اونھون نے کہا تعجب ہی کہ تو بغداد کا رہنے والا اتنا نہین جانتا کہ یہ گھر سندباد جہازی کا ہے اوسنے تمام دریاؤن جہان کا سفر کیا اسی سبب سے وہ جہازی مشہور ہوا اوسکو خدا نے لاکھون کرورون کا مقدور دیا ہی مزدور نے یہ حال سُنکر نہایت تعجب کیا اور آسمان کی طرف دیکھکر باواز بلند کہا اے قادر برحق کیا فرق ہی سندباد مین اور مجھ مین کہ ہندباد ہون اور تمام دن بڑی محنت اور مشقت سے روٹی جو کی اپنے اہل وعیال کے لیے پیدا کرتا ہون اور سندباد اس عیش وعشرت سے بسر کرتا ہے اوسنے کیا ایسا کام کیا کہ اوسکا نصیب ایسا بڑھا یا اور مین نے کیا ایسا قصور کیا کہ موجب میری بدنصیبی کا ہوا پھر اوسنے جھنجھلا کر ایک ٹھوکر زمین پر ماری اور اپنی بدقسمتی پر افسوس کرنے لگا اتنے مین ایک خدمتگار اوس محل کا آیا اور بازو اوسکا پکڑ کر کہا میرے ساتھ چل سندباد ہمارے آقا نے تجھے بُلایا ہے ہندباد ڈر گیا کہ شاید سندباد میری تقریر سُنکر خفا ہوا اب مجھے سزا دینے کے واسطے بُلاتا ہے عذر کرنے لگا کہ میرا بوجھا یہان پڑا ہے کیونکر اوسے چھوڑکر جاؤن خدمتگار نے کہا تو ڈر نہین ہم بوجھ کی حفاظت کرینگے آخر ہندباد مجبور ہوکر اوس کے ہمراہ ہوا خدمتگار اوسے ایک بڑے وسیع دالان مین لے گیا اوس مین گرد دسترخوان کے بہت آدمی بیٹھے تھے اوس دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چُنے ہوے دیکھے اور صدر مین اوس حلقے کے ایک امیر کبیر مُتبرک صورت کہ سفید داڑھی اوسکی چھاتی تک لٹکتی تھی بیٹھا تھا اور اوسکی پشت کی طرف ایک گروہ خدمتگارون کا دست بستہ کھڑا ہوا مزدور اس قدر ساماں دیکھکر ڈر گیا اور جھک کر سندباد کو سلام کیا سندباد نے جواب سلام کا دے کر اوسے اپنے پاس اپنی داہنی طرف بٹھایا اور اچھے اچھے کھانے اپنے ہاتھ سے اوٹھا کر اوسکے آگے رکھے اور بہت نفیس شراب اوسے پلائی سندباد نے نام ہندباد سے موافق دستور عرب کے پوچھا بھائی تمھارا کیا نام ہے اُسنے کہا ہندباد سندباد نے کہا مین اور یہ سب اہل محفل تم کو دیکھکر کمال خوش ہوے اب مین چاہتا ہون کہ تمھارے منھ سے اوس بات کو جو تمنے گلی مین بیٹھکر کہی تھی سُنون اور دریافت

یہ بھی کہ اوسنے دروازے سے ان باتون کو ہندباد سے سُنا اور اسی لیے اوسکو بلوا بھیجا تھا
ہندباد نے شرما کر کہا اوس وقت مین بسبب خستگی کے اپنے ہوش مین نتھا شاید کچھ کلام
نامناسب میری زبان سے نکلے ہون اب اعادہ کرنا اوسکا محض بے ادبی ہے امیدوار
ہون کہ گستاخی میری معاف ہو سندباد نے کہا مین بے انصاف نہین کہ ان باتونکا مواخذہ
کرون بلکہ مجھے تیرے حال پر رحم آیا اور تیری صورت دیکھکر اور شکایت سُنکر مجکو بڑی رقت
ہوئی مگر بھائی تو نے غلط سمجھکر شکایتین کین تو جانتا ہوگا کہ مجھے بے مشقت یہ دولت
حاصل ہوئی سو بخیر ہے مین نے بہت بڑی مصیبتین اور آفتین دریا اور خشکی کی اُٹھائین
تب خدا نے مجھے اِس رتبے کو پہونچایا پھر سندباد نے خطاب اون سب جماعت کی طرف
کرکے کہا صاحبو مجپر ایسے عجیب وغریب حوادث سالہا سال گذرے ہین کہ جسکو سُنکر
نہایت متحیر ہوگے سات سفر دریا کے بہنے واسطے حصول اِس دولت کے کیے اور ہر ایک
سفر مین بڑی بڑی بلاؤن مین مبتلا ہوا اگر اجازت ہو تو مین اوسکو تمھارے روبرو بیان
کرون پھر سندباد نے اپنے نوکرون سے کہا کہ ہندباد کے بوجھ کو جہان کہین وہ کہے
پہونچا دو اونھون نے فوراً وہ بوجھ اوسکے مالک کے گھر پہونچا دیا سندباد نے اپنے پہلے
سفر کا حال اِس طرح بیان کرنا شروع کیا

## بیان سندباد جہازی کے پہلے سفر کا

اے دوستو مین نے جو دولت اور املاک اپنے باپ کے ترکے سے پائی تھی عالم شباب مین
عیاشی کرکے سب خرچ کر ڈالی بعد اِسکے اپنی بے وقوفی پر بحال نادم ہوا اور بہت افسوس
کیا کہ محتاجی سے گور مین جانا بہتر ہے آخر بقیہ میراث سب بیچ ڈالی اور تجار دریا اوسکے
پاس جاکر مشورہ کیا اونھون نے مجھے صلاح نیک دی مین جسطرح اوسنا
نے کرہمراہ اون تاجرون کے بندر بانسرہ کو گیا اور وہان سے جہاز کرایہ کر
جہاز کا وہان سے لنگر اوٹھا دریاے پارس سے کہ داہنی طرف عرب کے
ملک پارس کے ہے ہند کی طرف جانب مشرق چلے اوس دریا کا تخمینا
اور دو ہزار میان سو میل طرف جزیرے وقواق کے طول تھا اور ایک جا

دریاے شور سے اور دوسری جانب دریاے ابا سیین سے ملی ہوئی ہین اوائل مین کتنے دنون
تک مبتلا امراض دریا کا رہا پھر بالکل اچھا ہو گیا اثناے راہ مین گذر کئی جزیرون مین ہوا اور
ہمنے اپنے اسباب کو جا بجا بیچا اور تبدیل کیا ایک دن ہمارا جہاز سب بادبانون پر جاتا تھا
ناگہان ایک جزیرہ پانی پر سرسبز اور بہت خوب صورت نظر آیا کپتان نے خلاصیون کو
حکم دیا کہ سب بادبان جہاز کی اوتار ڈالو اور ہم سب کو اجازت دی کہ جسکے جی مین آوے اس
جزیرے مین جاے چنانچہ کئی تاجر اور مین مشتاق ہو کر اپنا اپنا کھانا لے کر اوس مین گئے اس
جزیرے نے کئی بار جنبش کی جہاز کے آدمیون نے ہمین بلایا کہ جلد جہاز پر چڑھ آؤ ورنہ ہلاک
ہو جاوگے اسواسطے کہ جسے ہمنے جزیرہ تصور کیا تھا وہ پیٹھ بڑی مچھلی سمندر کی ہے ہم سب
مضطر ہوے جو ہم مین چالاک تھے وہ جلد کشتیون پر کود کر سوار ہوے اور کتنے تیر کر جہاز پر
چڑھ گئے مگر مین تنہا پیٹھ پر اوس مچھلی کے رہ گیا یہان تک کہ وہ غوطہ مار کر دریا مین چلی
گئی مین اوس لکڑی کو جسے جلانے کے لیے لایا تھا ہاتھ مین لیے ہوے سطح پانی پر رہ گیا
تھوڑی دیر کے بعد کپتان وہان سے لنگر جہاز کا اوٹھا کر روانہ ہوا مین تمام دن اور رات
پانی مین بہا کیا دوسرے دن مین بے طاقتی سے قریب تھا کہ ڈوب جاؤن ناگہان ایک
لہر نے مجھے کنارے پر ڈال دیا بڑی مشکل سے مین خشکی مین پہونچا اور بیہوش ہو کر مردے کی
طرح گرا یہان تک کہ دن ہوا مین بھوک کی بیتابی سے گھٹنون چلکر ایک چشمہ خوشگوار پر
پہونچا میوے جو درختون سے ٹوٹ کر گرد چشمے کے پڑے تھے خوب پیٹ بھر کر کھائے اور چشمہ
سے پانی پیا تھوڑی دیر مین طاقت چلنے پھرنے کی آئی اوس جزیرے مین ادھر ادھر
پھرنے لگا ایک میدان مین جا کر دور سے گھوڑا چرتے دیکھا مین اودھر کو روانہ ہوا اچھائی
[illegible]ئی کچھ معلوم نتھی پھر کیف وہان پہونچکر گھوڑے کو میخ سے بندھا ہوا دیکھ کر اسکی
[illegible]رہا تھا کہ پہلے آواز آدمی کی زمین کے اندر سے آئی پھر وہ آدمی جلد باہر
[illegible]کہا تو کون ہے مین نے اپنی تباہی کا حال ظاہر کیا وہ مجھے تہ خانہ مین جہان
[illegible]ن تھے لے گیا وہ سب مجھے دیکھ کر متعجب ہوے جیسا مین اونکو دیکھ کر متحیر ہوا
پھر مین نے کھانا کہ اونھون نے دیا تھا کھایا اور اونسے پوچھا کہ تم سب اس ویرانے مین

کیون آئے ہو اونھون نے کہا ہم سائیس ہین مہاراج کے جو اس جزیرے کا حاکم ہے ہر سال اونھین
دنون ہم گھوڑیان مہاراج کی لیکر واسطے لینے تخم گھوڑون دریائی کے یہان آتے ہین اور گھوڑیون
کو کنارے دریا کے باندھ دیتے ہین جب دریائی گھوڑا دریا سے نکلکر گھوڑی کے ساتھ جفتی
کرکے چاہتا ہے کہ اوسکو ہلاک کر ڈالے تب ہم تہہ خانے سے نکلکر شور و غل کرتے ہین وہ
گھوڑا سمندر مین بھاگ جاتا ہے اور جب گھوڑی گابھن ہو جاتی ہے ہم اوسکو لے کر شہر
مین جاتے ہین اوسکے بچے کو بچھیرا دریائی ہر شخص کہتا ہے وہ بچہ خاص سواری مین
مہاراج کی رہتا ہے کل کے دن ہم سب یہان سے جائینگے مینے کہا مین بھی تمہارے ساتھ
چلونگا وہ لوگ مجھسے بات چیت کر رہے تھے کہ گھوڑا دریا سے نکلا اور گھوڑی کے ساتھ جفتی
کرکے چاہتا تھا کہ اوسے ہلاک کرے دفعتہً اونھون نے شور و غل ایسا مچایا کہ وہ بھاگ کر
دریا مین ہو رہا دوسرے دن وہ سب گھوڑیون کو لیکر شہر مین آئے مین بھی اونکے ساتھ
گیا جب وہ لوگ مجھے مہاراج کے روبرو لے گئے اوسنے میرا حال سُنکر بہت افسوس کیا اور
اہلکارون سے فرمایا اس شخص کو اچھی طرح سے رکھو اونھون نے مجھے بہت آرام سے
رکھا مین تجارت پیشہ اکثر صحبت سوداگرون سے رکھتا تھا اور ہر ایک تازہ وارد سے
جو اوس بندر مین آتا حال بغداد کا پوچھا کرتا کہ کسی ایسے سے ملاقات ہو کہ اوسکے ساتھ
بغداد کو جاؤن شہر مہاراج کا وسیع اور بہت خوبصورت تھا ہر روز جہاز ملکون کے وہان
آیا کرتے تھے اور مین اکثر ہند کے لوگون سے ملاقات کرتا اس ضمن مین حاکمون و سردارون
اور ملکون سے کہ خراج گذار مہاراج کے تھے اور اکثر وہان آتے جاتے ملاقات میری ہوئی
وہ سب ہمارے ملک کا روئیہ پوچھا کرتے اور مین وہان کے ملکون کے حال اور عجائب
و غرائب اونسے پوچھتا چنانچہ مہاراج کی قلمرو مین ایک جزیرہ کسیل نام تھا مینے سُنا کہ
وہان تمام رات آواز نقارے کی آیا کرتی ہے اہل جہاز سے معلوم ہوا کہ
دجّال کہ آخر زمانے مین خروج کریگا رہتا ہے مین اوس جزیرے کا مشتاق و
سفر مین مینے سو سو دو دو سو ہاتھ کی مچھلی دیکھی جنکے دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا
لیکن وہ ایسی وحشی تھین کہ فقط تختے کی آواز سے بھاگ جاتین اور ایک قسم کی مچھلی اور

کہ اوسکا مُنھہ مانند اُلو کے تھا اور طول مین ایک ہاتھہ ایک دن مین لنگرگاہ مین اوس شہر کے
کھڑا تھا کہ ایک جہاز کا وہان لنگر ہوا اور سب تاجر اپنے اسباب کی گٹھریان جہاز سے اوتار کر
شہر مین واسطے بیچنے کے لانے لگے ناگہان میری نظر ایک گٹھری پر پڑی کہ اوسپر میرا نام
لکھا تھا مینے اوسے پہچانا کہ یہ وہی گٹھریان ہین جنکو مین نے بانسرہ مین جہاز پر لادا تھا
مین کپتان کے پاس کہ مجکو ڈوبا جانتا تھا گیا اور اوس سے پوچھا کہ وہ گٹھریان کس
سوداگر کی ہین اوسنے کہا کہ ہمارے ساتھہ ایک سوداگر بغدادی سندباد نام بانسرہ سے
سوار ہوا تھا پھر اوسنے اوس جزیرے مین اوترنے کی کہ حقیقت مین وہ مچھلی تھی اور سندباد کے
ڈوب جانے کی کیفیت سب بیان کی اور حسرت سے کہا کہ وہ ڈوب گیا یہ گٹھریان اوسکی
ہین اب اونکو اس جزیرے مین بیچونگا اصل اور نفع اوسکا بعد پہونچنے بغداد کے اوسکے
وارثون کو دونگا مین نے کپتان سے کہا وہ سندباد مین ہون اور یہ گٹھریان میری
ہین کپتان نے کہا سبحان اللہ کیونکر مین اعتبار کرون کہ تو سندباد ہے مینے بچشم خود
دیکھا تھا کہ وہ دریا مین ڈوب گیا اور بہت آدمی گواہ ہین اب تو نے اپنے تئین جھوٹھ
سندباد قرار دیا تب مین نے سب اپنا حال اوّل سے آخر تک بیان کیا کپتان نے پہلے
تو تعجب کیا پھر بغور مجھے دیکھہ کر پہچانا اور دوسرے تاجرون نے بھی مجھے پہچانکر گواہی دی
کہ سندباد یہی ہے پھر مجھے سب شاباش کباد دینے لگے اور کپتان نے مجھے گلے لگا کر کہا شکر ہے
کہ تو نے بڑے صدمے سے نجات پائی تجھے زندہ پاکر مین نہایت خوش ہوا فی الحقیقت
یہ تیرا مال ہے اپنی گٹھریون کو کہ مین نے تجھے اونکے بیچنے اور بدلنے کا اختیار ہے مین نے
کپتان کی دیانت اور امانت کی بہت تعریف کرکے کہا اس مال سے تھوڑا سا تم بھی لو مگر
اوسنے نہ لیا سب میرے حوالے کیا پھر مینے اون گٹھریون سے بہت اچھی اور قیمتی چیزین
مہاراج کی خدمت مین گذرانین مہاراج نے پوچھا تو نے اس اسباب کو
کہان سے پایا مین نے اوس سے حال اپنی گٹھریون کے پانے کا مفصل عرض کیا وہ
سنکر نہایت خوش ہوا اور میرے اسباب کو قبول کیا اور اوسکے عوض مجھے بہت کچھہ عطا
کیا پھر مین رخصت ہوکر اپنے قدیم جہاز پر سوار ہوا اور باقی جنس اپنی اوس ملک کی اچھا

سے کہ صندل کافور آبنوس جاپھل لونگ مرچ سیاہ پیپل وغیرہ گرانہ تھا تبدیل کیا اور وہان
سے روانہ ہوکر اور جزیرون مین گیا آخر بندر بانسرہ مین پہونچکر جہاز پر سے اوترا پھر خشکی کے
رستے یہان آیا اوس سفر مین مجھے ایک لاکھ ریال نفع مین پیدا ہوئے اپنے اقربا اور
دوستون سے ملاقات کرکے خوش ہوا بہت لونڈی غلام اور بڑی حویلی وغیرہ اشیا
امارت اور ریاست کے مول لیکر بکمال عیش و آرام رہنے لگا یہان تک کہ وہ سب شداید
سفر بھول گیا سندباد نے اپنا حال یہان تک بیان کرکے قوالون اور مطربون کو گانے
بجانے کے واسطے حکم کیا اونھون نے گایا بجایا پھر باہم کھانے پینے کا جلسہ رہا جب رات
کو وقت برخاست آیا سندباد نے ایک تھیلی سو ریال کی منگوا کر ہندباد مزدور کو دیکر کہا اب
تم اپنے گھر جاؤ دوسرے دن اسیوقت میرا حال سننے کے واسطے پھر یہان آنا ہندباد
سندباد کی محبت اور ایک سو ریال سے کہ کبھی آنکھ سے نہین دیکھے تھے نہایت خوش ہوکر
اوسکی شکرگذاری کرکے اپنے گھر آیا اور سب حال اپنی بی بی اور بچون سے ظاہر کیا وہ سب
شکر خدا بجا لائے دوسرے دن ہندباد اچھی پوشاک پہنکر پھر سندباد کے گھر آیا وہ بہت
خوش ہوا اور مسکرا کر خیر و عافیت پوچھی پھر سب رفیق اور مہمان سندباد کے جمع ہوئے
دسترخوان کھانون کا موافق معمول کے چنا گیا سب کھانا کھانے بیٹھے پھر بعد فراغت
سندباد نے اپنے دوسرے سفر کا حال اسطرح کہنا شروع کیا

## بیان سندباد جہازی کے دوسرے سفر کا

صاحبو ایسی مصیبت پہلے سفر مین مجھپر پڑی کہ مینے اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ پھر کبھی نام
سفر کا نہ لون اور آرام سے بغداد مین بسر کرون مگر بسبب بیکاری کے آخر اوکتا گیا چاہا کہ
پھر سفر کرکے نئے شہرون کی سیر کرون اور سفر دریا مین عجائب و غرائب زیادہ دیکھون
یہ ارادہ کرکے مینے اجناس تجارت مناسب مول لین اور سوداگرون تاجرون
دیانت اور امانت پر اعتماد رکھتا ہمراہ ہوکر ایک اچھے جہاز پر سوار ہوا اور
توکل کرکے جہاز کا لنگر اوٹھایا اثنائے راہ مین جزیرون کی سیر کرتے اور اسباب تجارت کو
بیچتے بدلتے جاتے تھے ایک دن ہم ایک جزیرے مین کہ سرسبز درختون میوہ دار سے ہرا بھرا

تھا جہاز سے اوتر گئے مگر وہ جگہ بالکل ویران تھی کوئی آدم زاد اوس مین دکھائی نہ دیا
میرے ساتھی سب میوون کو توڑ کر جمع کرتے تھے اور مین چھوٹے سے چشمہ پر کہ سایہ مین
درختون کے جاری تھا بیٹھ گیا اور کھانا کہ ساتھ تھا کھانے لگا اور بعد کھانے کے شراب
پی کر اوس چشمہ پر سو رہا آخر جب بیدار ہوا کہ جہاز وہان سے بہت دور نکل گیا تھا ہمراہیون
سے کسیکو نہ پایا اوسوقت کے اضطراب کا حال مین بیان نہین کرسکتا قریب تھا کہ فرط
تنہائی وغم سے میری جان فنا ہو جائے ہائے ہائے کرکے رونے لگا اور اپنا سر پیٹ کر
زمین پر گر پڑا اور ہزارون لعنت ملامت اپنے تئین کرتا رہا کہ مصیبتین پہلے سفر کی کیا کم
تھین کہ دوسرا سفر تو نے کیا آخر خدا کو یاد کرکے اوٹھا لیکن سخت متحیر کہ کیا کرون اور کہان
جاؤن کیونکہ سوا پانی اور آسمان کے ہر چہار طرف کچھ اور دکھائی نہین دیتا تھا بعد دیر
کے خشکی مین ایک چیز بہت بلند وسفید دور سے مجھے دکھائی دی مین اوس شی کی طرف
روانہ ہوا نزدیک پہونچکر دیکھا کہ وہ بطور گنبد کے گول اور بڑی ایک شے ہے اور چھونے
سے بہت چکنی اور پھسلوانی معلوم ہوئی پھر مین گرد اوس گنبد کے پھرا کہ شاید دروازہ
نظر پڑے مگر وہ چارون طرف سے بند تھا اور دور اوسکا قریب پچاس قدم کے اتنے مین
آفتاب قریب غروب کے ہوا ہر چہار طرف تاریکی معلوم ہونے لگی مین سخت حیران ہوا اور
ایک چڑیا کو کہ بہت بڑی تھی دیکھ کر زیادہ مجھے حیرت ہوئی میری جانب کو اوڑتی آتی تھی
اوسوقت مجھے جہازیون کا کہنا یاد پڑا کہ ایک چڑیا رخ نامے بہت بڑی ہوتی ہے ہندی
مین اوسے گرور کہتے ہین مینے قیاس کیا یہ گول سفید شے گنبد نما اوسکا انڈا ہے آخر سوچنا
میرا صحیح ہوا وہ چڑیا انڈا سینے کے واسطے وہان آئی تھی اور وہ گنبد اوسکا انڈا تھا ایک
[illegible] آ کر پڑا ہر ناخن اوسکا مانند بہت بڑے درخت کی جڑ کے تھا مین نے
[illegible] مین پگڑی سے خوب مضبوط باندھا اور خیال کیا کہ کل جسوقت یہ
[illegible] مجھے کسی طرف لیجائیگا غرض دوسرے دن وہ وہان سے اوڑکر
اسقدر بلند ہوا کہ زمین مطلقاً مجھے دکھائی نہین دیتی تھی پھر وہ ایک ہی لمحہ مین کسی صحرا
کی طرف جاکر اوترا مین جلد اوسکے پانون سے الگ ہوا وہ ایک بڑے اژدہے پر جا گرا اوس

اپنی چونچ مین داب کرکے اوڑا وہ جگہ جس مین رخ نے مجھے چھوڑا بہت گہرا اور دو کوہ کا تھا
اور چارون طرف اوسکے بہت بڑے بڑے پہاڑ تھے کسی شخص کا مقدور نتھا کہ اوسپر چڑھ سکے
یہ جگہ اول سے زیادہ مہلک تھی مین جو دیکھتا ہون چارون طرف الماس کے ٹکڑے دیکھے پڑے
اتنے بڑے کہ مین حیران ہوا اور وہ بڑے ٹکڑے الماس کے جمع کرکے کپڑون مین اپنے باندھے
مگر اژدہے وہان بکثرت تھے اور اسقدر بڑے کہ چھوٹا اونکا بہت بڑے ہاتھی کو بے تکلف
نگل جاتا مین اوس خوشی کو جو ہیرون کے ملنے سے مجھے ہوئی تھی بھول گیا دن بھر سب
سانپ رخ کے خوف سے غارون مین پہاڑون کے چھپے رہتے رات کو نکل کر پھرتے
مین دن بھر جنگل مین پھرا کرتا اور جہان اچھی جگہ پاتا بیٹھ کر سستاتا جب آفتاب غروب
ہوا تب مین ایک چھوٹے سے غار مین جاکر چھپا اور منھ غار کا اوسکے پتھرون سے مضبوط
بند کیا فقط روشنی کے لیے ذرا سا سوراخ رہنے دیا اور کھانا نکال کر کھانے لگا اتنے
مین سانپون نے نکلنا اور بولنا شروع کیا اونکی خوفناک آوازین سنکر رات بھر مجھے نیند

تصویر اوس پہاڑ کی جسمین ہیرے کی کان تھی اور بڑے اژدہون کی
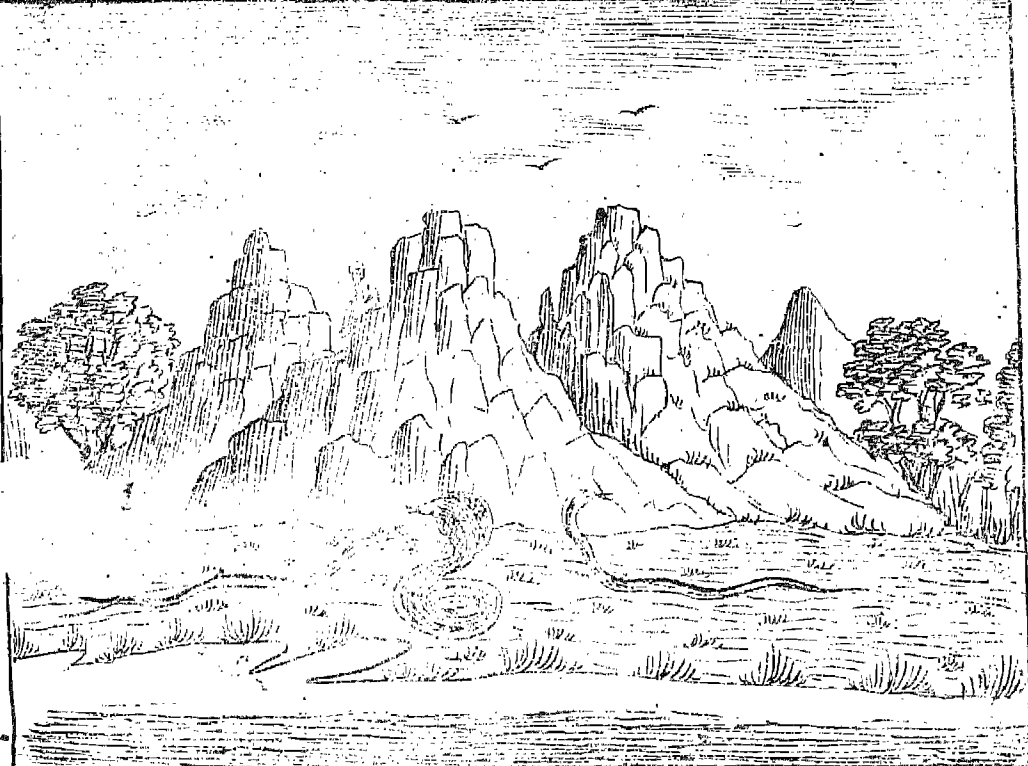
نہ آئی یہانتک کہ دن ہوا سب سانپ غارون مین گھس گئے مین باہر نکلا اور تھوڑا سا کھانا
کھا کر لیٹ رہا بمجرد آنکھ لگنے کے ایک چیز میرے نزدیک آپڑی مین جاگ اوٹھا جب بغور دیکھا
تو ایک بڑا لوتھڑا تازے گوشت کا نظر آیا پھر تو چارون طرف پہاڑون کے اوپر سے بڑے
بڑے ٹکڑے گوشت کے اوس جگہ گرنے لگے مین حیران ہوا تھوڑی دیر کے بعد مجھے
زبانی جہازیون کے سُنی ہوئی یہ بات یاد آئی کہ ایک جا پر ہیرے کی کھان ہے اور سوداگر
پہاڑون پر جا کر اس حیلے سے ہیرون کو لاتے ہین مجکو اسوقت یقین ہوا وہ حیلہ یہ ہے کہ
سوداگر اون پہاڑون پر اوس موسم مین جاتے ہین جن دنون گدہ اور کرگس انڈے بچے
دیتے ہین اور بڑے بڑے ٹکڑے گوشت کے نیچے کو پھینکتے ہین اور اون ٹکڑون مین بسبب
لس ہونیکے پارہاے الماس چمٹ جاتے ہین بڑے بڑے گدہ وہ ٹکڑے پہاڑ کی چوٹی
پر اپنے آشیانون مین لیجا کر بچون کو کھلاتے ہین اور سوداگر اونکے آشیانون سے وہ
ٹکڑے لیا کرتے ہین اس حیلے سے ریزہ ہاے الماس اوس درہ پہاڑ سے ہاتھ لگتے ہین
اور وہ درہ کوہ کا ایسا عمیق اور بیڈھب تھا کہ ہرچند مین نے فکر کی مگر کہین راہ نکلنے
کی نپائی وہ لوتھڑا گوشت کا دیکھ کر مجھے تسلی ہوئی پھر مین نے اپنے چمڑے کے
توشہ دان مین بڑے بڑے ٹکڑے الماس کے چُنکر بھرے اور ایک بڑا ٹکڑہ گوشت کا
اپنے تمام بدن پر لپیٹ کر دستار سے مضبوط باندھا اور توشہ دان کو بحفاظت کمر سے باندھکر
اپنے تئین زمین پر ڈال دیا تھوڑی دیر مین گدون نے پہاڑ پر سے اوس جگہ اوترنا شروع
کیا اور ایک بہت بڑا گدہ اوس پارہ گوشت کو جسے مین نے اپنے جسم پر لپیٹا تھا اپنے پنجون مین
پکڑکر اوڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے جا کر اپنے آشیانے مین رکھا سوداگرون نے غل
مچایا گدہ اوڑ گیا ایک تاجر آیا اور مجھے دیکھکر مجھ سے تفحص کرنے لگا مین نے کہا تم دل جمعی رکھو
جو پاس ہیرے ہین وہ سب اپنے سمجھو مین اونکو درہ سے انتخاب کر لایا ہون
سب ہیرے کی تھیلی مین موجود ہین دیکھ لو یہ کہہ کر وہ تھیلی اونھین دکھائی اتنے
مین تمام تاجر گرد میرے جمع ہوگئے اونسے بھی مین نے یہی حال ظاہر کیا اور وہ حیلہ جس سے
مین وہان پہونچا تھا کہہ سنایا اونھون نے بہت تعجب کیا پھر مجھے اپنے ہمراہ وہان لیگئے

جہان وہ سب رہتے تھے اور ہیرے ہیرے دیکھکر متعجب ہوکر کہنے لگے کہ اتنے بڑے ہیرے
آجتک ہمنے کہین نہین دیکھے آخر مینے اوس تاجر سے جسکے مکان مین آیا تھا کہا
اس مین سے جسقدر چاہو لے لو اوسنے کہا مین نلونگا مگر جب مینے بہت مبالغہ کیا اسنے
ایک بڑا ہیرا اور کئی چھوٹے چھوٹے لے لیے اور کہا یہ میری تمام عمر کو کافی ہین وہان معمول
تھا کہ ہر ایک سوداگر ایک ایک دو دو آشیانے گدون کے اپنے واسطے ہیرے تلاش
کرنے کو مقرر کرلیتا تھا دوسرے کے آشیانے مین سروکار نرکھتا پھر اوس رات کو مین
اون سب تاجرون کے ساتھ سو رہا اور اپنے حال کو دوبارہ ظاہر کیا اور ایسی آفتون سے
بچکر بیحد خوش ہوا دوسرے دن سب تاجرون کے ہمراہ جزیرۂ روحا مین آیا اثنا سے
راہ مین اژدہون سے کچھ ہمین ضرر نہین پہونچا جزیرۂ روحا مین ایک درخت سے کافور
نکلتا ہے اوسکی ایک شاخ چھری سے شگافتہ کردیتے ہین اوس مین سے عرق بہکر
ایک ظرف مین جمع ہوکر جم جاتا ہے وہی کافور کہلاتا ہے پھر وہ شاخ مرجھاکر خشک
ہوجاتی ہے اور وہ درخت اتنا بڑا ہے کہ سو آدمی اوسکے سایے مین بخوبی بیٹھ رہین
اور اوس جزیرے مین گینڈا ہاتھی سے چھوٹا اور بھینسے سے بڑا پیدا ہوتا ہے اوسکی ناک
پر ایک سینگ ایک ہاتھ کے برابر اندر سے ٹھوس ہوتا ہے اور اوس سینگ کے اوپر
سفید خط مشابہ تصویر انسان کے دکھائی دیتے ہین وہ گینڈا اکثر ہاتھی کے شکم مین
سینگ چبھوکر اوسکو سر پر اوٹھا لیتا ہے مگر بسبب لہو اور چربی کے کہ ہاتھی کے شکم سے
بہکر اوسکی آنکھون پر پڑتی ہے اندھا ہوجاتا ہے پھر اوسی حالت مین رخ آکر اوس
گینڈے کو ہاتھی سمیت پنجون مین پکڑ لے جاتا ہے اور اپنے بچون کو کھلاتا ہے پھر مین
جزیرۂ روحا سے اور بہت جزیرون مین گیا اور اپنے ہیرون سے اسباب
بہت قیمتی اور پیداوار ان ملکون مین تھا بدلا اور اسی طرح بہت بہت شہر اور
بالشہر مین اور وہان سے بغداد کو پہونچا اور فقیرون محتاجون بغداد کو
خیرات مین دی جب سندباد اپنے دوسرے سفر کا حال بیان کرچکا اُ
ہندباد کو دیکر رخصت کیا اور کہا کل پھر اسی وقت آکر میرے تیسرے سفر کا حال سننا

چنانچہ ہندباد اور سب مہمان رخصت ہوکر اپنے گھر گئے اور دوسرے دن پھر سب وقت
معین پر حاضر ہوئے اور ہندباد بھی پہونچا سبھون نے سندباد کے ساتھہ کھانا کھایا اور بعد
فراغت سندباد نے اپنے تیسرے سفر کا حال اسطرح کہنا شروع کیا

## بیان سندباد جہازی کے تیسرے سفر کا

مین اون سب مصیبتون کو جو دونون سفر مین اوٹھائی تھین بسبب عیش و عشرت کے
بھول گیا یہان تک کہ پھر تیاری سفر کر بغداد سے روانہ ہوا اور مال تجارت بانسرہ کو
لے گیا وہان اور تاجرون کے ساتھہ جہاز پر سوار ہوکر ایک بڑا سفر کیا اور کئی جزیرون مین
اسباب بیچ کر بہت فائدہ اوٹھایا ایک دن جہاز ہمارا طوفان مین پڑا راہ مقصود گم ہوگئی
بعد کتنے دنون کے ایک جزیرے مین پہونچے وہان پر جہاز کو لنگر کیا کپتان چارون طرف
دیکھنے لگا اور رو کر کہا نزدیک اس جزیرے کے جزیرے جنگلی آدمیون کے ہین جنکے بدن پر
سرخ بال ہین اور وہ جہازیون کے لیے وبال ہین جماعت اونکی بہت سے اگر ہم ایک
کو اون مین سے مار ڈالین تو وہ چارون طرف سے جمع ہوکر ہم سب کو ہلاک کرین پس سب
اہل جہاز بہت ڈرے اور گھبرائے تھوڑی دیر کے بعد بہت سے بن مانس جنکا بدن
سرخ بالون سے چھپا ہوا اور قد سوا گز کا ہماری طرف دوڑے اور دریا مین تیرنے لگے
یہان تک کہ جہاز کو چارون طرف سے گھیر لیا اور کچھ بولے مگر ہم نہ سمجھے پھر وہ جہاز
کی رسیون پر چڑھ آئے اوس وقت کی بیقراری الامان الامان آخر اونھون نے پال کو
باندھ دیا اور لنگر کے رسے کاٹ کر جہاز کو کنارے پر کھینچ لائے اور ہم سب کو جہاز سے
اوتار کر اپنے جزیرے مین لے گئے مگر ہم سب بدقسمتی سے اونکے ہاتھہ مین گرفتار ہوئے
بقولات کثرت پائے اونھین ہم کھاتے اور جانتے تھے کہ ہم سب ان
مبتلے پھر وہ جنگلی ہمکو گھیر کر ایک بڑے مکان بلند مین لے گئے وہان
ڈھیر آدمیون کی ہڈیون کا اور کئی بڑے بڑے سیخچے آہنی کباب بھوننے کے
بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے یہان تک کہ رات ہوئی ہم واویلا کرنے لگے
یکایک دروازہ اندر کمرے کا اس زور سے کھلا کہ ہم سب ڈر گئے بعد ایک لمحہ کے اندر سے

ایک آدمی کالا مہیب بشکل گھر مونہا مانند درخت نارجیل کے لنبا باہر نکلا جسکی ایک آنکھ انگارے
کی طرح سرخ اور دہک رہی تھی اور آگے کے دانت تیز اور منھہ سے باہر نکلے ہوے اور نیچے کا
ہونٹھ سینے پر لٹکتا تھا کان مانند کان ہاتھی کے چوڑے اور ناخن گول اور ٹیڑھے جیسے
شکاری چڑیون کے ہم سب اوس دیو کو دیکھ کر بیہوش غش مین آئے اور دیر تک مانند مردون
کے پڑے رہے جب ہوش مین آئے تو دیکھا کہ ڈیوڑھی مین آکر کھڑا ہوا کچھ تجویزتا ہے پھر
آگے آیا اور ہر ایک کو ہمسے اوٹھا اور گھماکر دیکھنے لگا جیسے قصاب بکریون کا سر پکڑ کر
فربہی اور لاغری اونکی دیکھتا ہے پہلے سبکے مجھے دیکھا مگر مجھمین فقط پوست و استخوان
پایا اسواسطے چھوڑ دیا اور اسی طرح ہر ایک کو دیکھتا اور ٹٹولتا رہا پھر نوبت کپتان کی آئی
کہ وہ سب سے فربہ تھا بہت سی آگ جلا کر اوسے کباب کیا اور کھایا اور ڈیوڑھی مین جا کر
سو رہا اس زور سے خراٹے لیتا تھا جیسے بادل گرجتا ہو صبح تک سوتا رہا ہم سب رات بھر
عالم جاگنی مین رہے پھر وہ جاگا اور باہر گیا اور ہمین وہین چھوڑ دیا جب وہ بہت دور

تصویر دیو مہیب کی آدمی کو بھونکر کھا جانے کی

نکل گیا ہم سب نے پھر بدستور رونا اور واویلا کرنا شروع کیا یہانتک ہمارے رونے سے جی بھر گیا
ہم سب بہت گھبرائے تھے اور وہ دیو تنہا مگر کوئی تدبیر نہین چلتی تھی کہ اپنے تئین بچاوین آخر
کو ہم سب بمشقت ایذاہی پر راضی ہوکر دن کو اوس جزیرے مین پھرتے اور گھاس پات
توڑ کر کھاتے رہے رات کو اوسی منحوس محل مین آکر بیٹھ رہے وہ دیو پھر آیا اور ہمارے
ہمراہیون سے ایک شخص فربہ کو کباب کرکے کھایا اور وہین سو رہا دوسرے دن
جب وہ بیدار ہوکر باہر آیا میرے ساتھیون نے ارادہ کیا کہ دریا مین جاکر ڈوب مرین
مگر ایک مسلمان نے کہا اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک نہ کیا چاہیے کچھ ایسی تدبیر کرو
کہ اس بلا سے نجات ملے اوسکے کہنے سے سب اپنے اپنے دل مین فکر کرنے لگے یہان
تک کہ مینے کہا صاحبو کنارے پر دریا کے شہتیر بہت لکڑیان تختے اور رسیان پڑی ہین
ہم سب پانچ چار کشتیان چھوٹی چھوٹی بنا کر کسی جگہ مخفی مین باندھ رکھین فرصت کے
وقت اونپر سوار ہوکر اس جگہ سے نکل چلین میری اس تدبیر کو سب نے پسند کیا اور
ہم سب نے مل کر چند کشتیان ایسی بڑی بنائین کہ جس مین تین تین آدمیون کی
گنجایش ہو پھر شام کو ہم سب اوسی محل مین گئے اور وہ دیو بھی آیا ہم مین سے
ایک کو پکڑ کر حسب معمول نوش کیا اور سو رہا جب ہمنے اوسکے خراٹون کی آواز سنی تو آدمیون
نے ہم مین سے جو دلیر تھے اور سورما تھے ایک ایک سیخ لوہے کی اوٹھا کر آگ پر رکھی جب
سیخین لال سرخ ہوگئین تو ہمنے اوتار اوس دیو کی آنکھ پر رکھدین یہان تک کہ اوسکو اندھا کر ڈالا
دیو درد سے بہت چلایا اور شور و غل مچا کر دہنے بائین ہاتھون کو پھیلایا مگر ہم سب دور دور
بھاگ گئے تھے آخر دروازے سے نکل کر بیل کی طرح چلانے لگا ہم سب کنارے دریا
کے بھاگ آئے اور اون کشتیون پر جو پہلے سے طیار کر رکھا تھا سوار ہوئے اور منتظر
ہو کہ کشتیون کو دریا مین لیجا کر کھیوین صبح ہوتے اوس دیو کو دو آدمی کہ
اوسی کی جنس سے تھے ہاتھ پکڑ کر دریا کے کنارے لائے اور کئی دیو اوسکے آگے آگے
دوڑے چلے آتے تھے ہم سب کشتیون کو دریا مین ڈال کر زور زور سے کھینے لگے دیوون
نے بڑے بڑے پتھر کشتیون کی طرف پھینکنا شروع کیے یہان تک کہ سب کشتیان ڈوبین

فقط ایک کشتی جسپر مین اور دو اور میرے ہمراہی سوار تھے بچ رہے ہم اوسے زور سے کھے کر
اتنی دور نکل گئے جہان اونکے پتھر نہ پہونچ سکے پھر جب ہماری کشتی دریا مین پہونچی شدت
ہوا اور تلاطم سے موجون کے زیر و زبر ہونے لگی ایک دن اور رات اسی حالت مین رہے
دوسرے دن ایک اور جزیرے مین پہونچے پھر ہم تینون اوس جزیرے مین گئے اور وہان
کے میوے خوب کھائے رات کو کنارے دریا کے شور کے سو رہے یکا یک سانپ کی کھڑکھڑا
ہٹ سے کہ نارجیل کے برابر لنبا تھا میری آنکھ کھل گئی وہ آتے ہی ایک کو ہمارے ساتھیون سے
پکڑ کر کھانے لگا اور اوسکو خوب توڑا مروڑ کر نگل گیا مین یہ دیکھ کر بہت ڈرا اور دوسرے
ساتھی کے ہمراہ وہان سے بھاگ کر بہت دور جا ٹھہرا او سپر بھی آواز ہڈیون کی اوس
شخص کی جسکو وہ سموچا نگل گیا تھا اور پھر اوگلتا تھا سنائی پڑتی تھی بہر حال وہ رات
بڑی مصیبت مین کٹی اور دن بڑے اندیشہ مین کٹا شام کو کچھ میوے جنگلی کھا کر ایک درخت
بلند پر چڑھ گئے تھوڑی دیر کے بعد ہمنے اوس سانپ کے کوٹنے کی آواز سنی پیچھے اوس درخت
کے نیچے پھر دیکھا کہ اوسکی جڑ پر پہونچ کے میرے ہمراہی کو نگل گیا اور وہان سے چل دیا
مین درخت پر فجر تک رہا پھر دن چڑھے نیچے اوترا اور مجھے یقین ہوا کہ آج کی رات
اژدہے سے مین بھی جانبر نہ ہونگا مجھے بھی کھا جائیگا پھر مایوس ہو کر ارادہ کیا کہ دریا مین
ڈوب مرون لیکن اپنے تئین خدا کی امان مین چھوڑ کر بہت سی لکڑیان اور کانٹے جمع
کیے اور بوجھے باندھکر گرد اوس درخت کے رکھے اور کچھ بطور ٹٹی کے بنا کر درخت کے اوپر
باندھے جب رات ہوئی مین درخت پر چڑھ کر چھپ رہا وہ سانپ آکر چارون طرف
اوس درخت کے پھرا لیکن کسی طرف سے راہ نپائی تمام رات وہ میری گھات مین رہا
آخر دن ہوتے ہی چلا گیا اور مین بسبب جاگنے تمام رات کے اس طرح مضمحل ہو گیا کہ
مرنے کو ایسی زندگی پر ترجیح دیتا تھا آخر تنگ ہو کر دریا کی طرف ڈوب مرنے
گیا لیکن فضل خدا شامل حال تھا ایک جہاز دور سے دکھائی دیا کہ چلا آتا
تھا
پکارا اور اپنی دستار کو ہلایا کپتان نے دیکھا یا میری آواز سنی بلیسو لی بوٹ بھیجا مین
اوسپر چڑھ کر جہاز پر گیا کپتان اور جہازی متعجب ہو کر پوچھنے لگے کہ کیونکر اس ویران

جزیرے مین تیرا آنا ہوا ایک بڈھے نے مجھسے کہا لوگ کہتے ہین کہ اس جزیرے مین دیو مردم خوار
رہتے ہین آدمی کا گوشت کباب کرکے کہاتے ہین اور سوا اونکے بڑے بڑے سانپ رہتے ہین
غرض اونھون نے میرے زندہ رہنے سے بہت تعجب کیا اور مجھے کھانا کھلایا اور کپتان نے
ایک جوڑا اپنے پہننے کا دیا مین نے ہوش و حواس مین آکر اونسے اپنی سب مصیبتون کا حال
مفصل کہا پھر ہم وہان سے کئی جزیرون مین گئے آخر کو سلہٹ مین آئے جہان صندل
کی لکڑی پیدا ہوتی ہے اور اکثر امراض کھولتی ہے کپتان نے اوس شہر مین جہاز کو لنگر کیا
اور سب تاجرون نے اپنا اسباب بیچنے اور تبدیل کرنے کے واسطے جہاز سے اوتارا ایک
دن کپتان نے مجھسے کہا بھائی ایک سوداگر کا اسباب بہت مدت سے میرے جہاز پر امانتاً
رکھا ہے اور وہ مدت ہوئی کہ مرگیا اب تک تو مین اوسکے اسباب کو جابجا بیچتا بدلتا چلا آیا
ہون اور چاہتا ہون کہ اوسکے وطن مین پہونچکر اصل اور نفع ورثہ کو اوسکے حوالہ کرون
آج سے وہ سب گٹھریان تیرے سپرد کرتا ہون اوس سوداگر کے وارثون سے تیرا حق السعی
دلوادونگا مین نے کپتان کی بہت شکرگذاری بجا لاکر کہا تمنے میرے حال پر بڑا رحم کیا کہ میرے
واسطے ایک شغل ٹھہرایا پھر اوسنے اپنے محرر کو حکم کیا کہ وہ مال اِس شخص کے سپرد کر محرر نے
کپتان سے پوچھا کہ اوس سوداگر کا کیا نام تھا کپتان نے کہا سندباد جہازی مین اپنا نام
سنکر سکتے مین آگیا اور کپتان کا منھ دیکھنے لگا اور مین نے اوسکو پہچانا کہ یہ وہ ہے سفر
مین ہمارے جہاز کا کپتان تھا اوسنے مجھے فلانے جزیرے مین جسمین سوتا چھوڑکر جہاز وہان
سے کھولدیا اب یہ مجھے موا تصور کرتا ہے مین نے کپتان سے کہا مقرر یہ مال اوسی سوداگر کا ہی
جسکا نام سندباد جہازی تھا کپتان نے کہا ہان اوسی کا ہے مین نے کپتان سے کہا کیا تم کو [illegible]
[illegible] تاجر مرگیا کپتان نے کہا البتہ تب مین نے کہا ذرا بغور میری طرف دیکھو [illegible]
[illegible] جہازی ہون کپتان نے سنکر بغور میری طرف دیکھا اور مجھے پہچانکر
[illegible] اپنے گلے سے لگاکر کہا بھائی تم مقرر سندباد جہازی ہو اور یہ سب
مال تمھارا ہے اب مین تمکو منافع سمیت سونپتا ہون مین نے اپنا مال تمام و کمال مع نفع
کپتان سے پایا پھر ہم سلہٹ سے اور جزیرون مین گئے جہان سے ہمنے لونگ اور دارچینی وغیرہ

خرید لین اور وہان سے ہمنے بہت دور تک سفر کیا ایک جا پر ہمنے کچھوے اتنے بڑے دیکھے جنکا
طول و عرض پچاس ہاتھ کا تھا اور مچھلیان عجیب قسم کی دیکھین کہ مانند گاے کے دودھ
دیتی تھین اونکا چمڑا ایسا سخت تھا کہ جس کی سپر بناتے تھے اور ایک ماہی کو صورت اور رنگ
مین مشابہ شتر کے دیکھا پھر ہم بانسرہ مین پہونچے اور وہان سے بغداد کو آئے اس سفر
مین بحساب دولت مجھے حاصل ہوئی اپنے وطن مین صحیح و سالم اوس سے پہنچکر شکر خدا
بجا لایا اور بہت ریال محتاجون اور مستحقون کو دیے اور املاک بہت مول لی سندباد نے
بعد تمام کرنے حال اپنے تیسرے سفر کے سو ریال ہندباد کو دیے اور دوسرے دن بدستور
معمول کے پھر اوسکی دعوت کی مہمان رخصت ہوکر دوسرے دن کھانیکے وقت پھر
حاضر ہوا اور بعد تناول کرنیکے سندباد نے اپنے چوتھے سفر کا حال اس طرح بیان کرنا شروع کیا

## بیان سندباد جہازی کے چوتھے سفر کا

صاحبو کثرت عیش سے وہ سب خوف و خطر تینون سفر کے میرے دل سے جاتے رہے
پھر اشتیاق جمع کرنے مال اور سیر کرنے عجائبات کا ہوا تیاری سفر کرکے اسباب تجارت
دلخواہ خرید کرکے پارس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین کتنے شہر طے کرتا ہوا ایک بندر
مین پہونچا جہان سے جہاز پر سوار ہوا اور وہان سے جہاز ہمارا جزائر بصرہ فرس وغیرہ بنادر شرقی
کی طرف جا نکلا ایک دن دفعتًہ ایسا جھونکا ہوا کا جہاز کو لگا کہ کپتان نے مجبور ہوکر جہاز کے
پردوان نیچے کر دیے اور خلاصیون سے کہا یہ طوفان ہے ہوشیار رہو ہر چند ہوشیاری کی
لیکن کچھ مفید نہ ہوئی جہاز کی پالین ٹکڑے ٹکڑے ہو گئین اور جہاز بالا پر چڑھ کر پاش پاش
ہو گیا سب لوگ مع مال و اسباب بالکل ڈوب گئے مگر مین اور چند سوداگر تختون کے
سہارے سے بہتے ہوئے ایک جزیرے مین جو قریب تھا جا لگے اور جزیرے مین گئے بسبب
کھانے جنگلی پھلون کے ہم مین طاقت آئی رات کو پھر وہین آکر جہان کہ
کی ہمین ڈالا تھا پڑ کر سو رہے اور اپنی بدنصیبی پر روئے دوسرے دن پھر اوس جزیرے
مین گئے اور ادھر ادھر متحیر اور پریشان پھرنے لگے ناگاہ بہت سے حبشیون نے
آکر ہم سب کو گھیر لیا اور آپس مین ہم سب کو بانٹ کر مانند بھیڑ بکریون کے اپنے گھرون مین

ہانک لے گئے مجھے اور پانچ میرے ہمراہیون کو ایک مکان علیحدہ مین رکھا اور آگے ہمارے
کچھ ترکاری رکھکر اشارے کرتے تھے کہ ہم اوسے کھائین میرے ساتھیون نے بے سمجھے
بوجھے اوسے کھایا اور کھاتے ہی نشے مین بیہوش ہوگئے پھر وہ حبشی برنج کو روغن نارجیل
مین پکا کر ہمین کھلانے لگے تاکہ ہم فربہ ہوجائین اور وہ ہمین ذبح کرکے کھائین اس بھید کو
بھی ہمارے ساتھی نہ سمجھے اور خوب پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور مین بقدر سدّ رمق کھاتا پہلے
وہ حبشی اون آدمیون کو جنھین پکڑتے تھے ایسی چیزین منشی کھلاتے تھے تاکہ وہ بیہوش
ہوکر اپنے بھلے برے کو کچھ نہ سمجھین پھر واسطے فربہ کرنے کے برنج کو روغن نارجیل مین ملاکر
کھلاتے اور پھر اون آدمیون کو کھاتے چنانچہ ہمارے ساتھیون کو ذبح کرکے پکا کر کھا گئے
اور مین تقلیل غذا سے نہایت لاغر ہوگیا تھا اسواسطے اونھون نے مجھے چھوڑ دیا غرض
مین اوس جزیرے مین بے قید پھرا کرتا یہان تک کہ ایک دن مین فرصت پاکر وہانسے
چلدیا ایک بڈھے نے مجھے جاتے دیکھکر بہت بلایا مگر مین نے کچھ التفات نکیا اور بھاگا
اوس دن سوا اوس بڈھے کے اور کوئی اوس جاپر نتھا اور وہ سب حبشی کہ باہر گئے
تھے شام کو اپنے گھرون مین آئے اور مین بہت دور نکل گیا تھا گھڑی دو گھڑی واسطے
کچھ کھا لینے اور سستا لینے کے راہ مین ٹھہر جاتا اور تازہ دم ہوکر پھر بھاگتا اسی طرح
سات دن تک بھاگا آٹھوین دن مین کنارے دریاے شور کے پہونچا وہان مینے آدمیون
کو دیکھا کہ کالی مرچین جو اوس جاپر کثرت سے پیدا ہوتی ہین چُن رہے ہین مین بہت خوش
ہوا اور شگون نیک سمجھکر اون کی طرف گیا وہ بھی میرے پاس آئے اور عربی زبان مین
مجھسے پوچھا کہ تو کہان سے آتا ہے اپنے دیس کی بولی سُنکر مین نہایت خوش ہوا پھر اونسے
اپنا سب حال ظاہر کیا اونھون نے کہا وہ حبشی تو آدمیون کو کھاتے ہین تو اُنسے کیونکر
بچا پھر مینے اونسے اپنے بھاگنے اور بچنے کا حال کہا اونھون نے بہت تعجب کیا اور جب
تک وہ لوگ اوس جزیرے سے مرچ سیاہ چُنا کیے مین اونکے ساتھ رہا یہانتک کہ وہ سب
مجھے اپنے ساتھ لیکر جہاز پر سوار ہوے اور جلد وہ جہاز اوس جزیرے مین جہان سے وہ
آئے تھے پہونچا وہ سب لوگ مجھے وہان کے بادشاہ کے حضور مین کہ بہت خوش مزاج اور

ترحم دل تھامے گئے اوسنے میرے مصائب کا حال سُنکر بہت تعجب کیا اور مجھے اچھی پوشاک دی اور میری خبر لیتا رہا وہ جزیرہ بہت بڑا اور آباد تھا اوس مین بہت چیزین تجارت کے قابل پیدا ہوتی تھین وہان سے سوداگرون کی آمد و رفت دیکھ کر مین بہت خوش ہوا اور وہان کے بادشاہ نے رفتہ رفتہ مجھے اپنا مصاحب کیا اور بہت آرام سے رکھتا تھا یہانتک کہ مین اون لوگون سے ایسا ہل جُل گیا کہ وہ سب مجھے اپنے دیس کا سمجھنے لگے مین وہان کے بادشاہ اور لوگون کو گھوڑون پر بے زین و لگام سوار ہوتے دیکھکر نہایت متحیر ہوا ایکدن مین نے بادشاہ سے پوچھا یہان گھوڑے پر بے زین و لگام کیون سوار ہوتے ہین اوسنے کہا ہم لوگ آجتک نہین جانتے ہین کہ زین و لگام کیسی ہوتی ہے پھر مین نے ایک کاریگر کو لکڑی کا نمونہ دکھا کر کہا کہ تو اس طرح کی ہمکو کاٹھی بنا دے چنانچہ وہ بنا لایا مین نے اسکو چمڑے سے منڈھکر اوسپر بھاری کمخواب اور اطلس کو لگایا پھر لوہارسے رکابین اور لگام بنوائین جب سب چیزین بن چکین مین اوس ساز کو ایک گھوڑے پر لگا کر بادشاہ کے حضور مین لیگیا وہ اوسپر سوار ہوکر نہایت خوش ہوا اور مجھے خلعت اور نقد و جنس بہت کچھ دیکر آگے سے زیادہ عزیز رکھنے لگا پھر مین نے بہت سے زین اور لگامین اوسکے اقربا اور وزیرون اور امیرون کو بنوا دین اون سب نے مجھے ہزارون روپے اور اسباب قیمتی دیکر میری بڑی شکرگزاری کی اور سب لوگ میری بڑی عزت کرنے لگے ایکدن بادشاہ نے مجھسے تنہائی مین کہا مین تجھے بہت عزیز رکھتا ہون اور میرے ارکان دولت اور رعیت شہر والے تیری دانشمندی سے کمال خوش ہین اور سب کو تجھسے محبت قلبی ہے مین ایک امر تجھسے کہا چاہتا ہون اوس سے انکار نہ کیجیو مین نے عرض کیا کہ مین کیونکر آپکے فرمانے سے انکار کرونگا بادشاہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ تیری شادی کرون اور تو قصد جانیکا یہان سے نکرے مینے طوعًا و کرہًا قبول کیا اوسنے اپنے خاندان کی ایک بی بی کے ساتھ کہ نہایت خوب صورت اور باتمکنت تھی میری شادی کردی مین اپنی بی بی کے گھر مین رہنے لگا اور کمال عیش سے ایک مدت اوسکے ساتھ بسر کی اور اوس بی بی کی محبت مین ایسا مبتلا ہوا کہ محبت وطن کی اور اپنے جورو لڑکون کو بھول گیا بعد مدت میرے ایک ہمسایے کی

بی بی کہ اوسکے ساتھ مجھے کمال محبت ہوگئی تھی بیمار ہوئی اور بعد چند روز کے مرگئی مین واسطے
تعزیت کے اوس دوست کے پاس گیا اوسے کمال مغموم پا کر مین اوسکی تسلی کرنے لگا کہ خدا
تمکو سلامت رکھے اوسنے کہا یہ دعا تمھاری میرے خلاف ہے کہ مین آدھ گھڑی کا مہمان
ہون مین نے کہا یہ کیا فرماتے ہو خدا تمکو مدت تک زندہ رکھے اوسنے کہا ہماری عمر تمام
ہو چکی اب تمکو خدا سلامت رکھے آج کے دن مین اپنی بی بی کے ساتھ زندہ مدفون ہونگا
میرے اگلے بزرگون نے ایسا دستور اس جزیرے مین مقرر کیا ہے کہ اگر جورو مرے تو اوسکے
ساتھ زندہ شوہر کو مدفون کرین اور اگر شوہر مرے تو اوسکے ساتھ اوسکی بی بی کو گاڑین
اب مجھے کوئی بچا نہین سکتا یہان کا باشندہ کوئی اس آئین کے خلاف نہین کر سکتا
اس رسم بد کو سنکر میرے ہوش جاتے رہے اور عجب طرح کے اندیشون مین پڑا ہنوز مین
وہین بیٹھا تھا کہ اوس ہمسایے کے سب دوست اقربا اور ہمسایے میت کی تجہیز او تکفین
کے لیے جمع ہوے اور اوس لاش کو بہت اچھے کپڑے اور سب زیور پہناتے اور اوسے
کھلے ہوے جنازے پر رکھا اور آگے اوسکے جلوس کو روانہ کرکے مدفن کی طرف لے چلے
اور پیچھے جنازے شوہر اوسکا ماتمی لباس پہنکر روانہ ہوا پیچھے اوسکے اور سب لوگ چلے
اور نیچے ایک پہاڑ کے پہونچکر اونھون نے ایک غار کے منہ سے ایک بھاری پتھر سرکایا
اور اوس میت کو مع اوسکے اسباب کے اوس مین ڈال دیا بعد اسکے وہ شوہر بھی سب
سے رخصت ہوکر ایک گھڑا پانی کا اور سات روٹیان لیکر جنازے پر بیٹھا اور اوسکو بھی اوس
غار مین جنازے سمیت ڈالا وہ پہاڑ بہت چوڑا تھا دوسری جانب اوسکی دریاے شور
سے ملی ہوئی تھی اور وہ غار بہت گہرا اور لنبا تھا غرض بعد تجہیز و تکفین کے اوس پتھر کو
اوس غار کے منہ پر رکھکر سب وہان سے چلے آئے صاحبو مین اس رسم بد کو دیکھکر نہایت
گھبرایا اور ڈرا اور ایک دن مین نے وہان کے بادشاہ سے کہا خداوند مین بہت ملکون مین
پھرا ہون مین نے کسی ملک مین ایسا ظلم نہین دیکھا اور نہ سنا بادشاہ نے جواب دیا کہ سنبادیہ
یہانکا رویہ یہی ہے ہم اسکو کسی طرح موقوف نہین کر سکتے مین بھی پابند اسی رسم کا ہون
اگر میری ملکہ خدا نخواستہ مرجاے تو مین بھی زندہ اوسکے ساتھ دفن کیا جاؤنگا سنباد کہ

کہا یہ حکم پردیسیون پر بھی جاری ہی بادشاہ نے کہا البتہ اس جواب کو سنکر مین نہایت سرد ہوا
کہ مبادا میرا قبیلہ بھی مر جائے تو پھر اوسکے ساتھہ مین بھی زندہ دفن کیا جاؤن بعد تھوڑے
دنون کے اتفاقاً میری بی بی سخت بیمار ہو کر مر گئی اوسوقت کا غم مین بیان نہین کر سکتا
اپنے دل مین کہتا تھا اس زندہ گاڑے جانے سے تو بہتر تھا کہ مجھے حبشی کھا جاتے اتنے
مین بادشاہ اپنے ارکان دولت اور جلوس سمیت میرے گھر آیا اور شہر کے سب عزت دار
بھی جمع ہوے اور پھر میری بی بی کو لباس اور زیور پہنا کر جنازے پر رکھا اور بڑے تجمل کے
ساتھہ دفن کرنے لیے چلے اور پیچھے لاش کے مین بھی حسب دستور وہان کے روتا ہوا چلا
اور جب اوس پہاڑ پر پہونچے مینے بادشاہ سے زمین بوس ہو کر کمال عجز سے عرض کیا کہ خداوند
مین اجنبی غیر ملک کا رہنے والا ہون میرے حال پر رحم فرماؤ مین اپنے شہر مین جورو لڑکے
رکھتا ہون لیکن اوسکو ذرا رحم میرے حال پر نہ آیا اور بلا توقف لاش کو اوس غار مین فی الفور
مجھے بھی دوسرے جنازے پر رکھکر ایک گھڑے پانی اور سات روٹیون کے ساتھہ اوسمین
اوتار دیا اور بعد اسکے پتھر بدستور غار کے منھہ پر رکھدیا مینے روشنی سے دیکھا کہ اوپر سے
غار سکا اندر پڑی بھی دیکھا کہ گہرائی اوس تہہ خانے کی پچاس ہاتھہ تھی غار مین جا بجا ہی
مردون کی بدبو چارون طرف سے میرے دماغ مین پہونچی کہ مین اپنے جنازے سے اوٹھکر
بہت دور بھاگ گیا اور زمین پر گر کر دیر تک روتا اور اپنی بدنصیبی پر افسوس کرتا رہا کہ خدا
بندے کے حق مین ہر ایک بات بہتر سمجھکر کرتا ہی شاید میرے حق مین یہی امر بہتر تھا غرض
اسی حالت مین کبھی واویلا کرتا اور کبھی منھہ اور سر اپنا پیٹتا پھر جب مجھے بھوک لگی ناک
بند کر کے اپنے جنازے پر سے گھڑا پانی کا اور سات روٹیان اوٹھا لایا اور کئی دن تک اوسکو
کھایا جب وہ ختم ہو گئین مین قریب المرگ ہوا اتنے مین آواز پتھر اوٹھانیکی سنی لوگون نے
ایک مرد مردے کے ساتھہ ایک عورت زندہ ڈال دی اور پتھر غار کے منھہ پر رکھدیا مینے
ایک مردے کے پانون کی ہڈی زور سے عورت کے سر پر ماری کہ وہ چکرا کر گر پڑی اور فقط
اوسکی روٹیان اور پانی لینے کے لیے مرتکب ایسے امر قبیح کا ہوا پھر چند روز تک اُن روٹیون
کو مین نے کھایا جب وہ کھانا ہو چکا خدا کی قدرت سے ایک عورت مردہ اور اوسکا شوہر زندہ

پھر غار مین ڈالا گیا اوس مرد کو بھی مین اسی طرح مار کر اوسکا کھانا پانی لے گیا پھر تو میری
خوش نصیبی سی اوس شہر مین ایسی مری پڑی کہ روز مُردے اور اونکے ساتھ زندے اوس
غار مین دفن ہوتے اور مین اون زندون کو مار کر اونکی روٹیان اور پانی کھاتا پیتا یہان
تک کہ ایک دن مین ایک عورت کو مار کر اوسکے کھانے اور پانی کو لیتا تھا یکایک کسی شخص
کی ایک آواز سانس لینے کی سُنی مین اوسی طرف اندھیرے مین روانہ ہوا اور وہ شئی دم لیتی
ہوئی اور دھب دھب کرتی ہوئی ایک جانب کو دوڑی اوس کی آواز پر مین بھی دوڑتا
چلا گیا یہان تک کہ مین نے ایک روشنی چمکتی ہوئی دیکھی کبھی تو نظر سے گم ہو جاتی اور کبھی
نظر آتی آخر دوسری طرف غار کے پہنچے ایک سوراخ اسقدر پایا کہ بے تکلف اوس مین ہوکر
باہر نکلا اور اپنے تئین کنارے دریا کے دیکھا اوسوقت مجھے کمال خوشی حاصل ہوئی جب
مین ہوش مین آیا تو مین نے خیال کیا کہ وہ چیز جو غار مین سانس لیتی تھی اور اُسکے پیچھے
لگا ہوا مین یہان تک پہونچا مُقرر کوئی جانور دریائی ہوگا کہ سوراخ سے واسطے کھانے
مُردون کے غار مین جایا کرتا ہی پھر مین نے خوب خیال کیا تو اوس پہاڑ کو بامین دریا اور
اوس شہر کے پایا مگر وہ جگہ جہان سوراخ تھا کسی کو معلوم نتھی اس واسطے کہ کنارہ اوس
پہاڑ کا اسقدر بلند تھا کہ کوئی اوسپر چڑھ نہین سکتا تھا غرض مین نے اوس غار سے کہ
حقیقت مین میری گور تھی نجات پاکر دریا کنارے سجدے شکر کے جناب کبریائی مین کیے
پھر مین اوس غار سے سب روٹیان باہر نکال لایا اور خوب کھائین پھر اوس غار مین
جاکر جنازون سے ہیرے وغیرہ جواہرات اور اسباب قیمتی جو اوس اندھیرے مین میرے
ہاتھ لگے اوٹھا لایا اور گٹھریون مین خوب مضبوط باندھا اور کنارے اوس دریا کے
بے خوف رہنے لگا دو تین دن کے بعد فضل خدا سے ایک جہاز دیکھا کہ اوس دریا سے
میرے نزدیک ہوکر جاتا ہے مین نے اپنی دستار کو گھمایا اور بہت زور سے پکارا اہل جہاز
نے پنسوئی کو بھیجا خلاصی مجھے پنسوئی پر بٹھا کر لے گئے اور پوچھا کہ کیا شامت تھی جو تو اس
جگہ آیا تھا مین نے اونسے اور کپتان سے حال تباہ ہونے جہاز کا کہا اور کچھ جواہرات
قیمتی اوسکو دینے لگا مگر اوسنے نہ لیے پھر ہم وہان سے روانہ ہوکر کئی جزیرون مین گئے

حتی کہ جزیرۂ نیل میں جو جزیرہ سراندیپ سے دس روز کی راہ پر تھا پہونچے اور وہاں سے جزیرۂ کلی میں آکر اوترے جس میں سیسہ کی کھان ہے اور اوس میں کافور اور ہند کی بہت چیزیں قسم نیشکر و غیرہ کے پیدا ہوتی ہیں حاکم جزیرۂ کلی کا بڑا بادشاہ تھا جس کی حکومت جزیرۂ نیل تک تھی اور اوس جزیرہ کا عرض بقدر مسافت دو دن کے تھا اور وہاں کے باشندے آدمی کا گوشت کھاتے تھے اوس جزیرے میں اپنے اسباب کو بیچکر وہاں کی جنس خرید کر جہاز کو روانہ کیا اور کئی جزیروں اور بندروں سے ہوتے ہوے امن و عافیت سے بغداد میں پہونچے اور اسقدر دولت اور جواہر میرے ہاتھہ لگا کہ جسکا بیان نہیں کر سکتا پھر میں شکر خدا بجالایا اور بہت روپیہ اور اشرفیاں خیرات کیں اور کئی مسجدیں اور لنگر خانے بنوائے اور اپنے اقربا اور دوستوں میں ہنسی خوشی سے رہنے لگا سندباد نے اپنے قصے کو تمام کرکے ایک سو ریال ہندباد کو دیکر رخصت کیا اور ہندباد واس سفر کا حال سُنکر نہایت متعجب ہوا اور مصاحب سندباد کے بھی تعجب میں آئے پھر وہ سب رخصت ہوکر دوسرے دن سندباد کے گھر آکر اوسکے ہمراہ کھانے کے شریک ہوے اور بعد فراغت طعام کے حال اوسکے پانچویں سفر کا اوس سے سُننے لگے ۔

## بیان سندباد جہازی کے پانچویں سفر کا

اے صاحبو پھر میں بسبب آرام کے سب رنج و الم جو مجھپر گذرے تھے بھول گیا اور بعد چندے پھر سفر دریا کا عازم ہوکر اسباب تجارت خرید کر گاڑیوں پر لادا اوس بندر کی طرف کہ میرے شہر سے نزدیک تھا روانہ کیا اور میں نے ایک جہاز آپ بنواکر اسباب کو اوسپر بار کرکے سوار ہوا اور سوداگروں کو کہ ہر قوم و ملت کے تھے اوسپر مع اونکے اسباب کے چڑھایا اور وہاں سے روانہ ہوکر ہم سب دریاے شور میں پہونچے اور بعد کتنے دنوں کے جہاز ہمارا ایک جزیرۂ ویران میں پہونچا ہم سب اوس جزیرے پر گئے وہاں ہمنے ایک بیضہ رُخ کا بہت بڑا کہ اوسکا ذکر پیشتر ہو چکا ہے دیکھا اوس انڈے سے بچہ قریب تھا کہ نکلے اون سوداگروں نے جو میرے ہمراہ تھے اوس بیضہ کو کلھاڑیوں سے توڑا ہر چند میں نے منع کیا مگر اونھوں نے ننھا ننھا رُخ کے بچے کو کاٹا اور بھونکر کھا گئے اونکے کھاتے ہی دو ٹکڑے بڑے بڑے ابر کے ہوا میں دور سے دکھائی دیئے

نکلتیان کہ میرا نوکر تھا اس حال کو دیکھ کر گھبرایا اور ہم سب کو پکار کر کہا جلد جہاز پر سوار ہو مان باپ
اس بچے کے جسے تمنے کھایا ہی آپہونچے ہمنے جلد سوار ہوکر جہاز کو کھولدیا وہ جوڑا رخ کا ایسا شور
اور غل کرتا ہوا آیا کہ ہم ڈر گئے پھر وہ اپنے بیضے کو ٹوٹا دیکھکر نہایت غضبناک ہوے اور جدھر
سے آئے تھے اودھر گئے اور تھوڑی دیر تک غائب رہے اس عرصہ مین ہمنے جہاز کو کھولکر
سب پالین اوسکی کھولدین تا دور نکل جائین مگر اونھون نے ہمین آگھیرا بڑے بڑے پہاڑ کے
ٹکڑے اپنے پنجون مین داب کر ہمارے جہاز کے مقابل ہوا مین ٹھہرانے لگے چنانچہ ایک نے
ایک پتھر کو ہمارے جہاز کی طرف پھینکا ناخدا نے جہاز کو گھوما دیا پھر وہ پتھر دریا مین ہمارے
جہاز کے نزدیک اس زور سے گرا کہ تمام دریا تہ و بالا ہوگیا اور زمین سمندر کی دکھائی دینے لگی
لیکن دوسرے نے ایسا تاک کر پتھر مارا کہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا سب سوداگر اور خلاصی دریا
مین ڈوب گئے مگر مین تھوڑی دیر تک دریا کے اندر رہا پھر پانی کی سطح پر اوٹھا اور ایک
تختے کو کہ میرے پاس بہا جاتا تھا پکڑ لیا اور ایک ہاتھ سے پیرنے لگا جب وہ ہاتھ تھک جاتا
تو دوسرے سے پیرتا یہان تک کہ بہتا بہتا کنارے پر جا لگا اور بڑی مشکل سے خشکی مین
پہونچا اور گھانس پر بیٹھ گیا جب کچھ طاقت آئی تو اوٹھکر اوس جزیرے کی سیر کرنے لگا وہان
جابجا باغ میوے کے تھے اور بکثرت اچھے اچھے درخت میوہ دار کچھ تو میوے خام اور سبز
تھے اور کچھ پختہ و رنگین اور پانی کے چشمے مصفا شیرین ہر جگہ جاری جنسے اون درختون کو
پانی پہونچتا تھا مینے اچھے اچھے میوے توڑ کر کھائے اور چشمون سے پانی پیا یہان تک کہ رات
ہوگئی مین ایک جگہ لیٹ رہا مگر مارے خوف کے رات بھر نیند نہ آئی دیر تک اپنی تباہی پر
رو کر اپنے تئین ملامت کرتا رہا یہان تک کہ صبح ہوگئی اور دن نکل آیا مین درختون کی
سیر کرنے لگا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک بڈھے کو جو لستہ پا تھا دیکھا کہ کنارے ایک چھوٹے
چشمے کے بیٹھا ہی مینے قیاس کیا کہ شاید اسکا بھی جہاز میری طرح تباہ ہوگیا ہی نزدیک اوسکے
جاکر صاحب سلامت کی وہ کچھ نبولا پھر مینے پوچھا تم یہان بیٹھے کیا کرتے ہو اوسنے
اشارے سے کہا کہ مجھے اپنے کاندھے پر بٹھا کر چشمے سے اوس پار اوتار دے مین نے اسکو اپنی
گردن پر چڑھا لیا اور اوس طرف چشمے کے جا کر چاہا کہ وہ میرے اوپر سے اوترے جیسا ہی با

مجھے یاد پڑتی ہی تو بے اختیار ہنستا ہون کہ اوس بڈھے نے بیسے مین نہایت کم زور سمجھتا تھا
اپنے پاؤن کو میری گردن مین لپیٹ کر اس زور سے میرا گلا گھونٹا کہ قریب تھا دم میرا نکلجاوی
اور پاؤن اوسکے چمڑے کے مانند لٹکتے تھے غرض اس صدمے سے مین بیہوش ہو کر گر پڑا
تب اوسنے پاؤن کے تسمون کو ڈھیلا کیا جس سے دم میرا آنے جانے لگا پھر اوسنے ایک
پاؤن اپنا میرے شکم مین گڑو کر دوسرے سے مجھے لات ماری اور مجھے زور سے اوٹھایا
اور اون درختون کے نیچے مجھے لیے پھرنے لگا صاحبو مین اس عذاب مین کئی دن مُبتلا
رہا اتفاقاً ایک دن مین نے وہان بہت سے کدو خشک اندر سے خالی زمین پر پڑے دیکھے
ایک بہت بڑا اور خوب صورت اوٹھا کر اندر سے اوسکو صاف کر کے کئی خوشے انگور کے
اوس مین نچوڑے جب وہ بھر گیا تو مین نے اوسے ایک جگہ رکھدیا پھر کئی دن کے بعد مین
اوس جگہ پر اوس تسمہ پیر کے ساتھ گیا اور اوس عرق کو چکھا تو بہت اچھی شراب بنگئی تھی
اوسکو مین روز تھوڑی سی پیا کرتا اوسکے نشے مین اوس محنت و مشقت کو جو وہ بڈھا مجھے

تصویر اوس جنگل کی جس مین سندباد جہازی کی گردن پر پیر تسمہ پا سوار تھا

لیا کرتا تھا بھول جاتا اور کبھی کبھی مزے مین آکر گاتا اور ناچتا آخر تسمہ پیر نے اشارے سے شراب
کو مانگا پینے وہ کدو اوسکے حوالے کیا اوسنے پہلے تھوڑی پی پھر جب بہت مزہ معلوم ہوا کدو کو منھ
سے لگا کر بالکل پی گیا پھر تو وہ نشہ مین آکر گانے اور میری گردن پر ڈگمگانے اور جھومنے لگا
یہان تک کہ گردن اوسکی جھک گئی اور تسمہ پاؤن کے ڈھیلے ہو گئے اور ہوش مین نرہا
تب مینے اوسے زمین پر پٹک دیا اور ایک بڑا پتھر اوٹھا کر مارا کہ وہ مر گیا مین خوش ہو کر دریا
کے کنارے گیا اتفاقاً کچھ لوگ واسطے لینے آب شیرین کے اپنے جہاز سے اوتر کے آئے تھے اور
جہاز کو اوس جا پر لنگر کیا تھا اونھون نے مجھے دیکھ کر اور میرا حال سنکر نہایت تعجب کیا
اور کہا کیا تو اوس بڈھے دریائی کے ہاتھ مین پڑا تھا اوسنے بہت آدمیونکو گلا گھونٹ کر
مار ڈالا تو بڑا خوش قسمت تھا کہ بچ گیا اور اس جزیرے مین کوئی اکا دکا نہین جاتا ہے پھر
اونھون نے مجھے اپنے جہاز پر سوار کر لیا کپتان جہاز کا بہت اخلاق سے میرے ساتھ پیش
آیا اور اوس عرصہ مین درمیان میرے اور ایک سوداگر کے نہایت دوستی ہو گئی وہ مجھے
اپنے ساتھ لے کر ایک اور جزیرے مین اوترا پھر اوسنے مجھے ایک ٹوکرا دیکر ایک گروہ کے
ہمراہ کر دیا اور کہا خبردار ان آدمیون سے جدا ہونا نہین تو جیتے نہ بچوگے اور جو یہ سب
کرین تم بھی وہی کرنا اون سب آدمیون نے بھی ایک ایک ٹوکرا اوٹھا کر مجھے اپنے ساتھ
لیا اور واسطے لانے نارجیل کے جنگل کیطرف گئے وہان بہت سے درخت ناریل کے ایسے
لنبے اور چکنے لگے تھے کہ چڑھنا اونپر دشوار تھا ہم سب چاہتے تھے کہ ناریل سے ٹوکرونکو بھرین
اتنے مین بیشمار بندر دیکھے وہ سب درختون پر چڑھ گئے پھر میرے ہمراہی پتھر جمع کرکے زور
سے بندرون کو مارنے لگے مین بھی پتھر درختون پر پھینکنے لگا یہان تک کہ وہ سب بندر
غصے مین ناریل توڑ کر اوپر سے ہمکو مارنے لگے تھوڑی دیر مین وہ سب جگہ ناریل سے بھر گئی
ہمنے اپنے ٹوکرون کو اونسے بھر لیا اوس جنگل مین اور کوئی تدبیر بہتر اس سے ناریل لینے
کی نہ تھی پھر مین اون سب کے ساتھ شہر مین آکر اوس سوداگر کے پاس جسنے مجھے جنگل
مین بھیجا تھا گیا اور ناریلون کو اوسکے ملاحظے مین لایا اوسنے قیمت اوسکی دیکر کہا روز ہم
ناریل لایا کرو اور اوسکی قیمت کو جمع کرتے ہو چند عرصہ مین اسقدر مایہ تمھین حاصل ہوگا

کہ بخوبی تم اپنے وطن کو پہونچ جاؤگے مینے اوسکی نہایت شکرگذاری کی اور چند روز مین ناریل بیچکر بہت مایہ ہم پہونچایا یہانتک کہ جہاز وہان پہونچا مینے اپنے ناریل اوسپر لادے اور اوس سوداگر سے رخصت ہوکر اوسپر سوار ہوا اور وہان سے ہم اوس جزیرے مین آئے جہان سیاہ مرچ پیدا ہوتی تھی پھر وہان سے جزیرہ قمری مین گئے جہان بہت اچھی لکڑی آبنوس اور صندل کی پیدا ہوتی ہے وہان کے لوگ شراب حرام سمجھتے اور سب برُے کامون سے کنارہ کش رہتے ہین اون دونون جزیرون مین مینے اپنے ناریل مرچ سیاہ اور صندل کی لکڑی سے بدلے اور وہانپر باتفاق اور سوداگرون سے دریا سے موتی نکلوائے بفضلہ تعالیٰ بلنسبت اور تاجرون کے میری باری مین بہت بڑے اور گول موتی نکلے پھر وہانسے ہم بندر بانسرہ کو اور بانسرہ سے بغداد مین آئے وہان مینے مرچ سیاہ اور صندل اور موتیونکو گران قیمت بیچا اور فائدہ کثیر اوٹھایا اور دسوان حصہ اوسکا خیرات کیا پھر یہان بچون یارون عزیزون کے ساتھ بقصد عیش وآرام بسر کرنے لگا سندباد نے اپنے اِس قصہ کو تمام کر سو ریال ہندباد کو دیے اور اوسکو اور اپنے مہمانون کو رخصت کیا دوسرے دن وہ سب پھر سندباد کے گھر آئے اور بعد کھانا کھانیکے سندباد نے چھٹے سفر کا حال کہنا شروع کیا

## بیان سندباد جہازی کے چھٹے سفر کا

صاحبو بعد گذرنے ایک برس کے پھر مینے ارادہ سفر دریا کا کیا ہرچند میرے اقربا اور سب دوست مجھے منع کرتے تھے مگر مینے نمانا اور اول سفر خشکی کا کیا بعد اسکے کئی شہرون پارس مین گیا اور وہانسے ایک بندر مین پہونچکر ایک اچھے جہاز پر سوار ہوا جسکے کپتان کا ارادہ بہت دور سفر کرنیکا تھا یہانتک کہ بعد بہت سفر کے کپتان اور ناخدا نے راہ گم کی ایک دن کپتان دفعۃً اپنی کتاب پھینک کر رونے لگا کبھی اپنی داڑھی نوچتا اور کبھی سر پیٹتا ہم سب نے ڈرکر پوچھا کہ سبب رونیکا کیا ہے اوسنے کہا کیا پوچھتے ہو دھارا دریا کا جہاز کو کھینچے لیے جاتا ہے پاؤگھڑی نگذرے عرصہ مین ہم سب ہلاک ہونگے پھر اوسنے حکم دیا کہ پالین جہاز کی اوتاری جائین اونکے اوتارتے اوتارتے طوفان کے زور سے رسیان ٹوٹ گئین اور جہاز نے پہاڑ سے لگ کر ایسی ٹھوکر کھائی کہ چکنا چور ہو گیا ہم سب اہل جہاز ایک دوسرے کے گلے لگ کر اپنی بدقسمتی پر رونے لگے اور

چارونطرف اوس پہاڑکے نیچے بہت جہاز ٹوٹے ہوے پڑے تھے اور جابجا آدمیونکی ہڈیونکے
ڈھیر اور طرح طرح کے اسباب تجارت کنارے اوس پہاڑکے پڑے ہوے ہم سب اپنے جینے
سے مایوس ہوے اوس جا پر کئی بڑے بڑے دریا ملکر ایک غار مین کہ نہایت تنگ و تاریک تھا
بہتے اور اوس پہاڑ مین کان لعل و ہیرا و قیمتی پتھرون کی تھی اور اوس پہاڑ سے رال ٹپک کر
دریا مین پڑتی مچھلیان اوسکو نگل کر تھوڑی دیر کے بعد پھر اوس رال کو قے کر ڈالتین پھر وہ
رال بہکر کنارے آلگتی وہی اصل عنبر ہے اور درخت عود کے بہت دکھائی دیے اور دریا مین
قریب اوسی پہاڑ کے ایسا بڑا بھنور رہتا کہ دور سے جہازون کو وہان کھینچ لایا کرتا اور دریا کی دھار
کا ایسا زور تھا کہ جہاز کا نکلنا وہان سے محال اور ہوا وہان پہونچ نہ سکتی تھی اور بلندی پہاڑ
کی ایسی تھی کہ کوئی حیوان و انسان اوسپر چڑھ نہین سکتا ہم سب اوس پہاڑ کے نیچے اپنی
زندگی سے مایوس ہوکر رہنے لگے اور سب کھانے کی چیزین جنکو جہاز سے اوتار لائے تھے برابر
آپس مین تقسیم کر لین اور جو کوئی کہ ہم مین سے مرتا ہم سب اوسکو وہان دفن کر دیتے گاڑنے
کی خدمت کو مین نے اختیار کیا تھا جو کچھ کھانا میت کے پیچ رہتا وہ سب مجھے ملتا اس سبب سے
میرے پاس اسباب کھانے کا بہت رہتا تھا غرض سب میرے ساتھی اوس جگہ مر گئے اور مینے
سب کو دفن کیا اور بسبب تنہائی کے عجب طرح کی وحشت مجپر طاری ہوئی کہ جسکا بیان نہین
ہوسکتا ہزار دن ملامت اپنے تئین کرتا تھا کہ باوجود اتنے صدمے اوٹھانے کے تو نے پھر
سفر اختیار کیا اور اب اس سے رہائی دشوار ہے اب تو یہان مر جائیگا وہ دولت جو تو نے پانچ
سفر مین پیدا کی ہے کون کھائے گا اور تیرے کس کام آئیگی غرض دن رات فکر مین رہتا لیکن
ایکدن سوچا کہ سب دریا ملکر اس غار مین جاتے ہین یقین ہے کہ یہ پانی دریا کا آخر کسی شہر مین
بہکر نکلا ہے آخر یہ سوچکر اپنے دل مین کہا کہ اب تو کسی طرح اپنے تئین اس پانی مین ڈال
اگر بخیریت اور کسی طرف کو نکل گیا تو سبحان اللہ ورنہ یہان غار کے اندر پڑا رہ جائیگا آخر
مرنا اول مرنا اس امر کو اپنے دل مین ٹھہرا کر مضبوط مضبوط تختے جہازون کے اور رسیان
کہ وہان بیشمار پڑی تھین اوٹھا کر ایک مختصر ڈونگی بنائی اور بڑے بڑے لعل بلور عنبر اور
زر نقد وغیرہ اسباب قیمتی سنہرے روپہلے کو جمع کر گٹھریون مین باندھا اور اوس ناؤ کے اوپر

سوار ہوکر اوسکو بہاو کے اندر چھوڑا اور اوسکو کھینا شروع کیا اندھیرے مین دھارا پانی کا اوسے
خود بخود بہلائے لیے جاتا تھا اور کہین تو وہ غار بہت بلند تھا اور کہین نہایت پست آخر نیند نے
ایسا غلبہ کیا کہ مین سو گیا جب آنکھ کھلی تو مین نے اپنی کشتی کو کنارے دریا کے نیچے ایک شہر کے
بہتا تھا بندھا ہوا پایا اور گرد اپنی کشتی کے ہجوم حبشیون کا دیکھا مین نے اونسے صاحب سلامت
کی اور سب طرح کا حال پوچھا اونھون نے جواب دیا مگر مین اونکی زبان نہ سمجھا غرض مین
بہت خوش ہوکر شکر خدا بجا لایا اون حبشیون مین سے ایک شخص کہ زبان عربی سمجھتا تھا
میرے پاس آکر کہنے لگا بھائی ہمکو دیکھکر متعجب نہو ہم رہنے والے اس بستی کے ہین آج ہم واسطے
سینچنے اپنی زراعت کے یہان آئے تھے ہمنے دیکھا کہ پانی دریا کا کسی شے سے رک گیا اور
ایک کشتی اوسکے منھ پر اڑی کھڑی ہے ہم مین سے ایک شخص نے کشتی کو وہان سے نکالکر یہان
باندھ دیا اور منتظر تیرے بیدار ہونے کے تھے اب تو اپنا حال کہہ مینے کہا پہلے مجھکو کچھ
کھالون تو حال کہون اونھون نے کئی قسم کا کھانا مجھے دیا مینے اوسے کھا کر اپنا حال اول
سے آخر تک اونسے ظاہر کیا وہ نہایت متعجب ہوئے اور اونکے مترجم نے مجھسے کہا ہم سب کو تیرا
حال عجیب سنکر کمال حیرت ہوئی اب ہم تجھے اپنے بادشاہ کے حضور مین لیے جاتے ہین تو یہ
حقیقت اوسکے حضور مین کہنا پھر اونھون نے ایک گھوڑے پر مجھے سوار کیا اور اوس کشتی کو
مع گٹھری لعل وغیرہ کے اوٹھا کر میرے پیچھے ہولیے پھر مجھے سراندیپ مین لے گئے اور وہان کے
بادشاہ کے حضور مین حاضر کیا مین آداب و تسلیم بجا لایا تخت کی زمین بوسی کی بادشاہ نے
مجھے اپنے نزدیک بٹھا کر میرا نام پوچھکر کہا تو کیونکر میرے ملک مین آیا مینے اپنے حال کو مفصل
اوسکے حضور مین بیان کیا وہ سنکر نہایت خوش ہوا اور فرمایا اس سب حال کو آب زر
لکھین اور کتابون مین تواریخ کی داخل کرین پھر وہ گٹھریان اوسکے حضور مین کھولی گئین
وہ صندل کی لکڑی اور عنبر اور لعل اور زمرد وغیرہ دیکھکر بہت متحیر ہوا اور کہا ایسے جواہرات
میرے خزانے مین کبھی نہین ہین پھر اوسنے اون جواہرات کو ایک ایک کرکے دیکھا مینے عرض
کیا کہ خداوند مین اور میرا مال سب حضور کا ہے اوسنے سنکر کہا یہ جواہرات خدا نے تجھے دیے
ہین مجھے لینا مناسب نہین بلکہ اوسنے اور جواہرات مجھے دیے پھر بادشاہ نے مجھے اپنے

ایک افسر کو سونپ کر کہا اِس شخص کو بہت آرام سے رکھو اور جسقدر خرچ اسکو درکار ہو ہماری سرکار
سے ملے اوس سردار نے مع گھوڑون کے مجھے لیجاکر ایک اچھے مکان مین اوتارا مگر مین ہر روز
بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا کرتا اور وقت فرصت شہر اور وہان کے عمارات اور عجایبات
جاکر دیکھتا جزیرہ سراندیپ کا خط اُستوا کے نیچے واقع ہوا اسوجہ سے دن اور رات وہان ہمیشہ
برابر ہے طول اوسکا اَسّی میل اور اسیقدر عرض ہے اور شہر کے چارون طرف بڑے بڑے
پہاڑ ہین بطور درے کے وہ شہر واقع ہے اور سمندر وہان سے تین دن کی راہ پر ہے لعل وغیرہ
جواہرات کی اوس جا پر کہان ہی اور کورنڈ کہ ہیرے اور دوسرے سخت جواہرات کو کاٹتا اور
تراشتا ہی اوس جزیرے مین بہت دیکھا کھوپرے وغیرہ میوون کے درخت بہت نظر پڑے اور
موتی وہان کے دریا مین بہت ہین اور وہ پہاڑ جسپر آدم علیہ السلام بعد بہشت سے نکالے
جانے کے رہتے تھے جاکر مینے دیکھا اور اوس پہاڑ پر چڑھکر اوسکی سیر و زیارت کی پھر مینے
بادشاہ سے اجازت وطن جانے کی مانگی اوسنے مجھے بہت کچھ نقد اور تحائف دیکر رخصت
کیا اور ایک خط شوقیہ اور بہت سوغات قیمتی اور اچھے اچھے تحفے اوس ملک کے دیکر کہا کہ
تم اسکو میری طرف سے اپنے بادشاہ خلیفہ ہارون رشید کی حضور مین گذراننا مین تحفہ شئی
تمام اوس خط اور تحفون کو لیکر جہاز پر سوار ہوا بادشاہ سراندیپ نے کپتان اور اہل جہاز سے
میرے واسطے بہت سفارش کی کہ اِس شخص کو بحفاظت اور با آرام تمام اُسکے شہر مین پہنچانا
نامہ بادشاہ سراندیپ کا خلیفہ کے نام کسی جانور کی کہال پر لکھا ہوا تھا اور اوس ملک مین وہ
بقیمت گران ہاتھ آتی ہی کیونکہ بہت نادر اور کمیاب ہی رنگ اوس چمڑے کا زرد تھا اور
لاجورد سے لکھا ہوا مضمون اوس نامہ کا ہندی زبان مین اس طرح تحریر ہوا ہے نامہ
بادشاہ ہند کی طرف سے جسکی سواری کے آگے ایک ہزار فیل کا ہجوم ہوتا ہی اور اوسنے
ایسا محل سکونت کے واسطے اختیار کیا جسکی چھت مین لاکھ لعل جڑے ہوے چمکتے ہین اور اپنے
خزانے مین بتیس ہزار تاج ہیرون سے مرصع رکھتا ہے خلیفہ ہارون رشید کے نام یہ تحفے ہم تمکو
اس طرح بھیجتے ہین جیسے بھائی بھائی کو یا دوست دوست کو بطور ہدیے کے اپنی دوستی اظہار
کرنے کو بھیجے اور ہم چاہتے ہین کہ تم ہمسے راضی اور خوش ہو اور رہین اپنا دوست صادق اور

محب خالص سمجھو ہم تمکو سلام بھیجتے اور خیر و عافیت تمھاری پوچھتے ہین فقط اور منجملہ تحفون کے
پہلا تحفہ ایک پیالہ پون گرہ کے دَل کا تھا لعل سے بنا ہوا اور گرد اوسکے جھالر موتیون بیش بہا
کی لگی ہوئی ہر ایک موتی اوسکا وزن آدھے درہم کے تھا دوسرا تحفہ کھال ایک قسم کے سانپ
کی تھی کہ فلس اوسکے چوڑے برابر ریال کے تھے خواص اوسکا یہ تھا کہ جو کوئی اوسپر سوتے یا
لیٹے کبھی بیمار نہو تیسرا تحفہ بقدر پچاس ہزار درہم کے نفیس فنا اور لکڑی عود کی تھی چوتھا تحفہ
تیس دانے کافور کے پستے کے برابر پانچوان تحفہ ایک کنیز نہایت حسین اور دلفریب جسکی
پوشاک مین جواہرات قیمتی ٹکے ہوے الغرض میری خوش طالعی سے وہ جہاز بخیر و عافیت
بندر بالبصرہ کو پہونچا اور وہان سے بغداد مین آیا پہلے مین نامہ اور تحفہ بادشاہ سراندیب
کے لیکر دردولت پر خلیفہ ہارون رشید کے حاضر ہوا اور اوس لونڈی کو بھی لے گیا اور اپنے
حاضر ہونے کی خبر خلیفہ سے کہلا بھیجی خلیفہ نے مجھے یاد فرمایا حضار دولت مجھے لے گئے
بعد زمین بوسی کے نامہ اور سوغات بادشاہ سراندیب کی گذرانی جب اوسنے مضمون خط کو
پڑھا مجھسے پوچھا کیا حقیقت مین وہ بادشاہ اتنا ہی بڑا ہے جیسا کہ وہ اپنے خط مین لکھتا ہے
مین نے عرض کیا کہ امیر المومنین ہان مین اوسکی شوکت اور عظمت بچشم خود دیکھ آیا ہون
سب سے زیادہ عجیب و غریب اوسکا محل رہنے کا نظر آیا اور جب وہ سوار ہوتا ہے آگے اوسکے
دو دستہ اوسکے وزیر اور امیر اور سب افسر ہاتھیون پر سوار ہو صف باندھکر چلتے ہین اور
آگے تخت کے افسر برچھے طلائی ہاتھ مین لیے ہوے اور ایک شخص ستون سونے کا لیکر
پیچھے اوسکے ہوا کرتا اور اوس ستون کے سر پر ایک زمرد آدھی گرہ کا لنبا اور پون گرہ کا موٹا
چمکتا نظر آتا اور ایک ہزار جوان لباس ریشمی وغیرہ سنہری روپہلی پہنے ہوے ہاتھیون پر
سوار اوسکی جلو مین رہتے ہین اور ہاتھیون کے اسباب اور ہودے ایسے قیمتی کہ اونکا بیان
نہین ہوسکتا اور جب اوسکا ہاتھی روانہ ہوتا ہے تو ایک سردار آگے ہاتھی کے باواز بلند
بار بار یہ صدا کرتا ہے یہ بڑا بادشاہ زبردست ہندوستان کا ہے جسکے محل مین ایک لاکھ
لعل جڑے ہین اور بیس ہزار تاج ہیرے کے رکھتا ہے اور رتبے مین اِس سے جو بڑے سے بڑے
سلطان اور مہاراج کم ہین جب اگلا سردار یہ صدا کر چکتا ہے تو دوسرا کہ پیچھے اِس تخت کے

پکار کر کہتا ہے یہ بادشاہ باوجود اس بڑائی اور اقتدار کے مقرر مریگا مقرر مریگا اگلا
بادشاہ جو کرو کہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور کبھی نہ مریگا ایسا عادل ہے کہ اوسکے ملک مین کوئی
قاضی اور مفتی نہین اوسکی رعایا ایسی باہم رہتی ہے کہ کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہین کرتا ہے
محبت اور الفت سے آپس مین زندگانی کرتے ہین اسواسطے حاجت عدالت اور قاضیون
کی وہان ہرگز نہین خلیفہ نے اس حال کو سنکر کہا تیرے کہنے اور خط کے مضمون سے وہ
بادشاہ نہایت عاقل اور دانشمند معلوم ہوتا ہے اور بمقتضائے عقل و دانش کا یہی ہے کہ ایسا
عادل اور منصف واقع ہوا پھر خلیفہ نے مجھے خلعت دیکر رخصت کیا سندباد نے اپنے چھٹے سفر
کا حال بیان کرکے حسب معمول سو ریال ہندباد کو دیے دوسرے دن اوسکے سب مصاحب
اور ہندباد کھانے کے وقت حاضر ہوے اور بعد فراغت کھانے کے سندباد نے اپنے ساتوین
سفر کا حال اس طرح کہنا شروع کیا

## بیان سندباد جہازی کے ساتوین سفر کا

صاحبو مین نے چھٹے سفر کے بعد عہد کیا کہ پھر کبھی سفر دریا کا نکرون بلکہ عمر بھر تمام اون عیش
و آرام سے اپنے گھر رہنے لگا ایکدن خلیفہ نے مجھے طلب فرما کر کہا سندباد تو میری طرف سے
پھر بادشاہ سراندیپ کے پاس جا اور پیغام اور تحائف اوسے پہونچا مین چاہتا ہون جیسا کہ
وہ باخلاق پیش آیا ہے مین بھی اوسکا عوض کرون مینے عرض کیا کہ مین نے قسم کھائی ہے کہ
پھر سفر کے ارادے سے گھر سے نہ نکلون اور اپنے چھؤن سفر کی مصیبتین اوسکے حضور مین
کہہ سنائین خلیفہ نے اونکو سنکر نہایت تعجب کیا اور کہا فی الواقع یہ سب حال عجیب و غریب
ہین لیکن ایکبار پھر میری خاطر جزیرہ سراندیپ تک جانا ضرور ہے پھر تو او سفر نکیجیو مینے
چار و ناچار جانا جزیرہ سراندیپ کا قبول کیا اوسنے ایک ہزار ریال مجھے راہ خرچ دیکر کہا جلد
طیاری جانے کی کر مینے کتنے دن کے عرصہ مین تیاری کی اور خلیفہ سے تحفے اور خطوط لیکر
بندر بالسرہ کو گیا اور وہان سے جہاز پر سوار ہوکر تھوڑے عرصہ مین مع الخیر جزیرہ سراندیپ
مین پہونچا اور ارکان دولت کی معرفت بادشاہ کو اپنے آنے کی اطلاع کی بادشاہ نے مجھے
بلوایا مین حاضر ہوکر آداب و تسلیمات بجا لایا بادشاہ نے دیکھتے ہی مجھے پہچانا اور بہت خوش

ہو کر کہا سندباد تو خیر و عافیت سے پہنچے آداب بجا لا کر عرض کیا الحمد للہ کہ مین
پھر دیکھا پھر مین نے اوسکی تعریف و توصیف اور شکرگزاری بہت کرکے خط اور تحفے
اوسکے گذرانے اوسنے اونکو بہت خوش ہو کر لیا خلیفہ نے ایک فرش طلا کار سندریال کی تیاری
کا اوسکے لیے بھیجا تھا اور سوا اسکے پچاس قبائین بہت اچھے کپڑون کی جو بنی ہوئی الاسکندریہ
و غیرہ ملکون کی تھین اور کئی فرش قرمزی رنگ جنکے اوپر بہت اچھا کام کیا ہوا تھا اور
ایک پیالہ عقیق کا ایک انگشت کی مقدار پر موٹا اور کنارے پر تصویر آدمی کی اس شبیہ کی
کندہ تھی کہ وہ اپنے زانو زمین پر رکھے تیر کمان سے چلا کر شیر کو مارتا ہے سوا اسکے ایک تخت
گران قیمت جو حضرت سلیمان کا تھا اور خلیفہ نے اوسکی بہت قیمت دی تھی اور مضمون
خط خلیفہ کا یہ تھا عنوان خط خلیفہ کا عبداللہ ہارون رشید کی طرف سے جو بفضل خدا
تعالی سے خلیفہ اور جانشین اپنے اسلاف اشراف کا ہے سلام پہنچے بادشاہ صاحب اقبال
ذوی الاقتدار کو بطفیل سردار رہنماؤن راہ مستقیم کے ہمنے پایا تمہارا نامہ ساتھ کمال خوشی کے
اسکا بھیجتے ہین جواب اوسکا مع بعض تحفون کے یقین ہے کہ وہ خط تمہاری نظر سے گذریگا اور
اوسکے مضمون سے محبت کا حال جو ہمکو بہ نسبت تمہارے ہے معلوم ہوگا فقط بادشاہ مضمون
مضمون پڑھکر نہایت مسرور ہوا بعد اسکے مینے رخصت پھر آنے کی طلب کی وہ براہ شفقت
جلد رخصت نہین کرتا تھا آخر میرے اصرار سے اوسنے خلعت اور انعام مجھے دیکر رخصت کیا
مینے جہاز پر سوار ہو کر سیدھا راستہ بغداد کا لیا مگر بدقسمتی سے مین جلد پہنچنے نہ سکا روانگی جہاز
کو تین چار دن گذرے تھے کہ ہمین قزاقون نے آکر گھیر لیا ہم اونسے مقابلہ نکر سکے آخر اونھون
نے ہمارا جہاز لوٹ لیا اور ہم سبکو پکڑکر اپنا غلام کیا اور جنھون نے اونسے مقابلہ کیا وہ سب
مارے گئے پھر اونھون نے ہمین برہنہ کیا اور ایک جوڑا گزی کا غلامانہ پہنا دیا اور دور دراز
جزیرے مین لیجا کر ہم سبکو بیچ ڈالا مجھے ایک بڑے مالدار تاجر نے مول لیکر اپنا غلام بنایا اور
ایکدن مجھسے پوچھا کہ تجھے کوئی کام آتا ہے مینے کہا مین تجارت پیشہ ہون تاجر نے کہا تجھے
تیر لگانا آتا ہے مینے کہا ہان لڑکپن مین تیر اندازی سیکھی تو تھی تاجر نے مجھے تیر و کمان
دیکر اپنے ساتھ ہاتھی پر سوار کر لیا اور ایک بڑے جنگل مین کہ شہر سے قریب تھا لے گیا اور

بلوا ایک جگہ اوتار دیا اور ایک بڑا درخت دکھا کر کہا اسپر تو چڑھ کر بیٹھ اور جو ہاتھی ادھر
سے گذرے اوسکو تیر سے مار ہاتھی اِس جنگل مین بہت ہین اگر کوئی ہاتھی تیرے ہاتھ سے مارا
جاے تو مجھے خبر کیجیو تاجر مجھے کھانا دیکر شہر کی طرف چلا گیا مین اوس درخت پر چڑھکر بیٹھ رہا
رات کو کوئی ہاتھی نظر نہ پڑا مگر دوسرے دن وقت طلوع آفتاب بہت ہاتھی آئے مینے
بہت تیر اونکو مارے ایک ہاتھی زخمی ہو کر گرا باقی بھاگ گئے مین شہر مین گیا اور سوداگر
سے کہا وہ بہت خوش ہوا اور مجھے اچھی غذا کھلا کر میری بہت تعریف کی دوسرے دن
پھر ہم دونون اوس جنگل مین گئے اور مین نے اوس ہاتھی کو کھود کر گاڑ دیا تاجر نے کہا
جب یہ ہاتھی سڑ جائے تو دانت اِسکے نکال لائیو وہ بہت نفع کی چیز ہے دو مہینے تک مین
یہی کام کرتا رہا اور ایک ہاتھی تیر سے مارتا کبھی درخت سے اوترتا اور کبھی اوسپر چڑھ جاتا ایک
روز فجر کے وقت مین درخت پر چڑھا ہوا منتظر ہاتھیون کے آنے کا تھا دفعۃً ایک فوج کی
فوج ہاتھیون کی آئی اور اوس درخت کو جسپر مین تھا گھیر کر مہیب آوازین کرنے لگے اور مجھکو

تصویر ہاتھیون کے جنگل کی اور ایک بڑی ہاتھی کا درخت کو اوکھیڑنا جسپر سندباد بیٹھا تھا

دیکھ کر اپنی سونڈون کو درخت کی جڑ مین لپیٹ کر کھینچتے تھے مین نہایت ڈرا
رعشہ ہوا کہ تیر و کمان میرے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑے مین جینے سے مایوس ہو کر اوسکی
شاخون مین لپٹے رہا ایک بڑے ہاتھی نے اپنی سونڈ کو درخت مین لپیٹ کر درخت کو جڑ سے
اوکھاڑ زمین پر ڈالدیا مین زمین پر آرہا ہاتھی نے مجھے اوٹھا کر اپنی پشت پر چڑھا لیا مین خوف
سے مُردے کی طرح اوسکی پیٹھ پر پڑ گیا پھر وہ بڑا ہاتھی سب سے آگے ہوا اور سب ہاتھی اوسکے
پیچھے قطار باندھکر چلے یہانتک کہ مجھے وہ ایک مکان مین لے گیا اور اپنی پیٹھ سے اوتار کر
زمین پر بٹھا دیا اور وہان سے سب ہاتھیون کے ساتھ وہ چلا گیا مین بڑی دیر تک اوس جگہ بیٹھا رہا
جب دیکھا کہ کوئی ہاتھی اب نہین ہے تو مین مطمئن ہو کر اوٹھا ایک بہت چوڑا گڑھا ہاتھی کی
ہڈیون اور دانتون سے بھرا ہوا نظر آیا مین متعجب ہو کر سوچا کہ یہ ہاتھی بہت عقلمند ہین جب
انھین ثابت ہوا کہ فقط مین دانتون کے واسطے اونکو جان سے مارتا ہون اونھون نے مجھے
اس غار پر لاکر دکھلا دیا کہ یہان بہت دانت ہین لیجانے چاہیے اور آیندہ ہمین نہ مارین نے
ایک رات دن مین اپنے آقا کے پاس پہونچا سب کیفیت بیان کی آقا خوش ہو کر باواز بلند
کہنے لگا اے غریب سندباد مین نے جنگل مین جاکر تجھے بہت ڈھونڈھا اگر تیرا پتہ کہین نہ لگا
مین سخت متردد تھا بارے الحمدللہ کہ آپ تو خوش خبری لیکر خیریت سے آیا پھر میرے ساتھ
وہان جاکر فیل دندان جسقدر اوٹھا سکا اپنی سواری کے ہاتھی پر لادلایا اور مجھسے کہا بھائی
آج سے مینے تجھے آزاد کیا اب مین بہت مالدار ہوجاؤنگا خدا تیری عمر و دولت مین برکت دے
اے سندباد ہاتھیون نے اس جنگل کے میرے بہت غلام جان سے مارے مگر خدا نے تجھے
محفوظ رکھا تیری عمر بہت بڑی ہوگی اور بہت فراغت سے تو دنیا مین رہیگا اب بدولت
تیرے مین اور اس شہر کے سب لوگ بسبب پانے کھان ہاتھی دانت کے بہت مالدار
ہوجاینگے اور تو خاطر جمع رکھ عنقریب موسم جہازونکا پہونچتا ہے واسطے فیل دندان لادنے
کے حسب معمول جہاز آینگے ہم تجھے بہت خرچ دیکر اونپر سوار کر تیرے وطن کی طرف رخصت کرینگے
مینے اوسکی بہت شکرگذاری کی اور دعائین دین پھر مین اوس شہر مین منتظر موسم جہاز کا رہا
اور کئی بار اس عرصہ مین مین نے فیل دندان اوس گڑھے سے لاکر اوسکا گھر بھر دیا جب

میری حاصل ہوئی اوسنے اور تاجرون کو اوس گڑھے سے اطلاع کی وہ بھی جا کر
خاطر خواہ فیل وندان اوٹھا لائے یہانتک کہ موسم جہاز کا پہونچا اور بہت جہاز اوس شہر مین
آئے میرے آقا نے مجھے جہاز پر سوار کرکے آدھے فیل وندان مجھے دیے اور میرے نام سے اون
جہاز پر بار کیے اور کھانے پینے کی چیزین بہت سی میرے ساتھ کردین اور اوس ملک کے بہت
تحفے اور نادر چیزین دیکر رخصت کیا چنانچہ مین اوسکا شکریہ بجا لاکر جہاز پر اوس شہر سے روانہ
ہوا اثنائے راہ مین کئی جزیرون سے ہوتے ہوئے جزیرۂ فیرافسہ مین گیا اور وہان سے خشکی
کے رستے بندر بالنسرہ کو پہونچا اور راہ مین فیل وندان بیچکر ملکون کی تحفہ تحفہ چیزین مول لین
اور بہت دنون مین بغداد پہونچا اور پہونچتے ہی اول خلیفہ کے حضور مین حاضر ہوا اور سب
حال خط اور تحفون کے پہونچانے کا بادشاہ سراندیپ کو ظاہر کیا خلیفہ نے فرمایا تیری طرف
سے مجھے ہمیشہ تعلق رہا کیا اور تیرے واسطے خدا سے دعا مانگتا تھا کہ تجھے بخیر یہان پہونچاوے
جب مین نے قصہ فیلون کا اوس سے کہا اوسنے سنکر بہت تعجب کیا اور اوس حال کو مانند
حال اور سفرون کے تصور کرکے ایک منشی کو فرمایا کہ میری سب سرگذشت سنہرے حرفون سے
لکھکر خزانے مین داخل کرے پھر اوسنے مجھے خلعت اور بخشش دیکر رخصت کیا صاحب جب سے
مین اپنے اہل وعیال اور اقربا اور دوستون مین رہنے لگا سندباد نے حال اپنے ساتون
سفر کا بیان کرکے ہندباد سے کہا اے دوست تو نے کسیکو سنا ہے کہ ایسے مصائب مین جو کہ
اوٹھائے ہین مبتلا ہوا اور پھر اس آرام سے اپنی زندگانی بسر کی ہندباد نے اوسکے ہاتھ
کو بوسہ دیا اور کہا حق یون ہے کہ جسقدر رنج تمنے ان سفرون مین محنت اور جانبازی کی ہے کسی
بشر کا مقدور نہین کہ کرسکے تمھارے حالات مصائب سنکر میری قرار واقعی تسلی ہوئی اب
مین اپنے اس حال محتاجی کو بہت غنیمت جانتا ہون حق تعالی تمھین اسی طرح سے خوش
وخرم آخر دم تک رکھے میرا قیاس غلطی پر تھا جو مین نے شکایت زمانے کی کی اور رشک
تمھارا کیا پھر سندباد نے ایک سو ریال ہندباد کو دیکر کہا کہ تم اب مزدوری کرنا چھوڑ دو
اور میری رفاقت مین رہا کرو تمھارے اہل وعیال کی خبرگیری مین اپنی زندگی تک مشغولی
کیا کرونگا چنانچہ ہندباد نے تمام عمر اپنی سندباد کی رفاقت مین رہکر خوشحالی سے بسر کی

## قصہ تین سیب اور مارے جانے ایک بی بی کا دھوکے مین

ملکہ شہرزاد نے شہریار سے عرض کیا کہ خلیفہ ہارون رشید اکثر رات کو تنہا بھیس بدلکر شہر بغداد
مین پھرا کرتا تھا چنانچہ اوسنے ایکدن اپنے وزیر جعفر سے فرمایا کہ آج کی رات مین اس شہر مین
گشت کرونگا تاکہ دریافت ہو کہ میری رعیت کا کیا حال ہی اور تھانہ دار اونکی نگہبانی و محافظت
کیونکر کرتے ہین اور اگر اونکو خائن اور غافل پاؤنگا تو دوسرون کو بجاے اونکے مقرر
کرونگا اور جو اپنے کام پر مستعد ہونگے انعام دونگا وزیر جعفر وقت معین مین رات کو حاضر
ہوا خلیفہ وزیر اور مسرور داروغہ خواجہ سراؤن کو ہمراہ اپنے لیکر شہر کی طرف گیا اور تینون
نے ایسا بھیس بدلا کہ ہرگز پہچانے نہین جاتے تھے پھر وہ کئی بازار اور کوچون سے ہوکر ایک
تنگ گلی مین وارد ہوے وہان اونھون نے چاندنی مین ایک شخص طویل القامت اور
سفید ریش کو دیکھا کہ جال سر پر اور ٹوکرا ناریل کے پتون کا کاندھے پر دھرے ہوے لاٹھی ٹیکتا
چلا جاتا ہی خلیفہ نے کہا یہ شخص بہت غریب معلوم ہوتا ہے اسکا حال پوچھنا چاہیے وزیر جعفر
نے آگے بڑھکر اوس سے پوچھا تو کون ہے اوسنے کہا مین ماہی گیر ہون کہ اس پیشے مین
محتاجی مجھے گھیرے رہتی ہی آج دوپہر سے مین مچھلیان پکڑنے گیا تھا جب سے ابتک
ایک مچھلی میرے ہاتھ نہ لگی خالی ہاتھ گھر کو پھرے جاتا ہون ایک زوجہ اور کئی چھوٹے چھوٹے
لڑکے میرے ہین حیران ہون کہ آج کہان سے اونکو کھانا دونگا خلیفہ کو رحم آیا اور اوس سے
کہا دریا پر پھر چل کر ایکبار اور تو جال ڈال کچھہ نکلے ہم لینگے ایک سو ریال تجکو دینگے ماہی گیر
نے اون تینون کے ساتھ جاکر دریاے ٹگرس کے کنارے جال کھولا اور سوچنے لگا کہ
یہ تینون شخص نہایت اشراف اور دانشمند نظر آتے ہین مجھسے جھوٹ نبولینگے یقین ہی کہ
اپنے وعدے کو وفا کرین یہ سوچکر اوسنے جال دریا مین پھینکا تھوڑی دیر کے بعد جب
کھینچا تو اوس جال مین ایک صندوق بند بہت بھاری نکلا خلیفہ نے سو ریال ماہی گیر کو
وزیر سے دلواکر جلد رخصت کیا اور مسرور اوس صندوق کو اپنے مونڈھے پر رکھکر لے چلا
خلیفہ جلد اوسکو اپنے محل کی طرف لے گیا اور وہان پہونچکر صندوق کو کھولا اوس مین
کوئی چیز ناریل کی چٹائی مین سرخ ڈورے سے سی ہوئی دیکھی جلد چھری سے اون ٹانکون کو

اوس چٹائی کے اندر ایک لفافہ کہ پُرانے پردے مین لپٹا ہوا اور اوسپر ایک رسّی
بندھی تھی پایا جب اوسکو کھولا تو اوس لفافے کے اندر لاش ایک بی بی کی کہ سفید
زیادہ برف سے تھی ٹکڑے ٹکڑے دیکھی خلیفہ وزیر پر نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ تو ایسی
ہی حفاظت میری رعیّت کی کیا کرتا ہی تیرے عہد وزارت مین شہر کے اندر ایسے ظالم اور
بدکردار لوگ ہین جو میری رعیّت کو اِس سنگدلی سے مار کر دریا مین ڈالدین تعجب ہے کہ
قیامت کے دن ایسے مقتولون کے خون کا مجھسے مواخذہ ہوگا اگر تو جلد تلاش کر کے
قصاص قاتل سے اِس بی بی کا نہ لے گا تو مین قسم خدا کی عوض اوس خونی کے تجھے اور
چالیس شخصون کو تیرے اقربا سے قتل کرونگا تین دن کی مہلت تجھے دیجاتی ہے اِس
عرصہ مین اوسے پیدا کر وزیر جعفر کمال مغموم اپنے گھر آیا اور دل مین کہنے لگا کہ اتنے بڑے
شہر آباد بغداد مین دستیاب ہونا قاتل کا بہت دشوار ہی اور بالفرض اگر اوس خونی کو
مین نے پایا تو گواہون کو اوسکے کہان سے پیدا کرونگا اور یقین ہی کہ وہ قاتل کب کا
اِس شہر سے چلا گیا ہوگا اور اگر اپنی مخلصی کے لیے کسی مجرم خونی کو جو جیل خانہ مین قید ہو
بادشاہ کے حضور مین حاضر کر کے اوسے قاتل اِس بی بی کا ظاہر کرون ہوسکتا ہی مگر میرا
دل نہین چاہتا کہ مرتکب ایسے امر مکروہ کا ہون پھر اوسنے تھانہ دارون اور برقندازون کو
حکم کیا کہ جلد اوس خونی کو جسنے اِس بی بی کو قتل کیا ہے تین دن مین تلاش کر کے پیدا
کرین اگر پیدا نہ کرینگے تو میری جان جائیگی وہ سب اور وزیر اپنی جان کے خوف سے
چارون طرف شہر کے دوڑے اور خانہ بخانہ اوس خونی کی تلاش کرنے لگے باوجود
اِس جست و جو کے کہین اوسکا سُراغ نہ لگا یہانتک کہ تین دن گذرے اور ہرکارے
بادشاہی وزیر کو پکڑ لے گئے بادشاہ نے پوچھا تو نے قاتل کو پیدا کیا وزیر نے رو کر کہا
خداوندا باوجود بڑی تلاش اور جستجو کے آج تک کہین اوسکا ٹھکانا نہین لگا بادشاہ نے
خفا ہو کر حکم کیا کہ وزیر اعظم اور چالیس اوسکے اقربا کو جو قوم برمکی سے ہون لیجا کر میرے
محل کے دروازے پر گردن مار دو خلیفہ کے فرماتے ہی اکتالیس لکڑیان پھانسیون کی
کھڑی ہوگئین اور چالیس برمکی گھرون سے پکڑ آئے اور تمام شہر مین ڈھنڈھورا پھرنے لگا

کہ حکم سے خلیفہ کے وزیر جعفر اور چالیس اوسکے اقربا پھانسی دیے جاتے
آکر دیکھے ایک گھڑی مین تمام شہر مین خبر مشہور ہو گئی پھر جب وزیر اور و
کو پھانسی کے تلے بٹھلایا اور اونکی گردنون مین رسیان ڈالین ایک خلقت وہان جمع ہو گئی
اور وزیر کو بسبب اوسکی نیک نہادی اور خوش خلقی کے سب خلق بغداد کی دل سے
زیادہ عزیز رکھتی تھی اس حال مین اوسے دیکھکر واویلا کرنے لگی اور تمام قلمرو خلیفہ کے
باشندے وزیر کے انصاف سے نہایت راضی تھے مگر کوئی بادشاہ کو اس حکم سے باز نہین رکھ
سکتا تھا القصہ قریب تھا کہ جلاد وزیر اور اون چالیسون آدمیون کو پھانسی دے اتنے مین
ایک جوان خوب صورت نے وزیر کے ہاتھون کو بوسہ دیکر کہا کہ اوس بی بی کو مین نے
قتل کیا ہے وزیر اگرچہ خوش ہوا مگر جوانی پر اوس جوان کی بہت کڑھا اور اوس سے پوچھ رہا تھا
کہ ایک دراز قد بڈھے نے کہا یہ جوان جھوٹ کہتا ہے مینے اوس بی بی کو قتل کیا ہے جوان
نے وزیر سے کہا یہ بڈھا جھوٹا ہے قاتل اوسکا مین ہون غرض وزیر دونون کو خلیفہ کے
حضور مین لے گیا اور حقیقت حال عرض کی اون دونون نے خلیفہ کے سامنے بھی یہی ظاہر
کیا خلیفہ نے حکم دیا کہ وزیر وغیرہ کو چھوڑ دو اور اون دونون کو بعوض خون اوس بی بی
کے گردن مارو وزیر نے عرض کیا خداوند دو کا مارنا ایک خون کے عوض خلاف انصاف کے
ہے اتنے مین جوان نے قسم خدا کی کھا کر کہا کہ اس بی بی کو مین نے چار دن گذرے کہ قتل
کر کے صندوق مین بند کر دریا مین ڈالدیا تھا خلیفہ کو یقین ہوا کہ قاتل یہی ہے اور وہ مرد پیر
بھی خاموش ہو رہا کچھ نہ بولا تب جوان سے پوچھا کہ تو نے کسواسطے اس بیرحمی سے اس عورت
کو مارا اور کیون آپ قتل ہونے کے لیے حاضر ہوا اور تو نے ذرا خوف خدا اور حاکم کا نہین کیا
جوان نے کہا خداوند جو امر میرے اور اوس بی بی کے درمیان گذرے ہین سب لکھی جائین
تا دوسرے عبرت پائین خلیفہ نے فرمایا بیان کر جوان نے اپنے قصہ کو اس طرح بیان کیا

## قصہ اوس مقتول بی بی اور اوس جوان کا کہ اوسکا شوہر تھا

خداوند یہ بی بی مقتول میری زوجہ اور اس بڈھے کی بیٹی ہے اور یہ میرا چچا ہے بارہ برس کی
عمر مین اس بی بی سے اس بڈھے نے میری شادی کر دی گیارہ برس کے عرصے مین تین

سے پیدا ہوے چنانچہ وہ تینون اب تک زندہ ہین یہ بی بی میری نہایت
نیک تھی اور ہمیشہ مجھے رضامند رکھتی اور مین بھی اوسے عزیز رکھتا اور ہر وقت
اوسکی خاطرداری و دلجوئی مین رہتا عرصہ ایک مہینے کا گذرتا ہی کہ وہ بیمار ہوگئی مین نے
حتی الامکان اوسکے علاج مین کوشش کی بعد ایک مہینے کے اوسنے صحت پائی اور قبل غسل
صحت اوسنے مجھسے کہا میرا جی سیب کھانے کو چاہتا ہے کہین سے لا اگر نلیگا تو پھر مین بیمار
پڑجاؤنگی مینے کہا بی بی مین تلاش کرکے لاؤنگا یہ کہکر مین فی الفور بازار گیا اور ہرچند عوض
ہر دانے کے ایک ریال دینے کو راضی ہوا اوسپر بھی کوئی سیب میرے ہاتھ نہ لگا آخر نا امید
ہوکر گھر آیا وہ بی بی جب حمام سے غسل کرکے گھر آئی اور سیب کو نپایا نہایت رنجیدہ ہوئی
رات بھر اوسے نیند نہ آئی مجھے کمال رنج ہوا اور فجر ہوتے شہر کے باغون مین جاکر سیب
تلاش کیا وہان بھی نپایا آخر ایک بڈھے مالی نے کہا اِندنون سوای باغ بادشاہی کے جو شہر
بالنصرہ مین ہے کہین سیب نہ ملیگا مین بالنصرے پہونچا اور تلاش کرتے تین سیب
فی دانہ ایک ریال دیکر مول لیے اور پندرہ دن مین اپنے گھر آیا اور تینون سیب اپنی بی بی
کو دیے وہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور اونکو سونگھنے لگی اور اپنے پلنگ کے نیچے رکھدیے
اور بسبب ضعف کے لیٹی رہی مین اپنی چھوٹی دُکان پر کہ چوک کے بازار مین تھی جا بیٹھا
تھوڑے عرصہ کے بعد مینے ایک غلام حبشی دراز قامت کو دیکھا کہ میری دُکان کے آگے
سے ایک سیب ہاتھ مین لیے ہوے اوچھالتا جاتا ہے مینے سیب کو پہچانا کہ یہ تو انھین تینون
سیبون مین سے ہے جنکو مین بالنصرہ سے لایا تھا ورنہ اِس حبشی نے کہان سے پایا میرے
دل مین ایسی خلش ہوئی کہ مین تحمل نکرسکا آخر اوس حبشی سے بُلاکر پوچھا کہ تو نے یہ سیب
کہان سے پایا اوسنے مسکراکر جواب دیا کہ یہ تحفہ میری معشوقہ کا ہے آج مین اوسے دیکھنے گیا تھا
اوسکے پاس تین سیب رکھے ہوے تھے مینے پوچھا کہ یہ سیب کہان سے آئے اوسنے کہا میرا
شوہر سفر دراز کرکے انھین میرے واسطے لایا ہے پھر مین نے اور اوس بی بی نے ملکر کھانا
کھایا اور رخصت کے وقت مینے ایک سیب وہان سے اوٹھا لیا اِن باتون کو سنکر میرے
ہوش جاتے رہے اور فوراً دُکان بند کرکے جلد گھر مین گیا اور اپنی بی بی کے کمرے مین جاکر

نے

دیکھا کہ صرف وہی سیب اوسکے پاس رکھے ہین مین نے پوچھا کہ تیسرا سیب کیا
بے پروائی سے جواب دیا مجھے معلوم نہین کہ کیا ہوا اوسکے اس جواب دینے سے
نے اس مرتبہ مین لیا کہ بے اختیار ہو کر چھری اوسکے حلقوم پر پھیر دی پھر اوسکے سر کو کاٹ کر
اوسکے بدن کے چار ٹکڑے کیے اور اوسکی لاش کو کپڑے مین باندھ کر چٹائی مین لپیٹا اور اوپر
لال ڈورے سے باندھ کر رات کے وقت اوسکو صندوق مین رکھ کر دریا کے کنارے لے گیا
اور گہرے پانی مین ڈبو دیا گھر مین آکر دیکھا کہ دو چھوٹے لڑکے میرے سوتے ہین اور بڑا لڑکا
گھر سے باہر دروازے پر بیٹھا رو رہا ہے مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے اوسنے کہا کہ مین نے
فجر کے وقت ایک سیب اون تینون سیبون مین سے جنکو تم میری مان کے لیے لائے تھے بے
بے اطلاع اوسکے اوٹھا لیا اور دیر تک اپنے چھوٹے بھائیون کے ساتھ اس کوچے مین
کھیلا کیا ایک غلام حبشی ادھر سے جاتا تھا سیب کو میرے ہاتھ سے چھین کر لے بھاگا مینے
دوڑ کر ہر چند مانگا اور رو کر کہا کہ میرا باپ بہت دور سے میری مان بیمار کے واسطے لایا ہے
مگر اوسنے مجھے نہ دیا بلکہ مارا اور بھاگ گیا جب سے اب تک مین اوسی غلام کی تلاش مین
پھرتا تھا ابھی تھک کر دروازے پر بیٹھا کہ تمکو آتے دیکھا اور تمھارے ڈر سے رونے لگا
پدر بابا جان تم میری مان کو کچھ نہ کہنا نہین تو اوسکو زیادہ رنج ہوگا پھر میرا لڑکا بہت
پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا یہ کلام سنکر مین دیر تک سکتے مین رہا جب ذرا افاقہ ہوا تو اپنے
تئین ہزار دن ملامت کرکے کہنے لگا اے کمبخت تو نے عبث اپنی ایسی معشوقہ پارسا بی بی
کو بقصور قتل کیا اور اوس نامعقول غلام کی باتین جھوٹی سچ جانکر بڑا غضب کیا اسی
اندیشہ مین بیٹھا افسوس کر رہا تھا کہ میرا چچا واسطے دیکھنے اپنی بیٹی کے آیا مین نے
اوس سے اس حال کو ظاہر کیا وہ میرے غم کا شریک ہو کر رونے لگا تین دن تک
مین نے اور اوسنے اوس بی بی کی ماتم داری کی پھر یہ بیکس مبتلا غم کا ہوا اور مین کمبخت
بھی گرفتار رنج و ملال کا ہون اس لیے مین نے آکر آپ کی حضور مین اقرار اپنے جرم کا
کیا امیدوار ہون کہ مجھے قتل فرمائے اب جیسا میرا ہیچ سے خلیفہ اس قصہ کو سنکر نہایت
متعجب ہوا اور اوسکی بیکسی پر بہت رحم کیا اور کہا جرم اوس شخص کا جسنے قصداً نہین کیا

کے نزدیک قابل عفو کے ہے بلکہ قابل قتل کے وہ غلام ہے جو موجب مارے جانے
اس بی بی کا ہوا خلیفہ نے وزیر سے کہا تین دن کی مہلت مین اوس غلام حبشی کو پیدا کر
ورنہ تو مارا جائیگا وزیر بادشاہ سے رخصت ہو کر روتا ہوا اپنے گھر گیا اور تصور کیا کہ فقط تین دن
تک میری زندگی ہے چوتھے روز مقرر مارا جاونگا کیونکہ بغداد مین ہزارون لاکھون غلام حبشی
ہین کیونکر اوس غلام کا ٹھکانا لگے گا مگر خدا کی رحمت اور عنایت سے مایوس ہونا نہ چاہیے
غرض دو روز تلاش مین اوس غلام کی گذر گئے وہ ہاتھ نہ لگا تیسرے دن سب لوگ وزیر
کے گھر کے جمع ہو کر وہان بیٹھنے لگے وزیر جعفر اپنے مارے جانے پر تیار ہو کر ہر ایک اپنے اہل خانہ
اور دوستون سے رخصت ہونے لگا اور وہ سب بھی اوسکے گلے لگ کر رو رو کر رخصت ہوتے
تھے اتنے مین بادشاہ نے ایک سردار کو حکم کیا کہ تین دن گذر گئے اگر وزیر نے اوس غلام حبشی
کو پیدا کیا ہو تو لائے ورنہ میرے حضور مین حاضر ہو وزیر نے ہمراہ ہونے کے جامے لینے کو
آیا تھا جب محل سے برآمد ہو کر ارادہ جانیکا کیا ایک دائی اوسکی لڑکی کو کہ پانچ چھ برس کی
تھی اور وزیر اوسے بہت پیار کرتا تھا لیکر سامنے آئی وزیر نے پہرے کے لوگون سے کہا ذرا
مجھے اجازت دو کہ مین اس لڑکی کو پیار کر لون یہ کہکر وہ اوس لڑکی کو گود مین لیکر پیار کرنے لگا
اتفاقاً اوسکے سینے مین کچھ چیز گول سی محسوس ہوئی پوچھا کہ اے فرزند تمہارے پاس یہ کیا
چیز ہے اوسنے کہا سیب ہے جس پر ہمارے بادشاہ کا نام لکھا ہوا ہے مینے اپنے غلام حبشی سے
جسکا نام ریحان ہے دو ریال کو مول لیا وزیر متحیر ہوا اور جلد وہ سیب نکال لیا اور اوس
غلام حبشی کو کہ اوسکے گھر مین موجود تھا بلا کر پوچھا کہ سچ بتا تو نے یہ سیب کہان سے پایا اوسنے
کہا خداوند مین قسم عرض کرتا ہون کہ اس سیب کو نہ تو آپ کے گھر سے مینے چرایا ہے اور نہ
بادشاہ کے باغ سے کئی دن ہوئے کہ مینے ایک کوچہ مین تین چار چھوٹے چھوٹے لڑکون کو
کھیلتے دیکھا ایک لڑکے کے ہاتھ سے جو سب سے بڑا اور سیب کو اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے تھا
چھین لیکے بھاگا وہ لڑکا روتا ہوا میرے پیچھے دوڑا اور کہنے لگا کہ یہ سیب میرا نہین میری
مان کا ہے اور وہ بیمار ہے میرا باپ بڑا سفر کر کے لایا ہے ہر چند وہ لڑکا بہت رویا مگر مینے
اوسے نہ دیا اور اپنے گھر لا کر دو ریال کو اپنی چھوٹی بیگم کے ہاتھ بیچا وزیر جعفر نے اوس

غلام کی بدذاتی پر بہت تعجب کیا اور اوسکو بادشاہ کے حضور مین لایا غلام نے
روبرو خلیفہ کے تقریر کی تھی بعینہٖ خلیفہ کے حضور مین بھی کی بادشاہ کے نزدیک سراسر
غلام حبشی کا ثابت ہوا اور بے اختیار بادشاہ ہنس پڑا پھر اپنے تئین سنبھال کے وزیر سے
فرمایا کہ تیرے غلام کے سبب سے یہ بڑا حادثہ ہوا وہ سزاوار ایسی سزا کا ہے جو باعث عبرت
اور ون کا ہو وزیر نے عرض کیا حضور سچ فرماتے ہین میرے نزدیک بھی یہی امر ثابت ہے
مگر مجھے قصہ نورالدین علی اور بدرالدین حسن کا جو وزیر بادشاہ مصر کے تھے یاد ہے اگر
حضور کی مرضی ہو تو مین اوسکو بیان کرون اگر حضور خوش ہون تو امیدوار ہون کہ قصور
میرے غلام کا معاف ہو بادشاہ نے فرمایا اچھا اوسے بیان کر وزیر جعفر نے وہ قصہ
اس طرح بیان کرنا شروع کیا

## قصہ نورالدین علی اور بدرالدین حسن کا

اگلے زمانے مین مصر کا ایک بادشاہ تھا نہایت قوی اور رحیم و سخی جسکے دبدبے سے سب سلاطین
اطراف کے ڈرتے تھے اور وہ غریب نواز اور قدردان اور مرتبہ افزا اہل علم و فضل کا تھا
اوس بادشاہ کا ایک وزیر تھا دانشمند عاقل تیز فہم اور جملہ علوم مین خوب کامل اور اوس
وزیر کے دو بیٹے تھے نہایت خوب صورت اور ہر ایک امر مین قدم بقدم اپنے باپ کے بڑے
بیٹے کا نام شمس الدین محمد تھا اور چھوٹے کا نام نورالدین علی کہ جو کمال خوش صفات تھا جب
وزیر نے قضا کی بادشاہ نے اوسکے دونون بیٹون کو خلعت وزارت عنایت فرمایا اور کہا کہ
تمھارے باپ کے مرنے سے مجھے کمال رنج ہوا اب تم دونون بھائی بجاے اپنے باپ کے
امور وزارت کو سرانجام دو وہ دونون بھائی بادشاہ سے رخصت ہو کر گھر آئے اور ایک مہینے
تک اپنے باپ کے غم مین رہے بعد اسکے کاروبار وزارت مین مصروف ہوے اور جب بادشاہ
ارادہ شکار کا کرتا باری باری سے ایک بھائی کو اپنے ساتھ لے جاتا اور دوسرے کو واسطے
انجام امور سلطنت شہر مین چھوڑ جاتا ایک دن شام کے وقت کہ صبح کو بڑا بھائی بادشاہ کے
ساتھ شکار کو جانے والا تھا وہ دونون بھائی بعد فراغت طعام شب آپس مین باتین
اختلاط کی کرنے لگے بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا مین چاہتا ہون کہ جس طرح ہم تم

جگہ رہتے ہین ایک ہی دن اپنی شادیان دونون بہنون کے ساتھہ کر
ہون کرین اس مین تم کیا کہتے ہو نورالدین علی نے کہا بھائی صاحب بہت
ن ہین محمد نے کہا اور بھی ایک امر میری خاطر مین گذرتا ہے وہ یہ کہ بعد نکاح کے
ہم دونون کی بیبیان ایک ہی رات کو حاملہ ہون اور بعد نو مہینے کے ایک ہی دن مین وہ
دونون جنین اور تمھارے گھر بیٹا ہو اور میرے گھر بیٹی پھر جب وہ سن بلوغ کو پہونچین
ہم دونون بھائی اون دونون کی شادی ایک دوسرے کے ساتھہ کردین نورالدین علی
نے کہا یہ امر بھی بہت خوب ہے مین بجان و دل راضی ہون خدا راست لاوے اور یقین ہے کہ
میرا بیٹا بھی موافقت مین تمھاری بیٹی سے ساتھہ قاصر نہ ہوگا دوسرے نے کہا اس مین کچھ
شک نہین مگر ایک شرط ہے کہ تو اپنے بیٹے کی طرف سے اقرار کر کہ سوا اخراجات معمولی شادی
کے تین ہزار ریال نقد اور تین اچھے آباد بستے جاگیر مین اور تین لونڈیان دے چھوٹے نے
کہا مین اس شرط کو قبول نہین کرتا اسلیے کہ ہم تم دونون بھائی ہم رتبہ ہین تمکو چاہیے کہ
اپنی لڑکی کو بہت سا جہیز دو نہ کہ تم اولٹے ہمسے شرط لینے کی کرو اگرچہ نورالدین نے اس بات
کو مزاحاً کہا تھا مگر بڑے بھائی کو بہت تلخ معلوم ہوئی نہایت خفگی سے جواب دیا کہ تو اپنے
بیٹے کو میری بیٹی پر ترجیح دیتا ہے مین تو جانتا تھا کہ تو میری لڑکی کی کمال عزت کریگا
برخلاف اوسکے تونے اوسے نہایت کم سمجھا اور تونے جو اپنے تئین میرا ہمسر سمجھا یہ بھی
بیجا ہے مین اپنی لڑکی کی شادی تیرے بیٹے کے ساتھہ ہرگز نہ کرونگا اگرچہ تو اب کتنا ہی کچھ
دے القصہ اس قضیے نے یہان تک طول کھینچا کہ بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو ڈراکر
کہا فجر ہونے دے مین بادشاہ کے حضور مین جا کر تجھے اس گستاخی کی سزا دلوا دونگا تاکہ
کوئی چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے ایسی گستاخی نکرے یہ کہکر وہ گھر مین چلا گیا اور چھوٹا
بھائی اپنی خوابگاہ مین سو رہا شمس الدین محمد دوسرے دن اوٹھکر بادشاہ کے در دولت پر
حاضر ہوا اور بادشاہ کے ساتھہ شکارگاہ کو کہ قریب تھی گیا چھوٹا بھائی رات بھر سویا نہین
غصہ مین تڑپتا رہا اور ارادہ کیا کہ اب بھائی کے ساتھہ نہ ہونگا اور فجر ہوتے اوسنے ایک
خچر لیا اور کچھہ زر و جواہر نقد اور کھانے کو لیکر وقت کوچ کے اپنے لوگون سے یہ بہانہ کرکے

کہین دو تین دن کے واسطے کہین جاتا ہون روانہ ہوا جب شہر کے باہر نکلا
کا کیا راہ مین تھککر بیمار ہوگیا اوسنے پیادہ پا چلنے کا قصد کیا اتفاق سے ایک سوار
جاتا تھا نورالدین کو پیادہ پا دیکھکر اپنے پیچھے سوار کر لیا جب وہ سوار بالنسرہ کو پہونچا نورالدین
نے اوترکر اوسکی بڑی شکرگزاری کی اور اوس سے رخصت ہوکر واسطے ڈھونڈھنے مکان اپنی
سکونت کے آگے بڑھا راہ مین ایک امیر کو دیکھا کہ بڑے تجمل سے سواری اوسکی جاتی ہے شہر والون
نے بہت جھک جھک کر سلام کیا اور صف بستہ کھڑے رہے یہان تک کہ سواری اوسکی بازار سے
گذر گئی نورالدین علی نے بھی اوسے سلام کیا وہ سواری وزیر اعظم بادشاہ بالنسرہ کی تھی کہ
واسطے ملاحظہ حالات شہر کے آیا تھا وزیر نورالدین علی کو دور سے دیکھکر اسکے بشرے سے
نجابت ظاہر تھی متحیر ہوا اور پوچھا کہ تو کون اور کدھر سے آتا ہے نورالدین علی نے کہا مین مصری
ہون اور کیرو میرا مولد ہے کسی امر مین اپنے عزیز سے خفا ہوکے چلا سے وطن کیا اب یہ ارادہ ہے
کہ وطن کو کبھی نجاؤن اور عمر بھر شہر بشہر پھرا کرون وزیر نے کہ بہت بزرگ تھا اس حال کو سنکر
فرمایا ای فرزند اس ارادے سے باز رہ پھرنے مین سوا اذیت اور ذلت کے کچھ حاصل نہین
تم میرے ساتھ چلو ایسا سلوک تمسے کرونگا کہ سب رنج والم بھول جاؤگے نورالدین علی وزیر کے
ساتھ گیا اور اوسکے پاس رہنے لگا وزیر اوسکے رشد اور قابلیت کو دیکھکر بڑی اسکی عزت
کرتا تھا یہان تک کہ ایک دن اوس سے تنہائی مین کہا کہ اے فرزند مین بسبب بوڑھاپے
کے اب آفتاب لب بام ہون مجھے خدا نے فقط ایک لڑکی حسین و شکیل دی ہے اب وہ قابل
شادی کے ہوئی بہت امیر اور سردار اس شہر کے اپنے لڑکون کے لیے درخواست اوسکی کرتے
ہین مگر مینے ابتک کسی کی بات منظور نہین کی اب تجھے کہ دل سے پیار کرتا ہون مینے اوسکے
لائق پایا اگر تو منظور کرے تو مین تجھے اپنا داماد کرون اور بادشاہ کی اجازت سے اس امر کو
انجام دون اور عہدہ اپنے تجھے وزیر اس ملک بالنسرہ کا کردون اور سب اپنی املاک تجھے
بخشون نورالدین علی نے مشکور ہوکر کہا آپ میرے بزرگ آپکا فرمانا مجھے قبول ہے وزیر نے
شادی کی تیاری کی اور اہل شہر کو جمع کیا جب سب ارکان دولت مجلس مین حاضر ہوے
نورالدین علی نے وزیر سے کہا اب تک مینے اپنے حسب و نسب کو چھپایا تھا اب مین ظاہر

کرتا ہون باپ میرا وزیر بادشاہ مصر کا تھا مین اوسکا چھوٹا بیٹا ہون اور ایک بڑا بھائی میرا ہی
والد کے بعد بادشاہ نے ہم دونون بھائیون کو وزیر کیا چنانچہ ہم دونون امور وزارت
کو ... کرتے تھے ایک روز میرے اور بھائی کے درمیان کچھ تکرار آ گئی مین خفا ہوکر ادھر
چلا آیا وزیر بانسرہ بہت خوش ہوا کہ یہ شخص بھی وزیرزادہ ہی پھر اوسنے اہل مجلس سے کہا کہ
صاحبو ایک بھائی میرا وزیر بادشاہ مصر کا ہی اوسنے اپنے بیٹے کو یہان بھیجا اور اوس کے
اور کوئی اولاد نہین اور منظور اوسکو یہ کہ مین اوسکی شادی اپنی لڑکی کے ساتھ کرکے اوس کو
اپنے پاس رکھون مجھے تو یہ امر موجب بقا اور ازدیاد اتحاد ہم دونون بھائیون کا معلوم ہوتا ہی
تم سب صاحب اس مین کیا کہتے ہو سبنے بالاتفاق کہا کہ یہ امر بہت مناسب ہی خدا مبارک
کرے اور دونون کی عمر مین برکت دے غرض وزیر نے سب کو کھانا کھلوایا اور ہر ایک کے
آگے شیرینی رکھی اور قاضی نے آکر نکاح پڑھا پھر سب لوگ رخصت ہوے وزیر نے اپنے
نوکرون کو حکم دیا کہ نورالدین علی کو حمام مین لے جاکر نہلاؤ اور قسم قسم پوشاک اور جواہرات قیمتی
کشتیون مین لگاکر حمام مین بھیجا اور نورالدین علی کو بعد غسل کے پہنا کر طرح طرح کی خوشبوئین
لگائین نورالدین علی وزیر کی خدمت مین حاضر ہوا وزیر نے کمال خوشی سے اوسکو اپنے
پاس بٹھا کر پوچھا کہ تمنے اس امر کو اب تک نہین ظاہر کیا جسکے سبب سے تم اپنے وطن کو چھوڑکر
یہان آئے اب ہمارے تمھارے کسی طرح مغایرت نہین وہ سبب بھی مجھسے بیان کرو غرض
نورالدین علی نے مفصل حال وزیر سے کہا وزیر سنکر بہت ہنسا اور کہا فقط اتنی بات کے
واسطے تم دونون بھائیون مین نزاع ہوئی یہ امر تو محض خیالی تھا تمنے تو فقط ہنسی کی راہ
سے ایک بات کہی تھی سراسر زیادتی تمھارے بڑے بھائی کی معلوم ہوتی ہی اب تم اپنی
دولھن کی پاس جاؤ کل مین تمھین بادشاہ کے حضور مین لیجاؤنگا یقین ہی کہ وہ سرفراز [illegible]
نورالدین علی اپنے خسر سے رخصت ہوکر جہان عروس کا پلنگ تھا گیا حسن اتفاق سے
اوسی دن اور اوسی ساعت شمس الدین محمد بڑا بھائی نورالدین علی کا بھی مصر مین کتخدا ہوا
جسکا بیان اب کیا جاتا ہی بعد اسکے کہ نورالدین علی گھر سے نکل آیا شمس الدین محمد اوسکا بڑا
بھائی ایک مہینے تک بادشاہ کے ساتھ شکارگاہ مین رہا اور بعد مراجعت کے اوسکو معلوم ہوا

کہ وہ اوسی روز کہ بادشاہ شکارگاہ کو گیا تھا یہان سے ایک خچر پر سوار ہو کر
اب تک نہین لوٹا شمس الدین محمد کو بڑا رنج ہوا اور اوسنے دریافت کیا کہ سبب
کہنے اور ملامت کرنے کے برا مان کر کسیطرف کو وہ نکل گیا اوسنے چارون طرف
اور دمشق اور حلب تک ڈھونڈھ آئے کہین اوسکا پتہ نہ لگا پھر اور دور دور ملکون مین بھی
اوسکی تلاش کی وہان نہ ملا آخر شمس الدین محمد نے اپنی شادی ایک امیر کبیر کی لڑکی کے ساتھ
اوسی دن کہ جسدن شادی نورالدین علی کی وزیر بانسرہ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی تھی کی اور
طرفہ تر یہ کہ بعد گذرنے نو مہینے کے شمس الدین محمد کے گھر مین لڑکی اور اوسی دن بانسرہ
مین نورالدین علی کے گھر بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بدرالدین حسن رکھا وزیر بانسرہ نواسے کے
ہونے سے کمال خوش ہوا چھٹی بڑی دھوم سے کی اور انعام واکرام خلق کو بہت سا دیا اور بعد
چند مدت کے ارادہ کیا کہ اپنے داماد نورالدین علی کو بادشاہ کے حضور مین لیجا کر اوسکو خلعت
اپنی قائم مقامی کا دلوائے اور جب وہ نورالدین علی کو شادی سے پہلے بادشاہ کے حضور مین
لے گیا تھا بادشاہ نے اوسکو لائق پا کر اور بھی سب آدمیون سے اوسکی تعریف سنکر بہت خوشی
کی تھی اسواسطے بموجب درخواست اپنے قدیم وزیر کے نورالدین کو خلعت وزارت اعلی کا دیا
وزیر نہایت خوش اور مطمئن ہوا اور نورالدین علی امور سرکار مین ہمیشہ مصروف رہنے لگا
اور ہر ایک کو اپنی خوش خلاقی سے ایسا خوش رکھتا تھا کہ اعلی وادنی اوسکے حق مین دعای
خیر کیا کرتے اور روز بلاناغہ عدالت گھر مین جایا کرتا یہانتک کہ جب بدرالدین حسن چار برس
کا ہوا خسر نورالدین علی مر گیا نورالدین علی اوسکی تجہیز و تکفین اور فاتحہ درود موافق اسکی
شان و شوکت کے بخوبی عمل مین لایا اور جب بدرالدین حسن سات برس کا ہوا نورالدین
نے اوسکی تعلیم کے واسطے اوستادون کو مقرر کیا چونکہ بدرالدین حسن ذہین تھا چند روز مین
اوسنے کلام اللہ حفظ کیا اور بارہ برس کے سن مین سب علمون کو پڑھکر فراغت کی شکل و
شباہت اوس کی ایسی خوب تھی کہ ہر کوئی اوسکو دیکھکر خوش ہوتا اور دعائین دیتا پھر
جب وہ آداب شاہی اور امور وزارت سے بھی خوب ماہر ہوا نورالدین علی اوسکو بادشاہ
کے حضور مین لیگیا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور اوسکے حال پر کمال عنایت فرمائی باپ

سعادتمندی اور قابلیت سے بہت خوش رہتا اور ہمیشہ اوسکی تربیت بدل توجہ کرتا
نت پہونچا کہ اوسکی جوانی سے متمتع ہوا اتفاقاً نورالدین علی بیمار شدید ہوا اور رفتہ رفتہ
بابدرالدین حسن کو بُلاکر وصیت کی کہ دنیا سخت ناپایدار ہے میرے مرنے پر نہ رونا اور
صبر و شکر کرنا اور اب مین چند امر کی وصیت تمکو کرتا ہون بعد میرے عمل مین لانا پہلے یہ تم جانو
کہ مین رہنے والا مصر کا ہون میرا باپ وزیر اعظم وہان کے بادشاہ کا تھا اور مین اور میرا بڑا
بھائی شمس الدین محمد نامے اب تک بقید حیات ہے اور ہم دونون وزیر اوسی بادشاہ کے تھے
کچھ ایسا سبب ہوا کہ مین بھائی شمس الدین محمد سے جُدا ہوکر تنہا یہان آیا اور یہان بود و باش
اختیار کی اور اس مرتبہ وزارت کو پہونچا پھر اوسے جیبی قلمدان کھول کر ایک کاغذ جسکو ہمیشہ
اپنے پاس رکھا کرتا تھا نکال کر بدرالدین حسن کو دیا اور کہا کہ وقت فرصت کے اسکو پڑھنا تمکو
مفصل حال معلوم ہوگا تم تاریخ میری کتخدائی اور اپنے تولد ہونے کی اوس مین پاؤگے تم اس
کاغذ کو بڑی احتیاط سے رکھنا بدرالدین حسن کمال مغموم ہوا اور اوس کاغذ کو لیکر اقرار کیا کہ
مین اسکو کبھی اپنے پاس سے جُدا نکرونگا پھر نورالدین علی نے بدرالدین حسن کو یہ نصیحتین
دل پذیر فرمائین اول یہ کہ تم ہر کس و ناکس سے دوستی نہ کرنا اور کسی سے اپنا بھید نہ کہنا
دوسری یہ کہ کسی پر زور و تعدی نکرنا تاکہ وہ تمھاری طرف سے اپنے دل مین کینہ نرکھے
اور سمجھو کہ یہ دنیا جگہ لینے دینے کی ہے جیسا کروگے ویسا پاؤگے تیسری یہ کہ تم ایسی بات نکہو جس سے
پشیمانی حاصل ہو اور بہت کلام نکرنا بسیار گو ہمیشہ ندامت کھینچتا ہے اور خاموشی سے عزت
اور حفاظت جان کی ہوتی ہے چوتھی یہ کہ کبھی شراب نہ پینا پانچوین یہ کہ ہمیشہ ہر امر مین کفایت
کرنا غرض مرتے دم تک نورالدین علی بدرالدین حسن کو نصیحت کرتا رہا اور جب اوس
نیک ذات نے قضا کی اوسکے فرزند رشید بدرالدین حسن نے بڑی عزت سے اوسکی تجہیز
و تکفین کی بعد قضا کرنے نورالدین علی کے سب لوگ بدرالدین حسن کو بانصرائی کہنے لگے
کہ وہ اوس شہر مین پیدا ہوا تھا بدرالدین حسن ایک مہینے تک اپنے باپ کے سوگ مین
ایسا بیٹھا کہ کسی سے ملاقات نہین کرتا تھا اور واسطے سلام مجرے بادشاہ کے بھی نہین گیا
اور ایک مہینے تک گھر سے باہر نہ نکلا بادشاہ اوسکی اس حرکت سے نہایت ناخوش ہوا

بجائے اوسکے اور کسی شخص کو اپنا وزیر کر لیا ایک دن اپنے وزیر کو بلا کر وزیر متوفی کی اراضی اور حویلیان وغیرہ اثاث البیت ضبط کرنیکو حکم دیا اور کہا کہ بدرالدین حسن کو قید کر کے حضور مین حاضر کرو وزیر فوج لیکر وزیر سابق کے گھر روانہ ہوا ایک غلام غلامان بدر الدین حسن سے اس حال کو دیکھ کر راہ سے دوڑا اور بدرالدین حسن کے گھر گھبرایا ہوا پہونچکر اوسکے قدمون پر گر پڑا اور کہا خداوند جلد اپنے تئین بچاؤ بادشاہ نے برہم ہوکر آپکی گرفتاری اور ضبط کرنے اسباب گھر کے لیے فوج بھیجی ہے بدرالدین حسن گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ اتنی فرصت ہی کہ مین زر نقد اور جواہرات کو اپنے ساتھ لون اوسنے کہا اپنے تئین بچائیے وزیر قریب مکان کے پہونچ چکا بدرالدین حسن منھ اپنا چھپا کر خدا پر توکل کر کے گورستان کی طرف چلا چونکہ بسبب ہوجانے شام کے اندھیرا ہوگیا تھا وہ اپنے باپ کے مقبرے مین کہ بڑی عمارت عالیشان تھی گیا وہان اتفاقاً ایک یہودی تاجر اسحاق نام سے ملاقات ہوئی وہ یہودی بدرالدین حسن کو پہچانکر بعد تسلیم تعظیم اور دست بوسی کے متعجب ہو کر کہنے لگا کہ صاحب تم رات کے وقت تنہا کدھر جاتے ہو بدرالدین حسن نے کہا مین نے اپنے باپ کو خواب مین اپنی طرف سے نہایت ناراض دیکھا مین ڈر کر جاگا اور تنہا اوسکے مقبرے کی طرف دوڑ کر آیا یہودی نے اوسکی بات کو باور نکر کے کہا تمھارا باپ بڑا صاحب اقبال اور میرا خداوند نعمت تھا کئی جہاز اوسکے اسباب تجارت سے بھرے ہوے جا بجا گئے ہین اب تم مالک اوس سب مال اور اسباب اور جہازون کے ہو اگر سب اسباب پہلے جہاز کا جو اس شہر مین پہونچے میرے ہاتھ بیچو تو مین اسی وقت آپ کو نقد ایک ہزار ریال دیتا ہون بدرالدین حسن بہت غنیمت سمجھا اور خوش ہوکر اوس امر کو قبول کیا پھر یہودی نے توڑا ہزار ریال کا اوسکے ہاتھ مین دیکر کہا خداوند اگرچہ مجھے آپکے فرمانے کا اعتماد ہی لیکن اقرار نامہ لکھدیجیے تو اورون کے نزدیک سند ہو بدرالدین حسن نے اقرار نامہ اپنا دستخطی لکھکر یہودی کے حوالے کیا یہودی اوس سے رخصت ہوکر اوسکو لیکر روانہ ہوا اور بدرالدین حسن اپنے باپ کی قبر پر گیا اور رو کر کہنے لگا ہنوز غم مرنے میرے پیارے باپ کا میرے دل سے نہین گیا تھا کہ بادشاہ ظالم نے میرے گھر بار کو ضبط کر لیا اور میرے پکڑنے کے لیے حکم کیا اب مین بھاگ کر یہان آیا ہون دیر تک اس طرح کی باتین کہہ کر

[illegible] کو وہان پڑکر سو رہا تھوڑی دیر نہین گذری تھی کہ ایک جن کہ دن کو ہوا پر سیر کیا کرتا
[illegible] اسطے سیر کے نکل جاتا بدر الدین حسن کو وہان پڑے ہوے دیکھکر اوسکے حسن و جمال
پر نہایت فریفتہ ہوا اور کہنے لگا یہ فرشتہ معلوم ہوتا ہی کہ خدا نے اسکو فردوس برین سے بھیجا ہی
کہ مینے اب تک کسی آدم زاد کو ایسا حسین و شکیل نہین پایا پھر جب اوسکو دیکھ چکا وہان سے
اوڑکر ہوا مین ایک پری سے دوچار ہوا اور ایک نے دوسرے سے صاحب سلامت کی بعد
اسکے جن نے اوس پری سے کہا کہ میرے ساتھ زمین پر اوتر تا مین تجھے ایک خوبصورت جوان
کہ فلانے مقبرے مین سوتا ہی دکھاؤن تو کمال خوش ہوگی وہ پری راضی ہوئی پھر دونون
ایک لمحہ مین وہان آپہونچے جن نے بدر الدین حسن کے تئین پری کو دکھا کر کہا سچ بتا تونے
کہین ایسا جوان حسین دیکھا ہی پری نے بغور دیکھکر کہا فی الحقیقت یہ جوان نہایت خوبصورت
ہی مگر مین ابھی کیرو سے ایک تماشا عجیب تر اس سے دیکھے ہوے آتی ہون اگر تو سُنے تو مین بیان
کرون جن نے کہا ضرور سُنا پری نے بیان کیا کہ بادشاہ مصر کا ایک وزیر ہے شمس الدین محمد نام
اوسکی ایک بیٹی ہی بیس برس کی کمال خوبصورت بادشاہ نے تعریف اوسکے حسن کی سُنکر
وزیر کو پیغام اپنی شادی کا اوسکے ساتھ دیا وزیر نے قبول نکیا اور یہ عذر کیا کہ میرا ایک بھائی
ہی نور الدین علی نام آگے وہ بھی مثل میرے وزیر حضور کا تھا ایک مدت سے وہ کہین چلا گیا ہے
اوسکی کچھ خبر مجھے معلوم نتھی مگر پانچ چار روز کا عرصہ گذرتا ہی کہ مین نے سُنا وہ وزیر بانسرہ کا
ہوا تھا اب وہ ایک بیٹا چھوڑکر مرگیا اور ہم دونون بھائیونکے درمیان مین آگے سے عہد ہوچکا
کہ ہم دونون کی اولاد مین باہم وصلت ہوگی مجھے یقین ہی کہ اوسنے مرتے وقت وصیت اس
امر مین اپنے بیٹے سے کی ہوگی اب ضرور ہی کہ اوسکی وصیت کو مین بجا لاؤن لِلّٰہ اس امر سے
غلام کو معاف رکھیے بادشاہ اس انکار سے شمس الدین محمد وزیر پر نہایت خفا ہوا اور فرمایا کہ
تو نے مجھے ذلیل اور ناچیز سمجھا عوض اس تیری بے ادبی کے مینے قسم کھائی ہی کہ تیری بیٹی کی شادی
اپنے غلام کے ساتھ جو نہایت بدصورت اور کریہ منظر ہو کرونگا یہ کہکر بادشاہ نے وزیر کو رخصت
کیا وہ نہایت غمگین اپنے گھر گیا اوسی دن بادشاہ نے ایک اپنے غلام کو کہ سائیسون مین
ملازم اور نہایت بدصورت کبڑا تھا اور پانون اوسکے ٹیڑھے شادی کے واسطے مقرر کر دیا

کہلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کی سب تیاری شادی کی کر اور قاضی کو گواہون سمیت و
کے بلا کر آمادہ رکھ وزیر طوعًا و کرہًا بادشاہ کا حکم بجا لایا رات کے وقت سب غلا
بیٹھے اور مشعلین اپنے ہاتھ مین لیکر حمام کے دروازے پر واسطے آنے اوس کو
منتظر بیٹھے تھے اور سائیس حمام مین نہلا اور نوشہ بنا کر وزیر کے گھر واسطے بیاہنے کے جائین اب وہ سب
اوسکو دولہا بنا رہے ہین اور مین نے جا کر دیکھا کہ وزیرزادی کو بھی نہلا دھلا کر واسطے اوس کبڑے کے
دولہن بنایا ہے مگر افسوس کہ وہ وزیرزادی ایسی خوب صورت ایسے غلام نامعقول کے ساتھ
بیاہی جاوے جب وہ پری اس حال کو بیان کر چکی جن نے کہا کیا خوب بات ہے کہ اوس
وزیرزادی کی جو اس مرتبہ حسین ہے اس جوان کے ساتھ شادی ہو پری نے کہا مین بھی یہی
چاہتی ہون کہ کبڑے کے تئین دھوکا دیکر اوسکی جگہ اس جوان کو بٹھا دیا چاہیے اور انتقام
بادشاہ کے بیجا غصے کا لیجیے جن نے پری سے کہا تو بھی اگر میرے شریک ہو تو ہو سکتا ہے مین
ابھی اس جوان کو یہان سے اوٹھا کر لیے جاتا ہون غرض جن اور پری باہم آمادہ اس کام
کے ہوے پس وہ جن بدرالدین حسن کو آہستہ سے اوٹھا کر متصل حمام کے جہان وہ کبڑا نہاتا
آیا تھا لے گیا جب بدرالدین حسن بیدار ہوا اپنے تئین ایک مجمع مین پایا ڈر کر چاہتا تھا کہ چلاوے
مگر جن نے مونڈھے پر اوسکے ہاتھ رکھ کے سمجھایا کہ خبردار چپ رہ اور ایک مشعل ہاتھ مین لے کر
اس جماعت کے شامل ہو اور وزیر کے محل مین جہان یہ سب جاتے ہین چلا چل اور داہنی طرف
اوس کبڑے کے جسکا حال ابھی تجھے معلوم ہو گا ہو کر چلیو اندر محل کے جا اور مٹھی بھر بھر کر
اپنی تھیلی سے نکال کر گانے والون اور رقاصون کو دیجیو اور بعد داخل ہونے محفل کے لونڈیون
اور خواصون کو بھی کہ گرد و پیش دولہن کے ہونگی بہت انعام دیجیو خبردار اپنی تھیلی مین کچھ
اور ذرا کسی سے ڈریو نہین بدرالدین حسن ان سب باتون کو کہ جن نے کہی تھین ذہن نشین
کر کے حمام کے دروازے پر گیا اور سب سے پہلے اوس نے ایک مشعل اپنے ہاتھ مین لے کر شامل اون
غلامون کے روشن کرلی اور اوس گروہ مین اس طرح مل گیا کہ گویا وہ شروع سے رہنے والون مین معلوم
ہونے لگا اور ساتھ اوس کبڑے کے حمام سے نہا کر بادشاہی گھوڑے پر سوار ہو کر چلا تھا روانہ ہوا
اور جب گانے اور ناچنے والون کے نزدیک پہونچا اوس نے مٹھی بھر بھر چوریال اونکو دینا شروع کیا

س داد و دہش سے بدر الدین حسن کیطرف نظر التفات سے دیکھنا شروع کیا اور اوسکے
کر نہایت متحیر اور متعجب ہوے غرض وہ اوس طرح سے دیتا لیتا اپنے چچا
وزیر کے دروازے تک پہونچا چوبداروں نے سب غلاموں کو اندر جانے نہ دیا
بدر الدین حسن کو بھی مشعل اسکے دروازے پر روکا مگر گانے ناچنے والوں نے کہ جنکو مطلق روک
ٹوک نہتی اپنے لینے اور پانے کے واسطے بدر الدین حسن کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اس شخص
کو کیوں روکتے ہو یہ تو غلام نہیں بلکہ واسطے تماشا دیکھنے برات کے شہر سے آیا ہے یہ کہکر اون
سبھوں نے بدر الدین حسن کا ہاتھ پکڑکر اپنے حلقے میں کھینچ لیا اور ساتھ اپنے اندر محل کے لیگئے
اور مشعل اوسکے ہاتھ سے لے کر دہنی طرف نوشہ کبڑے کے بٹھلا دیا اگرچہ وہ دولہن خوبصورت
تھی مگر بسبب تشویش کے پژمردہ دکھائی دیتی تھی پھر جب دولہا اور دولہن ایک جا ہوے
خاتونیں مصر کی اور خواصیں اور لونڈیاں مومی شمع لیے ہوے آئیں اور اوس کبڑے کی
صورت مکروہ کو دیکھکر بالاتفاق کہنے لگیں کہ ہم اپنی عروس کو اس جوان یعنی بدر الدین حسن
کو دینگے نہ اس کبڑے بدصورت کو اور بادشاہ کی تجویز کو کچھ خیال میں نہ لائیں اور ایسی گفتگو
میں ایسا شور وغل کیا کہ گانا بجانا وہاں موقوف ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد ڈومنیاں گانے
بجانے اور دولہن کو پوشاک پہنانے لگیں اب یہاں سے مؤلف کتاب کا کہتا ہے اہل دانش پہ
پوشیدہ نرہے کہ اصل کتاب الف لیلہ عربی میں اس مقام پر کہ نوبت ایک سو دو رات کی پہونچی
تھی اور دو راتیں اون میں سے علاوہ سو راتوں کے صرف اسی راگ رنگ اور سامان کے بیان
میں کمال فصاحت سے نظم تھیں اسواسطے مترجم زبان انگریزی نے اونکو ترک کیا لہذا اس کتاب
میں بھی کہ زبان انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی گئی ہے مضمون اون شعروں کا چھوڑ دیا غرض
ڈومنیوں نے سات جوڑے سات طرح کے وزیر شمس الدین محمد کی بیٹی کو ہر ایک راگ کے ساتھ
پہنائے جب عروس موافق رسم اوس دیس کے جوڑے بدل چکی تب اپنی جگہ سے اوٹھکر باتفاق
اور بیبیوں کے کبڑے دولہے کے پاس سے ہوکر ایک نظر اوسکو دیکھکر بدر الدین حسن کے پاس
جا بیٹھی بدر الدین حسن بموجب تعلیم اوس جن کے اون خواصوں اور ڈومنیوں کو جو دولہن کے
ساتھ آئی تھیں مٹھی بھر بھر کر ریال تھیلی سے نکال کر دینے لگا وہ خوش ہوکر ایک دوسرے کو

دھگا دیکر نچنے مین مصروف ہوئین اور اوسکو جھک جھک کر سلام کرنے اور دعائین دے
آپس مین اشارہ کرتی تھین کہ یہ دولھن قابل اس جوان کے ہے نہ اوس بدشکل کبڑے کے
محل بھی یہی کہتی تھین وہ کبڑا کچھ سنتا تھا اور کچھ نہین جب رسم تبدیل جوڑونکی ہو چکی ورد نا بجانا
موقوف ہوا تب اونھون نے اشارہ بدرالدین حسن کو کیا کہ کھڑا ہو اوسکے کھڑے ہونے سے سب
محل کے لوگ چلے گئے اور دولھن حجلہ عروسی مین گئی خواصون نے پوشاک اوتار کر شب خوابی کے
کپڑے پہنائے اوس جگہ سوائے کبڑے اور بدرالدین حسن اور خواصون کے کوئی نہ رہا کبڑے نے
غصے سے بدرالدین حسن کیطرف دیکھ کر کہا تو کیون یہان سے چلا نہین جاتا بدرالدین حسن نے
گھبرا کے وہان سے نکل جانا چاہا کہ جن اور پری نے اوس سے کہا تو ٹھہر کبڑے کو ہم یہان سے نکالے
دیتے ہین تو دولھن کے پاس جاکے کہہ کہ شوہر تیرا مین ہون بادشاہ نے ہنسی سے کبڑے کو دولھا
بناکے محل مین بھیجا تھا دولھن تمکو دیکھ کر بہت خوش ہوگی اور تم کبڑے سے مطلق نہ ڈرو ہم اوسکو
ابھی دفع کرتے ہین غرض جب پری نے بدرالدین حسن کو قوی دل کیا وہ اوس جگہ ٹھہرا اور کبڑا

تصویر جن کی شکلین بدلنے کی مع تصویر کبڑے کے

بھاگا اسواسطے کہ جن نے بلّی بنکے ایسی تیز نظر سے اوسکی طرف دیکھا اور غرّانا شروع کیا
جیسے بلی بلا ہے کبڑا اوسے ڈانٹنے لگا تا وہ ڈر کر بھاگ جائے مگر بلی اوسکی طرف گھورنے لگی اور
آنکھین ایسی لال کین جیسے آگ کے انگارے اور آگے سے زیادہ غرّائی اور پھول کر مانند گدھے
کے ہوگئی تب تو کبڑا ڈرا اور قصد بھاگنے کا کیا اتنے مین وہ جن بہت بڑا بھینسا بنکے ڈکارنے لگا
اور شور و غل کرکے کہا اے کبڑے کہان بھاگ کر جائیگا کھڑا رہ کبڑا خوف سے زمین پر گر پڑا اور
منھ اپنا چھپا لیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا کہ اے بھینسون کے بادشاہ کیا حکم فرماتے ہو بھینسے نے کہا
کہ تو میری بی بی کے ساتھ شادی کرنے آیا ہے کبڑا بولا حضور مجھسے قصور ہوا معاف فرمائیے
بھینسے نے کہا تو یہان سے تا طلوع ہونے آفتاب کے نجائیو جسوقت کھڑا رہ دن ہوتے ہی یہانسے
چلا جائیو اور پھر اسطرف ندیکھیو نہین تو سینگون سے تجھے مار ڈالونگا پھر وہ جن آدمی بن گیا اور
اوس کبڑے کی ٹانگین اوٹھا اور سر تلے کر دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا اور کہا اگر تو نے ذرا حرکت کی
تو اسی دیوار کے ساتھ رگڑ ڈالونگا بعد اسکے جن اور پری دونون وہان سے چلے گئے بدرالدین حسن
مطمئن ہوکر سونے کے لیے حجرۂ عروسی مین گیا اوسوقت ایک خاتون سرد دلھن کو باہر دروازے
سے لے گئی اور نوشہ کو بطور نصیحت کے کہا میان اسکے ساتھ سلوک کرنا یہ کہکر باہر سے دولھن
کو لائی دروازہ حجرے کا بند کر اوس مین قفل لگا چلی گئی دولھن بدرالدین حسن کو دیکھ کر نہایت
خوش ہوئی اور پوچھا کہ اے دوست کیا تم میرے شوہر کے ہمراہیون مین سے ہو بدرالدین حسن نے
کہا مین تمھارا شوہر ہون وزیرزادی اپنے شوہر کو خوبصورت پاکر کمال خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ
مین کمال اندیشہ مین تھی کہ تمام عمر میری رنج مین اوس کبڑے کے ساتھ کٹے گی مگر الحمد للہ کہ مجھے
تم ایسا شوہر حسین ملا یہ کہکے وہ بدرالدین حسن کے ساتھ سو رہی بدرالدین حسن بھی اوسکے حسن و
جمال کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا اور اپنی پوشاک اوس تھیلی سمیت جسکو اسحاق یہودی نے دیا تھی
ایک چوکی پر اوتار کر رکھدی باوجود اسقدر صرف کے وہ تھیلی بدستور روپیون سے بھری رہی اور یہ
سبب جن کے جادو کا تھا پھر دستار بھی سر سے اوتار شہزادی کے تاج کو پہن لیا اور فقط ایک تنگ
پایجامہ اور مرزائی پہنکر دولھن کے ساتھ سو رہا جب تھوڑی رات باقی رہی اوس جن کی ملاقات
پھر اوس پری سے ہوئی جن نے پری سے کہا قبل اسکے کہ فجر ہو تو اوس جوان کو وہان سے

سوتے ہوے اوٹھا لیجا کر اور کسی ملک مین پہونچا دے چنانچہ پری نے جسکے بدر
دمشق کی جامع مسجد کے دروازے پر لیجا کر لٹا دیا اور آپ جن کے ساتھ چلی گئی جب
مسجد مین واسطے پڑھنے نماز صبح کے حاضر ہوے بدر الدین حسن کو ساتھ قمیص اور ازار کے زمین
پر پڑے ہوے دیکھ کر نہایت متحیر ہوے کسی نے کہا یہ شخص اپنی بی بی سے روٹھ آیا ہے دوسرے نے
کہا شرابی ہے بیہوش اور کچھ کہتا تھا مگر کسیکو تحقیق معلوم نہوا کہ وہ کیون کر وہان پر آیا آخر کو لوگون کے
شور و غل سے بدر الدین حسن بیدار ہوا اور لوگون کو گرد اپنے جمع دیکھ کر متحیر ہوا اور اپنے تئین دروازہ
پر مسجد کے جسکو کبھی نہین دیکھا تھا پایا حیران ہو کر لوگون سے پوچھا کہ صاحبو للہ بتاؤ کہ مین کون
ہون اور تم کیون میرے گرد جمع ہو ایک شخص نے کہا اے جوان ہمنے ابھی تجھے یہان پر دیکھا
ہے اور یہ دروازہ جامع مسجد دمشق کا ہے بدر الدین حسن نے کہا سبحان اللہ شب کو مین کیرو
مین سویا تھا فجر کو کیونکر دمشق مین آگیا یہ سنکر بعضون نے کہا کہ یہ شخص واجب الرحم ہے کہ ایسا
حسین جوان سودائی ہو ایسی بہکی بہکی باتین کرے ایک بڈھے نے کہا اے فرزند تم کیا کہتے ہو
یہ امر محال ہے کہ شب کو تم کیرو مین ہو اور صبح کو دمشق مین بدر الدین حسن نے کہا مین سچ کہتا ہون
یہ سنتے ہی سب آدمی ٹھٹھا مار کر ہنسنے اور کہنے لگے کہ یہ شخص احمق یا مجنون یا اس مین کچھ بھید ہے
افسوس ایسا اچھا آدمی سودائی ہوجائے پھر ایک نے کہا یہ امر کیونکر ممکن ہے جو تم کہتے ہو کہ ایک
آدمی کل بانسرہ مین ہو اور اوسی رات کو کیرو مین اور اوسکی فجر کو دمشق مین معلوم ہوا کہ تم
ابھی سوتے ہو اور یہ خواب مین تمھاری گفتگو ہے بدر الدین حسن نے کہا بخدا کل کی رات میری
شادی کیرو مین ہوئی تھی یہ سنکر اور بھی لوگ ٹھٹھے مارنے لگے پھر اوسی شخص نے کہا تو نے مقرر
خواب دیکھا کہ اب تک وہی خیال تیرے دماغ مین ہے بدر الدین حسن نے کہا مینے خواب مین نہین دیکھا
واقع مین کل میری شب عروسی تھی اور اوس جگہ ایک کوزہ پشت بدصورت بھی تھا اونھون نے
چاہا کہ اوسکی شادی اوس عروس کے ساتھ کرین حیران ہون کہ میرا جامہ پگڑی اور تھیلی ریالون
کی جو کیرو مین میرے ساتھ تھی کیا ہوئی اگرچہ وہ سب کچھ کہتا تھا مگر کسیکو یقین نہین آتا تھا اور
ہنستے تھے آخر بدر الدین حسن جب اپنے حال کو کہہ چکا وہان سے اوٹھکر شہر کی طرف گیا اور آدمی
اوسکے پیچھے پکارتے جاتے تھے کہ یہ شخص دیوانہ ہے بہت آدمی کھڑکیون سے اور بہت اپنے دروازون

کو دیکھتے اور ہنستے تھے اور بعضے چلاتے کہ دیوانہ سودائی ہے یہانتک کہ بدرالدین حسن گھبراکر
ئی کی دکان پر گیا اور لوگون سے بچا اپنا چھڑایا یہ حلوائی آگے سردار عرب کے قزاقون کا
تھا اب اوسنے ایک مدت سے قزاقی کو چھوڑکر بود و باش اپنی دمشق مین مقرر کی تھی اگرچہ اوسکی
خوش معاملگی سے شہر کے لوگ اوس سے بہت راضی تھے مگر اکثر لوگ ہنوز اوس سے ڈرتے تھے
لہذا اوسکے خوف سے سب بھاگ گئے تب اوسنے بدرالدین حسن سے پوچھا تو کون ہے اور یہان
تیرا آنا کیونکر ہوا اوسنے اپنا سب حال مفصل بیان کیا حلوائی نے اوسکا حال سنکر کہا تیرا قصہ
نہایت عجیب و غریب ہے خبردار اس حال کو کسی سے نکہیو میرے کوئی اولاد نہین ہے مین تجھے اپنا
متبنی کیا چاہتا ہون میرا بیٹا جانکر کوئی تجھسے تعرض نکریگا اگرچہ متبنی ہونا حلوائی کا بدرالدین حسن
کے حق مین فروتر رتبہ تھا مگر اوسوقت اوسنے نہایت غنیمت جانکر قبول کیا پھر حلوائی نے
اوسے اچھے کپڑے پہنا کر لوگون کو اپنے گھر مین جمع کیا اور بدرالدین حسن نے اپنے تئین فرزند
اوس حلوائی کا قرار دیکے اقرار کیا پھر وہ حلوائی اوسکو گواہون سمیت کوتوال کے پاس لے گیا
بدرالدین حسن نے وہان بھی اقرار کیا پھر بدرالدین حسن اوسکے گھر رہنے لگا اور دمشق مین
معروف بہ حسن ہوکر کاروبار حلوائی کا سیکھتا اب حال وزیرزادی کا سنا چاہیے فجر کے وقت جب
شمس الدین محمد کی لڑکی بیدار ہوئی تو اوسنے بدرالدین حسن کو چھپرکھٹ پر نپایا جانا شاید واسطے
بول و براز کے باہر گیا ہے وہ دولھن منتظر پھر آنے بدرالدین حسن کے بیٹھی تھی کہ شمس الدین محمد
نہایت غمگین اس ننگ و عار سے جو بادشاہ نے نسبت اوسکی دختر کے تجویز کیا تھا وہان آیا اور
کمال افسردگی سے اپنی لڑکی کا نام لیکر پکارا دولھن نے دروازے کو کھولا اور ساتھ شگفتہ پیشانی
کے اوسکے ہاتھون کو بوسہ دیا وزیر نے اوسکو خوش پاکے بہت تعجب کیا اسلیے کہ وہ جانتا تھا کہ
لڑکی بھی اس ننگ و عار سے مثل میرے رنج مین ہوگی وزیر نے کہا اے کمبخت بے نصیب تو
میرے آگے اظہار سرور کرتی ہے بعد اس فضیحتی اور رسوائی کے جو تیرے اور میرے حق مین
ہوئی اوسنے کہا مجھے آپ کیون ملامت فرماتے ہین یہان وہ کبڑا بدصورت نہین اور مین
اوسکے ساتھ بیاہی نہین گئی وہ تو یہان سے کب کا بھاگ گیا اور میرا نکاح ایک جوان حسین
دلربا کے ساتھ ہوا شمس الدین محمد نے کہا کیا سچ سچ رات کو تیرے ساتھ وہ کبڑا نہین سویا دولھن

نے کہا نہین بلکہ جو میرے ساتھ سویا تھا اوسکی بڑی بڑی آنکھین اور ابرو سیاہ ہین
ہوکر تو مجھسے جھوٹ کہتی ہے تیرا شوہر وہی کبڑا ہے اوسنے کہا مین کبڑے پر لعنت بھیجتی ہون
واسطے قضاے حاجت کے باہر گیا ہے ابھی آتا ہوگا اوسے دیکھ لینا وہ کیسا ہے شمس الدین محمد باہر
نکل کے اوسکو ڈھونڈھنے لگا نپایا مگر ایک طرف کو دیکھا کہ وہ کبڑا دیوار کے ساتھ لگا ہوا اولٹا
کھڑا ہے پانون اوسکے اوپر ہین اور سر نیچے وزیر نے اوسے دیکھ کر پوچھا کہ تجھے اسطرح سے کسنے
یہان کھڑا کیا ہے کبڑے نے وزیر کی آواز پہچانکر جواب دیا کہ غضب آپنے میرے ساتھ ہنسی کی
کہ بھینسے کی بی بی کے ساتھ میری شادی ٹھہرائی وہ بی بی تو ایک بدصورت جن کی معشوقہ ہے
وزیر سمجھا کہ بڑبڑا رہا ہے اوسکی باتون پر اصلا التفات نکرکے کہا ذرا سیدھا ہوکے کھڑا ہو کوژ پشت
نے جواب دیا کہ بدون طلوع ہونے آفتاب کے مین مطلق حرکت نہین کرسکتا اسواسطے کہ رات کو
مین عجیب مصیبت مین مبتلا ہوا تھا پہلے تو ایک کالا بلا میرے روبرو آئی اور پھر وہ ایک بڑا
بھینسا بنگئی اور جو کچھ کہ اوسنے مجھسے کہا تھا مین اوسے بھولا نہین تم اپنے کام کو جاؤ وزیر نے اوس
کبڑے کو سیدھا کھڑا کردیا جب وہ سیدھے ہوئے کے وہ کبڑا ایسا بھاگا کہ کہین دم لیا اور نہ پیچھے پھر
دیکھا دوڑتا ہوا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور اول سے اپنے حال کو ظاہر کیا بادشاہ اوسکے
قصے کو سنکر بہت ہنسا اور وزیر شمس الدین محمد اس امر کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور اپنی بیٹی کے
پاس آکر کہا تو سچ کہتی ہے وزیرزادی نے کہا مین ایک گواہ اپنی صداقت پر رکھتی ہون وہ یہ ہے
کہ اس کرسی پر میرے شوہر کے کپڑے رکھے ہین اونکو بغور ملاحظہ کیجیے شاید اون مین سے کوئی امر ایسا
ظاہر ہو کہ جس سے تمھارا شبہ جاتا رہے پھر اوسنے بدرالدین حسن کی دستار اوٹھا کر وزیر کو دی وزیر
نے جب اوسکو چارون طرف سے گھما کر دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ بندش دستار وزارت کی ہے
اہل موصل کی وضع پر پھر اوس مین ایک چیز بطور تعویذ کے کپڑے مین لپٹی ہوئی پائی اوسنے
اوسے کھولا تو اوس مین ایک کاغذ لکھا ہوا جو نورالدین علی وزیر نے وقت اپنی رحلت کے
بدرالدین حسن کو لکھدیا تھا اور وہ اپنے باپ کی نشانی کو تعویذ بناکر اپنی دستار مین رکھتا تھا
شمس الدین محمد نے دیکھتے ہی اپنے بھائی نورالدین علی کے دستخط پہچانے اور سوا اسکے
ایک تھیلی بھری ریالون سے پائی اور اوس تھیلی کے اندر سے ایک پرزا کاغذ کا جو لکھا ہوا تھا

کے ہاتھ کا تھا نظر پڑا وزیر شمس الدین اوسکا مضمون پڑھکے بیہوش ہوگیا اور کاغذ اوسکے
پڑا پھر جب ہوش مین آیا تو اپنی لڑکی سے کہا تمھاری خوشی حق بجانب ہے شوہر تمھارا
بھتیجا میرے بھائی کا بیٹا ہے اور اس تھیلی مین تمھارا مہر ہے جو اوسنے تمکو دیا الحمد للہ کہ سب امر خاطر خواہ
ہمارے ظہور مین آئے پھر اپنے بھائی کے خط کو اوٹھا کر کئی بار چوما اور رو دیا شمس الدین محمد
نے جب مضمون کاغذ مطابق کیا تو تاریخ شادی اپنی اور اپنے بھائی کی ایک ہی پائی اور جس
دن بدر الدین حسن پیدا ہوا تھا اوسی دن شمس الدین محمد کے گھر لڑکی پیدا ہوئی تھی شمس الدین محمد
نہایت متعجب ہوا کیونکہ یہ سب باتین مطابق ہو گئین اور سب رنج اوسکے مبدل بخوشی ہوے
اور وہ خط اور دستار لیجا کر بادشاہ کے ملاحظے مین لایا وہ بھی دیکھ کر متعجب اور خوش ہوا کہ حق
حقدار کو پہونچا اور حکم کیا کہ یہ سب حال لکھکر ہمارے کتب تواریخ مین داخل کرین وزیر شمس الدین
نے اپنے بھتیجے کے آنے کا ایک ہفتے تک انتظار کیا جب وہ نہ آیا تب اوسنے تمام کیرو مین اسکی
تلاش کی کہین نپایا نہایت رنجیدہ ہوا اور سوچنے لگا کہ وہ کہان گیا اور کیا ہوا پھر اوسنے اوس
مکان کا اسباب کو قلمبند کیا اور بدر الدین حسن کی پوشاک و دستار کوٹھری مین بند کرکے ایک
کوٹھری مین مقفل کی اور وزیر کی بیٹی بعد نو مہینے کے لڑکا جنی اوس لڑکے کے واسطے دائی کھلائی
وغیرہ لوگ مقرر ہوے اور نانا نے اوس لڑکے کا نام عجیب رکھا جب عجیب سات برس کا ہوا اور وزیر
نے اوس لڑکے کو ایک مکتب خانے مین جسکا اوستاد بہت بزرگ تھا سپرد کیا اور دو غلام مقرر کیے
کہ ہر وقت مکتب خانے مین حاضر رہا کرین عجیب اکثر اوقات بعد پڑھنے لکھنے کے مکتب کے لڑکون سے
کھیلا کرتا لڑکے بموجب اشارے اپنے اوستاد کے عجیب کی نہایت تعظیم کیا کرتے اس سبب سے عجیب کو
نہایت غرور پیدا ہوا اون لڑکون کو برا بھلا کہا کرتا اور اکثر اوقات اون کو مارتا لڑکے ہمیشہ
اور شکایت اوستاد سے کی اوستاد نے اونکو سمجھایا کہ اوسکی بات کا برا نہ مانو مین اوسکو سمجھا دونگا
اور غائبانہ اوستاد نے عجیب کو بہت منع کیا مگر جب عجیب نے روز بروز زیادتی بہت شروع کی
اور لڑکے نہایت اذیت پانے لگے تب اوستاد نے اون لڑکون سے کہا عجیب میرے سمجھانے سے
بھی نہین سمجھتا مین تمکو ایک بات سکھاتا ہون کہ کل جب تم سب اور وہ واسطے کھیلنے کے جمع ہو تو
تم سب اوسکو گھیرنا اور ایک شخص تم مین سے کہے کہ آج ہم یہ کھیل کھیلتے ہین کہ ہر ایک لڑکا اپنا نام و

اپنے ماں باپ کا نام پکار کر سبکو بتلائے اور جو نہ بتلائے تو وہ حرام کا جنا ہی اور قابل
کے نہیں غرض دوسرے دن جب سب مکتب کے لڑکے جمع ہوئے اونھون نے و
اور ایک نے کہا آؤ ہم سب باری باری سے اپنا اور اپنے ماں باپ کا نام بتاتے ہ
بتا سکیگا اوس سے ہم نہ کھیلا کرینگے سب نے کہا اچھا اور عجیب بھی راضی ہوا پھر ایک
لڑکے سے اوسکا اور اوسکے ماں باپ کا نام پوچھنا شروع کیا اور ہر ایک لڑکے نے ٹھیک ٹھیک پہ
ماں باپ کا نام بتایا سوا اسکے عجیب کے کہ اوسنے کہا میرا نام عجیب ہی اور میری ماں کا نام حسنا اور باپ
کا نام شمس الدین محمد جو وزیر بادشاہ کا ہی سب لڑکے بول اوٹھے کہ عجیب تو کیا کہتا ہی وہ تیرا باپ نہیں
بلکہ تیرا نانا ہی عجیب نے دشنام دیکر کہا کیا شمس الدین محمد میرا باپ نہیں ہی جوان سب نے ٹھٹھا مار کر کہا کہ وہ تیرا
نانا ہی تو اپنے باپ کا نام بتا نہ سکا تجھے لازم ہے کہ آج سے ہمارے ساتھ نہ کھیلا کرے یہ کہکر سب لڑکے اوس
جگہ سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور اوسکو طعنہ مارنے لگے اور آپس میں ہنسنے لگے عجیب نہایت شرمندہ
ہوکر رونے لگا اوستاد جو خفیہ اون سب باتون کو سنتا تھا فی الفور عجیب کے پاس آیا اور کہا عجیب
سچ ہی شمس الدین محمد تیرا باپ نہیں تیرا نانا ہی اور تیرے باپ کا نام ہمین بھی معلوم نہین اسقدر معلوم
ہی کہ بادشاہ نے چاہا تھا کہ تیری ماں کی شادی ایک کبڑے سائیس کے ساتھ کردے مگر کسی جن نے
اوسکو نکال دیا اور آپ تیری ماں کے پاس رہا یہ بات تیرے حق میں سخت ہی اب تو اپنے مکتب کے
لڑکون کے ساتھ بدسلوکی سے پیش نہ آنا عجیب فی الفور مکتب سے روتا ہوا اپنی ماں کے پاس گیا
اور ماں سے کہا خدا کے واسطے مجھے بتا کہ میرا باپ کون ہی اوسنے کہا شمس الدین محمد جو تجھے بہت پیار
کیا کرتا ہی عجیب نے کہا کہ تو جھوٹ بولتی ہی وہ تیرا باپ ہی میرے باپ کا نام بتا ماں اپنی شب عروسی
کو یاد کرکے اور بسبب گم ہوجانے اپنے شوہر کے رونے لگی یہ دونون ماں بیٹے باہم رو رہے تھے
کہ وزیر شمس الدین محمد آیا اور سبب اونکے رونے کا پوچھا عجیب کی ماں نے سب حال مفصل بیان کیا
وزیر بھی رونے لگا اور نہایت ملول ہوکر اپنے دل میں کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ میری لڑکی
کی رسوائی کا حال تمام شہر میں مشتہر ہے اور ادنی سے اعلی تک سب جانتے ہیں اور روتا ہوا بادشاہ
کے حضور میں گیا اور اوسکے قدمون پر گر کر عرض کیا غلام امیدوار ہی کہ مجھکو چند روز کی رخصت ملے
تاکہ میں جا بجا خصوصاً بصرے میں جاکر تلاش بدرالدین حسن کی جو میرا بھتیجا ہی کرون غلام میں تحمل

ے شہر کا نہین کہ وہ کہتے ہین کہ میری بیٹی نے جن سے لڑکا جنا ہے بادشاہ کو افسوس
اسکی منظوری کی جا بجا پروانے راہداری کے اور خطوط بادشاہون اور فرمانروایون
کے لکھوا کر اوسکے ہمراہ کیے کہ جسکے شہر یا ولایت مین بدرالدین حسن نام سے پہنچا
ہوئے کا ہو چاہیے اوسکو اس وزیر کے حوالے کر دین اور اوسکی مدد کرین
سب امور موجب میری خوشی کے ہونگے شمس الدین محمد بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنی بیٹی اور نواسے
کو ساتھ لے اوس شہر سے چلا اور بیس دن مین دمشق پونہچا اور کنارے ندی کے کہ نیچے دمشق کے
بہتی تھی خیمون کو استادہ کر کے اوترا اور دو مقام کر کے اپنے ہمراہیون کو اجازت دی کہ شہر مین جائین
اور جو کچھ منظور ہو خرید و فروخت کرین اکثر لوگ تحفے اور نفائس مصر کے لائے تھے اونہون نے وہان
اوسکو بیچا اور وہان کی اچھی اچھی چیزین مول لین اور وزیر بدرالدین حسن کو تلاش کرنے لگا ایک
روز عجیب بھی واسطے سیر دمشق کے اپنے اتالیق کے ساتھ کہ خواجہ سرا تھا گیا شہر کے لوگ عجیب اور
اوسکی شان و شوکت دیکھ کر بہت خوش ہوے اور گرد اوسکے پھرتے تھے خواجہ سرا اور عجیب سیر
کرتے کرتے بدرالدین حسن کی دکان پر وارد ہوے اور ٹھہر گئے حلوائی نے کہ بدرالدین حسن کو اپنا
بیٹا کیا تھا قضا کی تھی اور قبل فوت ہونے کے اوسنے سب اسباب اور نقد اور جنس وغیرہ کا مالک
بدرالدین حسن کو کیا تھا اور بدرالدین کی حلوائیون مین بہت شہرت اور عزت تھی بدرالدین
نے اپنی دکان کے آگے بھیڑ کو دیکھا اور نظر اوسکی عجیب اور خواجہ سرا پر پڑی بمجرد دیکھنے عجیب کے
اوسکے دل مین محبت پدری نے جوش کیا اور بے اختیار ہو کر اوسکو دیکھنے لگا یہانتک کہ بدرالدین
سب کامون کو بھول گیا اور عجیب کے پاس جا کر خوشامد سے کہا ذرا آپ میری دکان پر توقف
فرما کر کچھ تناول کیجیے اور اوسکی آنکھون سے آنسو گر پڑے عجیب کے دل مین بھی محبت پیدا ہوئی
اور بے اختیار چاہا کہ اوسکی دکان پر بیٹھ کر بات چیت کرے مگر اوسکے اتالیق نے کہا تم وزیر زادے
ہو تمھین مناسب نہین کہ حلوائی کی دکان پر بیٹھ کے کچھ کھاؤ بدرالدین نے کہا عجیب سے آپ اس غلام
حبشی کج خلق کا کہنا نمانیے اور خواجہ سرا کی بھی اوسنے خوشامد بہت کی اور اوسکے حق مین ایک
لطیفہ ایسا کہا جسکو سنکر وہ بہت خوش ہوا اور اوسکی بات مان گیا اور عجیب کو اوسکی دکان پر
لیجا کر بٹھایا بدرالدین حسن نہایت خوش ہوا اور کہا مین ملائی کو بہت خوب جماتا ہون اور

میری نانکے دنیا مین اور کوئی جبا نہین سکتا تم اوسے کہا کہ بہت محظوظ ہوئے پھر کچھ [illegible]
سے نکالی نکال اور اوسپر عرق انار اور شکر ڈال آگے عجب کے رکھی عجب نے کہا
کی پھر خواجہ سرا کو کھلائی اوسنے بھی بڑی تعریف کی اور خوش ہوا پھر بدرالدّین حسن عجب [illegible]
دیکھتا اور دل مین حسرت کرتا کہ کاش اوس نازنین دلربا بی بی سے جس سے ایسی جلد مفارقت
ہوئی میرا بھی ایک بیٹا مثل اسکے پیدا ہوتا یہ تصوّر کرتا اور روتا پھر بدرالدّین حسن نے عجب سے
پوچھا کہ تمھارا آنا دمشق مین کیونکر ہوا ہنوز عجب نے کچھ جواب نہین دیا تھا کہ خواجہ سرا نے کہا بڑی
دیر ہوئی ہی جلد چلو عجب دُکان سے اوٹھ طرف خیمہ گاہ وزیر کے روانہ ہوا بدرالدّین حسن اپنی
دُکان بند کرکے اونکے پیچھے ہوا شہر کے دروازے تک پہونچا خواجہ سرا نے غصّے ہوکر پوچھا کہ تو
کیون ہمارے ساتھ آتا ہی بدرالدّین نے بہانہ کرکے کہا تم ناخوش نہو اس طرف میرا کچھ کام ہے
خواجہ سرا نے عجب سے کہا اسی واسطے مین نہین چاہتا تھا کہ تم بازار مین حلوائی کی دُکان پر
بیٹھو اور کچھ کھاؤ اب دیکھو حلوائی پیچھے چلا آتا ہے عجب نے کہا اپنے کام کو جاتا ہی ہم کیون اسکو

تصویر عجب اور خواجہ سرا اور حلوائی کی

ہمنع کرین پھر وہ دونون جب قریب اپنی فرودگاہ کے پہونچے عجیب نے پھر کے دیکھا
چلا آتا ہو ڈرا کہ مبادا اپنے نانا کو خبر ہو اور وہ کمال ناخوش ہوگا اوسنے ایک بڑا سا پتھر زمین
سے اوٹھا کر بدرالدین حسن کی پیشانی پر مارا کہ پیشانی لہولہان ہو گئی اور پھر جلد اپنے خواجہ سرا
کے خیمے مین گھس گیا خواجہ سرا نے بدرالدین حسن کو کہہ سنکر وہان سے پھیرا بہرکیف وہ اپنے گھر
مین آیا اور زخم کو دھو کر پٹی باندھی اور دکان پر بیٹھا کرتا اور اوسکا چچا یعنی وزیر شمس الدین محمد وہان
سے بعد تین مقام کے وہ شہرون مین گیا اور پھر ایک شہر مین اپنے بھتیجے کی تلاش کرتا ہوا بالبصرہ
مین آیا اور وہان کے بادشاہ سے ملاقات کی بادشاہ نے بہت مہربانی سے سبب آنے کا پوچھا
شمس الدین محمد نے عرض کیا مین واسطے ڈھونڈھنے بدرالدین حسن کے جو بیٹا نورالدین علی میرے
بھائی کا ہے آیا ہون بادشاہ نے کہا نورالدین علی وزیر مدت ہوئی کہ مر گیا اور اوسکا بیٹا بدرالدین
دو مہینے کے بعد اوسکے مرنے کے یہان سے دفعۃً غائب ہو گیا اور باوجود تلاش بہت کے کہین
اوسکا پتا اب تک نہین ملا مگر اوسکی مان زندہ ہے شمس الدین محمد نے اپنی بھاوج کی ملاقات کے
واسطے اور اوسکو مصر مین لیجانے کی بادشاہ سے اجازت لی اور دوسرے دن مع اپنی لڑکی و نواسے
کے وہان گیا وہ بیوہ نورالدین علی کے گھر مین جو نہایت آراستہ تھا رہتی تھی شمس الدین محمد نے پہلے
نام کو نورالدین علی کے کہ تختے پر سنہرے حرفون سے دروازے پر اوس گھر کے لکھا ہوا تھا چوما بعد
اوسکے گھر کے اندر جاکر بھاوج سے تمام و کمال حال شادی وغیرہ کا ظاہر کیا اور اپنی لڑکی اور عجیب کو
اوس بیوہ سے ملوایا وہ بیوہ اپنی بہو اور پوتے کو دیکھ کے خوش ہوئی اور یقین ہوا کہ بدرالدین حسن
اوسکا فرزند ہی پھر اوٹھکر بہو اور پوتے کو اپنی چھاتی سے لگایا اور پیار کیا اور عجیب کے نقشے اور
شکل کو مشابہ اپنے بیٹے بدرالدین حسن کے پاکر کمال خوش ہوئی اور اوسکو اپنے گلے سے لگاکر
بدرالدین حسن کو یاد کرکے رونے لگی شمس الدین محمد نے کہا بی بی اب تم غم نکرو میرے ساتھ مصر
کو چلو بادشاہ نے مجھے اجازت دی ہے کہ مین تمکو اپنے ساتھ لے چلون اور مین فضل خدا سے
امیدوار ہون کہ بدرالدین حسن بھی ہمکو ملیگا اور میری دختر کی شادی کا حال اس قابل ہے کہ
لکھ کر داخل تواریخ کیا جائے بیوہ نورالدین علی کی سب حال تفصیل سنکر خوش ہوئی اور سفر
کی تیاری کی شمس الدین محمد پھر ملازمت بادشاہ سے مشرف ہو کے رخصت ہوا بادشاہ بالبصرہ نے

واسطے خوشنودی بادشاہ مصر کے اوسکو بنہایت خلعت و انعام رخصت فرمایا تمام
اہل و عیال کے بانسرے پھر دمشق کی طرف روانہ ہوا اور شہر مین پہونچکر یا
واسطے مول لینے تحفون نادر دمشق کے کہ واسطے نذر بادشاہ کے اوسکو ضرور تھے
مقیم رہا عجیب نے حبشی خواجہ سرا سے کہا مجھے شہر مین لیچل کہ سیر کردن اور یہی حال اوس حلوائی کا
جو میرے پتھر سے زخمی ہوا تھا دریافت کرین کہ اوسکا کیا حال ہے خواجہ سرا اوسکو شہر کی طرف لیگیا
اور فردوسی دروازے سے چوک مین لایا اور سیر اور تماشا کرتے ہوئے عین دوپہر کے وقت بدرالدین حسن
کی دکان پر آئے عجیب نے بدرالدین حسن کو سلام کیا اور کہا تم مجھے پہچانتے ہو بدرالدین حسن نے
اوسکی طرف دیکھا فوراً محبت پدری نے جوش مارا اور وہی حال جیسا پہلی دفعہ ہوا تھا اوس پر
طاری ہوا بعد تھوڑی دیر کے کمال منت و سماجت سے کہا صاحب اپنے اتالیق سمیت ایکساعت
میری دکان پر ٹھہرو ذرا ملائی کھاؤ عجیب نے کہا ایک شرط سے ہم تمھاری دکان پر بیٹھتے ہین کہ
تم ہمارا پیچھا نکرنا اور ہم کل بھی تمھاری دکان پر آوینگے بلکہ تا قیام دمشق روز ایکبار آیا کرینگے
بدرالدین نے کہا مین ہر طرح ارشاد عالی بجالاؤنگا پھر عجیب اور خواجہ سرا دونون اوسکی دکان پر
بیٹھ گئے بدرالدین نے ملائی کے پیالے اونکے آگے رکھے عجیب نے بدرالدین کو بھی اپنے ساتھ بٹھا لیا
اور ملائی خوب کھائی اور عجیب نے کھاتے وقت بدرالدین حسن سے تاکید کی کہ خبردار اظہار
اپنی محبت کا ظاہر مین ہمارے ساتھ اور ارادہ جانے کا ہمارے پیچھے نکرنا بدرالدین حسن نے کہا
مین آپکے کہنے کے خلاف نکرونگا بدرالدین نے ملائی نہ کھائی بلکہ اپنے مہمانون کی خاطرداری
مین رہا جب عجیب ملائی کھا چکا بدرالدین نے اوسکے ہاتھ دھوا کر سفید رومال سے پونچھکر ایک عمدہ
پیالے مین شربت بنایا اور اوسمے برف ڈال کر عجیب کو دیا اور کہا کہ صاحب سوا میری دکان کے ایسا شربت
تمام شہر مین کہین نہین بنتا عجیب اوسکو پیکر نہایت خوش ہوا پھر بدرالدین نے ایک پیالہ شربت
خواجہ سرا کو پلایا پھر عجیب اور خواجہ سرا بدرالدین حسن کی شکرگزاری کرکے اپنے گھر کی طرف روانہ
ہوئے اور شمس الدین محمد کے خیمے مین پہونچکر عجیب خواجہ سرا سمیت اپنی دادی کے خیمہ مین گیا
دادی اوسکو گلے سے لگا کے روئی اور کہا خدا وہ دن دکھائے کہ تمھارے باپ کو دیکھون پھر
اوسکی دادی کھانا کھانے بیٹھی اور عجیب سے اپنے ساتھ بٹھلا کے اِدھر اُدھر کی باتین پوچھنا شروع

پینے سیر اور تماشے کا بیان کرنے لگا یہان تک کہ اوسکی دادی نے اوسکو کھانے کو
اسوقت میرا جی نہین چاہتا پھر اوسنے ایک ٹکڑا ملائی کا اوسے اور خواجہ سرا کو
دیا اوسکی طرف توجہ نکی مگر دادی کی خاطر سے آگے رکھ لیا بیوہ نورالدین علی نے
متعجب ہوکر پوچھا کہ کیون نہین کھاتے اِس قسم کی ملائی سوا میرے اور میرے بیٹے بدرالدین حسن کے
جو تمھارا باپ ہے اور کوئی بنا نہین سکتا عجیب نے کہا خطا معاف ہو اس شہر مین ایک حلوائی ہے
ہمنے اوسکی دکان پر بیٹھکر ملائی کھائی ہے اوس سے تمھاری ملائی بہتر نہین یہ سُنکر اوس کی دادی
خواجہ سرا سے بہت ناخوش ہوئی اور کہا کیون رے شعبان تو کیسی محافظت میرے بچے کی کرتا ہے
کہ اوسنے حلوائی کی دکان پر بیٹھکر فقیرون کے مانند کھانا کھایا شعبان نے کہا ہم اوسکی دکان پر
سستانے کے لیے ایک لمحہ بیٹھ گئے تھے کچھ کھایا پیا نہین عجیب نے کہا ہمنے ملائی بھی کھائی تھی
یہ سُنکر وہ بی بی زیادہ تر شعبان پر غصے ہوئی اور شمس الدین محمد وزیر کے خیمے مین آکر شعبان غلام
کی شکایت کی شمس الدین محمد اپنی بھاوج کے خیمے مین آکے شعبان پر نہایت خفا ہوا اور کہا کیا یہ بات
سچ ہے شعبان نے انکار کیا مگر عجیب نے نانا سے کہا ہم دونون نے حلوائی کی دکان پر بیٹھکر ملائی خوب
کھائی اور اوس حلوائی نے ہمکو ایک ایک پیالہ شربت کا بھی پلایا تھا شمس الدین محمد نے شعبان
سے کہا کیون رے تو انکار کرتا تھا شعبان نے پھر بھی انکار کیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے
ملائی نہین کھائی شمس الدین محمد نے برہم ہوکر اوسکو یہان تک مارا کہ اوسنے اقرار کیا اور کہا اوس
حلوائی کی ملائی نسبت عجیب کی دادی کی ملائی کے بہت اچھی اور لذیذ تھی عجیب کی دادی نے
ناخوش ہوکے کہا تو خلاف کہتا ہے کبھی میری ملائی سے اچھی نہوگی پھر عجیب کی دادی نے شعبان سے
کہا تو جا کر اوس حلوائی کی ملائی میرے لیے مول لے آ شعبان نے فوراً اوس ملائی کو لا کر عجیب کی
دادی کو دی وہ ایک ٹکڑا کھاتے ہی غش مین آئی شمس الدین محمد نہایت مضطر ہوا اور پانی
اوسکے منھ پر چھڑکا غرض جب وہ ہوش مین آئی کہنے لگی کہ یہ ملائی مقرر میرے بیٹے بدرالدین حسن
کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے شمس الدین محمد کو جب ثابت ہوا کہ بنانے والا اسکا بدرالدین حسن ہے وہ نہایت
خوش ہوا مگر بظاہر اپنی بھاوج سے کچھ حیلہ کرکے کہا ذرا صبر کرو مین اوسے بلواتا ہون تم اور تمھاری
بہو اوسکو اچھی طرح پہچانو اگر واقع مین وہی ہے تو ہم اوسکو لیکر جلد کیرو کو جاوینگے یہ کہکر شمس الدین محمد

وہان سے اپنے خیمے مین آیا اور پچاس سپاہیون کو حکم کیا کہ تم ایک ایک لاٹھی اپنے ہاتھہ
کے ہمراہ ہوکر ایک حلوائی کی دکان پر کہ اس شہر مین ہے جاؤ اور وہان پہونچکے جو چیز اوسکی
پاؤ اوسے توڑ ڈالو اگر وہ سبب پوچھے تو کچھہ نکہنا بلکہ یہ کہنا جس ملائی کو شعبان تیری دکان سے مول لیگیا
تھا تونے ہی اوسکو بنایا تھا اگر وہ کہے کہ ہان تو تم بے تامل اوسکو باندھ کر میرے پاس لے آنا مگر مارنا نہین
وہ پچاس سپاہی شعبان حبشی کے ساتھہ بدرالدین حسن کی دکان پر گئے اور سب برتن اوسکی دکان کے
چور چور کر ڈالے اور بلائی شربت وغیرہ پھینک دیا بدرالدین حسن نہایت پریشان ہوا اور نہایت
تحمل سے پوچھنے لگا کہ صاحبو مینے کیا قصور کیا جسکے بدلے تم میرے ساتھہ ایسی بدسلوکی کرتے ہوا ونھون
نے کہا وہ ملائی جو اس خواجہ سرا کے ہاتھہ بیچی تھی اوسکو تونے بنایا تھا یا نہین بدرالدین حسن نے کہا
ہان مینے اوسے اپنے ہاتھہ سے بنایا تھا اونھون نے اوسکو قید کرکے اوسکے ہاتھہ باندھ لیے بازار کے
لوگ یہ حال دیکھہ کے جمع ہوگئے اور چاہا کہ اوسکو چھین لین مگر کچھہ قابو نہ چل سکا غرض بدرالدین حسن
کو وزیر کے خیمے مین لے گئے شمس الدین محمد اوسوقت بادشاہ دمشق کی حضور مین گیا تھا اوسے آگاہ
کرے کہ جس شخص کی مجھے تلاش تھی مینے اوسے پایا مگر امیدوار ہون کہ سب تھانہ دارونکو حکم ہو کہ کوئی
میرے مقدمے مین دخل ندے بلکہ عندالحاجت میری مدد کرین اور جب شمس الدین محمد دربار سے اپنے
خیمے مین آیا سپاہیون نے بدرالدین حسن کو وزیر کے حضور مین حاضر کیا بدرالدین حسن نے رو کر وزیر سے
پوچھا خداوند مینے کیا قصور کیا ہے جسکے عوض آپنے میری دکان لٹوائی اور مجھے اس بے عزتی سے پکڑوا لیا
وزیر نے کہا تو وہی شخص ہے جسنے ملائی بناکر میرے غلام کے ہاتھہ بیچی تھی بدرالدین حسن نے کہا البتہ
شمس الدین محمد نے کہا یہی تیرا قصور ہے اور ابھی تیری کچھہ سزا نہین ہوئی اس سے زیادہ تجھے سزا
سزا دونگا بلکہ نوبت تیری جان پر پہونچے گی کہ تونے ایسی بری ملائی میرے واسطے بھیجی بدرالدین نے
کہا جو کوئی ملائی بری بناے تو بڑا گناہ ہوتا ہے وزیر نے کہا ہان اس عرصے مین وزیر اور بدرالدین
سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اوسکی مان اور قبیلے نے اپنے خیمون سے اوسے دیکھہ کر پہچانا کہ بدرالدین حسن
یہی ہے پھر دونون بیبیون کو غش آگیا اور جب افاقہ مین آئین تب اونھون نے چاہا کہ دوڑکر بدرالدین
کو لپٹ جائین مگر شمس الدین محمد نے اونسے عہد لے لیا تھا کہ جب تک مین نکہون تم اوسکے پاس نجانا
غرض وہ بیبیان صبر کرکے خاموش ہو رہین اور وزیر شمس الدین محمد اوسی شب کی صبح کو وہان سے

ٹھہرکے بڑا اور بدر الدین حسن کو ایک صندوق مین بند کرکے اونٹ پر لادا اور ساتھ اپنے
لے چلا سا م لو واسطے رفع حوائج کے صندوق سے نکالتے اور پھر اوسکو صندوق مین بند کر دیتے تھے
یہان تک کہ کیرو مین پہونچکر قریب شہر کے ایک جگہ پر اوترا اور اوسکو اپنے روبرو اوس صندوق سے
نکلواکر بٹھلایا اور سامنے اوسکے ایک نجار کو حکم دیا کہ ایک لکڑی بطور سولی کے جلد تیار کر بدر الدین
نے پوچھا کہ کسکے واسطے وزیر نے کہا جب کل شہر مین داخل ہونگا تجھے اس لکڑی پر بٹھا کر تمام شہر مین
پھراؤنگا اور آگے تیرے منادی یہ کہتا جائیگا کہ یہ سزا اوس شخص کی ہی جو ملائی مین مرچ سیاہ نہ ڈالے
بدر الدین نے واویلا کیا کہ افسوس کل مین اس رسوائی سے مارا جاؤنگا ملکہ شہرزاد نے شہریار سے کہا
خلیفہ ہارون رشید باوجود ثقاہت کے وزیر جعفر سے یہ حال سُنکر ہنسی کو ضبط نکرسکا اور وزیر شمس الدین محمد
کے ڈرانے اور دھمکانے سے بدر الدین حسن کے تئین کہ وہ کہتا تھا بسبب نڈالنے مرچ سیاہ کی ملائی
مین کل کے دن تو قتل اور تشہیر کیا جائیگا بہت ہنسا اور ٹھٹھا مارا بدر الدین حسن نے کہا ای خدا کہین
ایسا بھی ہوا ہی کہ کوئی شخص ذراسے قصور پر لوٹ لیا جائے اور قید ہوکر سولی دیا جائے اس طرح کی
باتین کرکے روتا اور کہتا ایسی ملائی بنانے پر لعنت ہی کاش مین پیدا نہوا ہوتا یہ بیان کرکے بدر الدین
رو رہا تھا کہ لکڑی سولی کی حاضر کی گئی اور اوسکے سرے پر سلاخ لوہے کی لگائی بدر الدین حسن
اوسکو دیکھکر بہت گھبرایا اور کہنے لگا نہ تو مینے کسی کی چوری کی اور نہ کسی کو قتل کیا اور نہ مین اسلام
سے پھرا صرف ذراسے قصور پر سولی دیا جاؤنگا پھر جب شام ہوئی وزیر شمس الدین محمد نے حکم کیا کہ
بدر الدین کو اوسی صندوق مین قید کرو اور کہا آجکی رات تو اس محبس مین رہیگا کل کے دن تجکو
مین قتل کرونگا چنانچہ بدر الدین حسن کو صندوق مین بند کیا اور اوسی اونٹ پر لادکر رکھا اور وزیر
اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور حکم کیا کہ اوس اونٹ کو گھوڑے کے آگے لے چلو چنانچہ بڑے تجمل اور شوکت
سے کیرو مین پہونچا اور اپنے گھر مین داخل ہوکے کہا اس صندوق کو اوتارو مگر اوسے کھولو نہین جب
سب اسباب اوتارا گیا وزیر شمس الدین محمد نے اپنی بیٹی سے کنارے لیجاکر کہا شکر خدا کا ہی کہ تمھارا
شوہر ملا آج شب کو تم اپنا حجلہ عروسی اوسی طرح تیار کرو اور سمجھو جیسا کہ شادی کی رات آراستہ کیا تھا
وزیرزادی نے اوس حجرے کو جس مین بیاہ کی رات سوئی تھی اوسی طرح سے تیار کیا اور ہر ایک چیز
کو اوسی دستور سے اوس مین رکھا جیسا کہ برات کی رات کو رکھا تھا اوسی طرح تخت پر بچھایا گیا اور دوشم

کی بتیان جلائی گئین جب وہ حجرہ مثل سابق کے آراستہ ہوا وزیر شمس الدین محمد نے لک
لباس بدر الدین حسن کا جسے برات کی شب کو پہنے تھا اوس ریالون کی تھیلی کے ساتھ
وغیرہ سے رکھا جیسا کہ اوسکو وہ اوتارکے عروس کے ساتھ ہمخواب ہوا تھا بعد اسکے اپنی بیٹی
سے کہا آئندہ لڑکی جیسے شب خوابی کے پہنکر مثل اوس رات کے پلنگ پر جاکر سو رہو اور جب بدر الدین حسن
اس حجرے مین آئے اور تجھے بیدار کرے تو کچھ تعجب نکرنا بلکہ اوسکو اپنے پاس سلانا اور تجکو جو حال
گذرے اوسکو اپنی خوشدامن سے اور مجھسے بیان کرنا پھر وزیر شمس الدین محمد نے حکم کیا کہ سوا دو تین
خواص کے کوئی اوس حجرہ عروسی مین نرہے پھر جب شام ہوئی اور قریب پہر رات کے گذری وزیر
نے بدر الدین حسن کو صندوق سمیت اوس حجرے کے پاس بھجوایا اور صندوق سے نکال کر اوسکو
مرزائی اور پاجامہ پہنوایا اور حجرے کے اندر چھوڑکے اوپر سے بند کرنے کو کہہ دیا بدر الدین حسن غم
مین ڈوبا ہوا صندوق مین ایسا غافل سو گیا تھا کہ وزیر کے نوکرون نے صندوق سے اوسکو نکالکر
ننگا کیا اور اوس مکان مین لے گئے اور بدر الدین حسن کو خبر نہوئی کہ مین کہان اور کس حال مین تھا
اور اب کس حال مین ہون پھر جب وہ بعد داخل ہونے مکان عروسی کے جاگا تو اوسنے اوس مکان
مین چارون طرف سب سامان شادی کا دیکھکر اپنی شب عروسی یاد کی اور دریافت کیا کہ یہ مکان
تو اوسی بی بی کا ہی جس مین مین نے اصطبل بادشاہی کے سائیس کو دیکھا تھا عالم تحیر مین ہو گیا
اور اوسکے اندر اپنے کپڑون کو دیکھا کہ اوسی طرح سے رکھے ہوے ہین جس طرح کہ اوسنے اپنی
شب عروسی کو اوتار کر رکھے تھے اس امر سے اور زیادہ حیران ہو کے کہنے لگا خداوندا یہ کیا معاملہ ہے
آیا مین جاگتا ہون یا خواب مین ہون اتنے مین وزیرزادی نے بہانہ کرکے اپنے سر کو مسہری سے
نکال کر اور منھ کو بدر الدین حسن کی طرف کرکے نہایت پیار سے کہا اے میرے پیارے شوہر آؤ اور
پلنگ پر آرام کرو جب بیدار ہو کر تمکو مینے پلنگ پر نپایا نہایت متحیر ہوئی اور بڑی دیر تک تمھارے
آنے کی منتظر تھی بدر الدین حسن اس بات کو سنکر خوش ہوا اور وہ غم و الم اوسکا خوشی سے بدل
گیا اور اوس بی بی کو ویسا ہی خوب صورت اور دلفریب پایا جیسا شب عروسی مین دیکھا تھا پھر
تعجب مین گیا اور سوچنے لگا کہ کیونکر وہ زمانہ جسکو دس برس گذرے ایک رات مین طے ہو سکتا ہے
پھر کپڑے اور تھیلی ریالون کی اور ہر ایک چیز کو بعینہ پایا پکار کے کہنے لگا خداوندا یہ کیا قصہ ہے

پاس نہین کرسکتا بی بی نے دوسری بار کہا صاحب پلنگ پر آرام کرو کہڑے کیا سوچ
الدین حسن پلنگ کے پاس کھڑا ہوا اور کہا بی بی سچ بتاؤ کہ میری تمہاری جدائی کو کسقدر
زمانہ گذرا اوسنے کہا صاحب ابھی تو تم پلنگ پر سے اوٹھ گئے تھے بدرالدین حسن نے کہا بی بی
تم کیا کہتی ہو یہ سچ ہے کہ ایک رات مین اس جگہ تمہارے ساتھ سویا تھا لیکن اسکو دس برس گذرے
جب سے مین دمشق مین تھا مین سخت متحیر ہون آیا یہ وہی رات ہی یا نہین وزیرزادی بولی شاید
تمہارے دماغ مین کچھ خلل ہے کہ تم کہتے ہو مین دمشق مین تھا بدرالدین حسن نے ہنسکر کہا یہ امر
نہایت ہنسی کا ہی مینے اپنے تئین دمشق کے دروازے پر ساتھ اسی قمیص اور ازار کے پایا تھا اور وہان
کے لوگ مجھے دیکھکے ہنستے اور ٹھٹھا مارتے تھے یہان تک کہ مین اونسے بھاگ کر ایک حلوائی کی دکان
مین جاکے چھپا اور اوسنے مجھے بیٹا اپنا بنایا پھر اوسنے مجھے اپنا کام سکھایا اور مرنیکے وقت مجھے
اپنے مال کا مالک کیا چنانچہ اوسکے مرنے کے بعد اوسکی دکان پر بیٹھے دس برس تک اپنی اوقات
بسر کی ایک امیر وارد ہوا اوسکا ایک لڑکا نہایت حسین ایکدن مع اپنے خواجہ سرا کے میری دکان پر آیا

تصویر بدرالدین حسن کی مکان عروسی کو حیرت سے دیکھنے کی

اور ملائی لی اور وہین کھائی بعد اسکے اسنے تھوڑی ملائی اوسی خواجہ سرا کے ہاتھہ بھیج
منگوائی اور پھر مجھے پکڑ منگوایا اور مرچ سیاہ کے نڈالنے سے میری دکان کو لٹوایا اور مجھے صندوق
مین بند کیا اور دمشق سے اونٹ پر رکھہ اپنے گھر مین لایا اور مجھسے کہا کہ تو کل دار پر کھا جائیگا مین
اس غم مین مبتلا ہوکر صندوق مین غافل سو گیا پھر جب مین جاگا تو اپنے تئین تمھارے پاس پایا
وزیرزادی نے سنکر کہا معلوم ہوتا ہی کہ تمنے کوئی بڑا گناہ کیا تھا کہ جسکے سبب سے تمپر آفتین گذرین
بدرالدین نے کہا بی بی مینے تو کوئی ایسا جرم نہین کیا تھا وزیرزادی بہت ہنسی اور کہنے لگی کہ
نہین تمنے کوئی بڑا قصور کیا ہوگا بدرالدین نے کہا بجز ملائی بنانے کے اور کوئی قصور نہین کیا مگر
شکر خدا کا کہ وہ سب باتین محض خواب و خیال تھین شہریار بادشاہ اس امر سے کہ بدرالدین حسن نے
اون سب باتون کو جو واقعی تھین خواب و خیال سمجھا بہت ہنسا اور اوسنے کہا یہ قصہ نہایت عجیب
اور دل لگی کا ہی اور مجھے یقین ہی کہ شمس الدین محمد اور اوسکی بھاوج کل کے دن بدرالدین حسن کی ان
باتون کو سنکر بہت خوش ہونگے دوسرے دن ملکہ شہرزاد نے آخر شب کو بادشاہ شہریار سے اس طرح
اس قصہ کو کہنا شروع کیا کہ خداوندا اوس شب کو بدرالدین تمام رات اسی شبہے مین رہا کہ آیا مین
خواب مین اپنی بی بی کے پاس ہون یا بیداری مین کبھی پلنگ سے اوٹھکے گرد کمرے کے گھومتا
اور سب اسباب کو پہچان کے کہتا کہ یہ کمرا وہی ہی جس مین میری بی بی کی شادی ہوئی تھی اور یہ وہی
بی بی ہی جسکی شادی بادشاہ نے اوس کبڑے سائیس اصطبل بادشاہی کے ساتھہ تجویز کی تھی اب مین
اوسکے ساتھہ سوتا ہون الغرض بدرالدین حسن انھین خیالون مین تھا کہ فجر ہوتے وزیر شمس الدین محمد
نے آکر دروازے پر حجرے کے دستک دی اور اندر جاکے اوس سے صاحب سلامت کی بدرالدین حسن
نے وزیر کو پہچان کر کہا آپ ہی نے میرے واسطے سولی تیار کرنے کو نجار کے تئین فرمایا تھا جسکے خوف
سے اب تک مین کانپ رہا ہون اور صرف اتنے ہی قصور کے واسطے کہ مینے ملائی مین سیاہ مرچ نہین
ڈالی یہ سزا میرے حق مین تجویز فرمائی تھی وزیر شمس الدین محمد نے بعد ہنسنے کے جواب دیا مین نے ہی
تیری شادی اپنی بیٹی کے ساتھہ جسکا نکاح بادشاہ نے ساتھہ اپنے کبڑے سائیس کے تجویز کیا تھا
کی تھی اور تو میرا بھتیجا ہی پھر اوس کتاب کو جو نورالدین علی کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی تھی اوسکو دکھائی
اور کہا کہ فقط تیری تلاش کرنے کے واسطے مین کیروے بانسرے اور دمشق کو گیا تھا شمس الدین محمد

ن حسن کو اپنی چھاتی سے لگا کے بہت پیار کیا اور کہا ان سب امور کو جو مین نے تمہارے ساتھ
ف کروان باتون سے غرض میری یہ تھی کہ تمکو اس حیلے سے صحیح وسالم اپنے گھر مین لاؤن
تمہارے اہل وعیال سے ملاؤن اگر یہ حیلہ نکرتا تو خوف تھا کہ فرط خوشی سے تمکو شادی مرگ
ب جبتک تم اپنی پوشاک پہنو مین تمہاری مان کو جو تمہاری جدائی مین نہایت بیقرار
ہو رہی ہی خبر کرون اور بھی تمہارے فرزند کو جسے تمنے دمشق مین اپنی دکان پر بٹھلا کر کمال محبت سے
مٹھائی کھلائی تھی لاؤن آپ حال سرور اور خوشی کا جو بدرالدین حسن اور اُسکی مان کو دیدار ایک
دوسرے سے حاصل ہوئی تھی کہنے اور لکھنے مین نہین سماتا غرض مان گلے ملکے بدرالدین حسن سے
بہت روئی اور جو مصیبتین اوسپر گذری تھین بدرالدین حسن نے بیان کین اور ایکطرف اوسکا
فرزند عجیب خردسال دوڑکر اوسکے سینے سے لپٹ گیا اور بدرالدین حسن نے اوسے پہچانکر گلے سے
لگا کے بہت پیار کیا اور وزیر شمس الدین محمد اوسے وہان چھوڑ کر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور اپنے
سفر کا حال مفصل عرض کیا بادشاہ اس قصہ عجیب کو سنکر کمال خوش ہوا اور حکم کیا کہ اس سب حال کو
لکھ کے ہماری کتب تواریخ مین درج کرو پھر وزیر شمس الدین محمد نے بہت بڑی دعوت کی اور دسترخوان پر
اپنے سب اہل وعیال کو بٹھا کر اونکے ساتھ کمال خوشی سے خاصہ کھایا غرض وہ دن اوسکا کمال
خوشی مین کٹا وزیر جعفر نے بعد تمام کرنے قصے بدرالدین حسن کے خلیفہ ہارون رشید کے حضور مین
عرض کیا کہ غلام امیدوار ہی کہ حضور ریحان حبشی کے قصور کو معاف کرین چنانچہ خلیفہ نے قصور
اوسکا معاف کیا اور اوس جوان کو جسنے اپنی بی بی کو دھوکے سے مارا تھا تسلی فرما کے ایک اپنی
لونڈی کے ساتھ اوسکا نکاح کر دیا اور اوسے بہت انعام واکرام دیکے تا زیست اوسکے درماہہ
مقرر فرمایا چنانچہ وہ جوان اپنی زندگی تک بخوبی تمام خلیفہ کے سایہ عنایت مین خوش وخرم رہا ملکہ
شہرزادے نے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا کہ خدا کی برکت سے تو دن نکل آیا کل کی رات اگر میری جان بخشی
ہوگی تو مین اس سے بہتر قصہ آپکے حضور مین کہونگی بادشاہ خوابگاہ سے اوٹھکے اپنے کاروبار معمولی
مین مشغول ہوا مگر اپنے دل مین سوچا کہ شہرزادے نے وعدہ کیا ہی کہ کل کی رات اس سے بہتر اور عجیب قصہ
کہیگی اوسکو قتل نکیا چاہیے اور آج بھی جان بخشی کرکے اوسکے قصے کو سن لیا چاہیے

## تمام ہوئی جلد پہلی الف لیلہ کی